صلّوا كما رأیتمونی أصلّی

نمازِ مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام

تالیف ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج و اضافہ: حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز۔ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّي

کتاب وسنت، آثارِ صحابہ، اقوالِ تابعین وتبع تابعین اور فرامین ائمہ کی روشنی میں

نمازِ مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام

تالیف ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی

ترتیب، تخریج واضافہ: حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ: شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصارُ السُّنّہ پبلیکیشنز۔ لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور 7357587

Email: ansarusunnah@gmail.com
WWW.ALTOHEED.COM

نمازِ مصطفیٰ ﷺ

تالیف: ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج واضافہ: حافظ حامد محمود الخضری تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

ناشر: ابومومن منصور احمد اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون: 042-7357587

Dar-us-Salam
486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217 TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511

ملنے کے پتے

مکتبہ قدوسیہ: غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ 042-37351124
کتاب سرائے: الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37320318
نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ، اُردو بازار لاہور فون: 042-37321865
مکتبہ اسلامیہ: غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور فون: 042-37244973
دار الکتب السلفیہ: اقرا سینٹر، غزنی سٹریٹ اُردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37361505
اسلام آباد ■ دار النور: 0321-5336844 ■ المسعود اسلامک بکس: 051-32261356
کراچی ■ فضلی بکس: 021-32212991 ■ علمی کتاب گھر: 021-32628939
فیصل آباد ■ مکتبہ اسلامیہ: 041-32631204 ■ مکتبہ اہل حدیث: 041-32629292

فہرست مضامین

باب نمبر 2

تارکِ نماز کا حکم

باب نمبر 3

نماز سے قبل

فصل نمبر 1:

فصل نمبر 10:

فصل نمبر 11:

فصل نمبر 12:

فصل نمبر 13:

فصل نمبر 14:

باب نمبر 4

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقۂ نماز

باب نمبر 5

نماز کے متفرق مسائل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریظ

از:- فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی أَشْرَفِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ . وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَأَھْلِ طَاعَتِہٖ أَجْمَعِیْنَ ، أَمَّا بَعْد!

نماز دین کا عمود وعماد ہے۔((اَلصَّلاۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ))((وَعُمُوْدُھَا الصَّلاۃُ))

یہ اسلام کا دوسرا رُکن ہے۔

((بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَھَادَۃِ أَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ، وَإِقَامِ الصَّلاۃِ ، وَاِیْتَاءِ الزَّکَاۃِ ، وَالْحَجِّ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ .))

''اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، استطاعت ہو تو حج بیت اللہ کرنا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔''

یہ دین کا ایک ایسا فریضہ ہے جس کا ترک کفر بھی ہے، شرک بھی اور نفاق بھی۔ یہ عظیم فریضہ اللہ تعالیٰ نے بموقع معراج عطا فرمایا اور اسی وقت ان پانچ نمازوں کی ادائیگی کو باعتبار اجر وثواب پچاس کے برابر قرار دے دیا:((ھُنَّ خَمْسٌ وَھِیَ خَمْسُوْنَ))

ایک حدیث کا مضمون کچھ یوں ہے کہ جس طرح دن میں پانچ دفعہ غسل کرنے

والے کے بدن پر میل و کچیل کا ذرّہ بھی باقی نہیں رہتا، اسی طرح پانچوں نمازوں کی محافظت کرنے والا گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے، بلکہ نماز کے بہت سے متعلقات وملحقات بھی گناہوں سے پاک کر دیتے ہیں، مثلاً: وضوء ''المشی الی المساجد'' اور ''انتظار الصلاۃ بعد الصلاۃ'' وغیرہ۔ بلکہ ان اعمال کوتو رباط یعنی اسلامی سرحد کی حفاظت کے لیے پہرہ دینے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

نماز کی حفاظت نور ہے۔ بصورتِ نماز بندہ دن میں پانچ دفعہ متعدد بار اپنے پروردگار سے شرف مناجات وہمکلامی حاصل کرتا ہے۔ حدیث قدسی: ((قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ .)) ''میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر رکھا ہے۔'' اس پر شاہد عدل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے: ((وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ .)) نیز حصول راحت وطمانیت کا سبب بھی ((أَرِحْنِيْ بِالصَّلَاةِ يَا بِلَالُ .)) موت کے وقت پیارے پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک پر نماز ہی کی تلقین تھی:

((اَلصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ .))

''نماز، اپنے غلاموں اور لونڈیوں کا دھیان رکھنا۔''

گویا نماز سعادت دارین کے حصول کی ایک بڑی قوی اور عظیم اساس ہے، لیکن ان تمام برکتوں اور منفعتوں (فوائد و برکات) کا حصول چند شرائط کا طالب ومتقاضی ہے۔ جن میں پابندئ وقت، حفاظتِ خشوع اور متابعت طریقۂ رسول ﷺ بطورِ خاص قابل ذکر ہیں۔

پابندئ وقت کی دلیل:

((سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا .))

''رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا، کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نماز کو اس کے اوّل وقت پر ادا کرنا۔''

عدم پابندئ وقت کی وعید:

((مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهُ وَمَالُهُ .))

''جس کی نماز عصر فوت ہوگئی، اس کا گھر بار سب تباہ ہوگیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ اُحد کے موقع پر فرمایا:

((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى مَلَأَ اللّٰهُ بُطُوْنَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا .))

''اللہ ان کے پیٹوں اور قبروں میں آگ بھر دے، کیونکہ انہوں نے ہمیں درمیانی نماز سے مشغول کردیا۔''

حفاظتِ خشوع کی دلیل:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَفِيْ صَدْرِهِ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ .))

''رسول کریم ﷺ نماز پڑھتے تو آپ کے سینے سے ہنڈیا اُبلنے کی طرح آواز آتی۔''

رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا:

((لَا صَلَاةَ إِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ .))

''حضور قلب یعنی خشوع کے بغیر نماز نہیں ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ②﴾

(المؤمنون: ۱، ۲)

''تحقیق مومن فلاح پا گئے، جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع سے کام لیتے ہیں۔''

نماز میں سنت رسول اللہ ﷺ کی متابعت کی فرضیت کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ امر اور آرڈر ہے ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ .)) ''تم اس طرح نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔''

آپ ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں صرف ایک امر مسنون کی مخالفت کرتے دیکھا تو فرمایا:

((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ .))

''واپس پلٹو، یقیناً آپ نے نماز ادا نہیں کی۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج بن ایمن کو خلاف سنت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

((أَعِدْ صَلَاتَكَ .))

''نماز دوبارہ پڑھو۔''

سیّدنا اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خلافِ سنت صف بندی دیکھی تو رو پڑے اور فرمایا: ''تم نے نماز کو بھی ضائع کر دیا۔''

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک چالیس سالہ نمازی کو خلافِ طریقۂ رسول ﷺ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

''تم اگر چالیس سال سے ایسی ہی نماز پڑھ رہے ہو تو تم نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مسجد میں محض مؤذن کے اذان کے ساتھ تثویب کرنے پر وہاں نماز پڑھنے سے انکار کر دیا، اور اپنے شاگرد مجاہد سے کہا:

((أَخْرِجْ بِنَا فَإِنَّهَا بِدْعَةٌ .))

”ہمیں یہاں سے نکال کر لے جاؤ کیونکہ تثویب بدعت ہے۔“

فریضہ نماز کی یہی اہمیت اس کتاب نافع کی تالیف کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محترم بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہ اللہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس اہم موضوع پر قلم اُٹھایا ہے اور اس عظیم فریضہ کے حوالے سے تقریباً تمام اہم گوشوں کو واضح کیا۔ ضاعف الله أجره ، و أجزل مثوبته ، وجعل كتابه هذا فى ميزان حسناته يوم القيامة ، يوم لا ينفع مال و لا بنون إلا من أتى الله بقلب سليم . جس کی ترتیب، تخریج اور اضافہ جات کا کام ہمارے فاضل دوست حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ نے بڑے ہی احسن طریقے سے سرانجام دیا ہے۔ جزاه الله خيرا فى الدنيا و الآخرة .

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَ الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ﴾ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ عمل اصلاح ہی نماز کا مرکزی کردار ہے۔ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ﴾ حدیث رسول اللہ ﷺ ((مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعٍ ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ .)) ”تمہاری اولادیں جب سات برس کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس برس کی ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے انہیں مارو۔“ میں بھی یہی نکتہ مضمر و پنہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ معاشرہ کے ہر فرد کو حفاظتِ صلاۃ کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم آخر میں تمام قارئین کو یہ نصیحت بھی کریں گے کہ نماز کے تعلق سے صرف فرائض کی ادائیگی پر اکتفا نہ کیا جائے ، بلکہ نوافل کا اہتمام بھی بہت زیادہ خیرات و برکات کا موجب ہے مثلاً، رواتب صلاۃ ، قیام اللیل ، اشراق اور ضحیٰ ، تحیۃ المسجد والوضوء وغیرہ۔ ان تمام نمازوں کی احادیث میں بڑی فضیلت وارد ہے۔ اس کے علاوہ استخارہ کی نماز جو تقریباً متروک ہو چکی ہے، اور اگر کسی کو استخارے کی حاجت محسوس ہوتی ہے تو وہ بھی کسی

شعبدہ باز جو استخارہ کے مرکز قائم کیے بیٹھے ہوتے ہیں کے سپرد کر دیتا ہے۔ یہ انتہائی قابل مذمت روش ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قوم کو بدعات و انحرافات کے طوفان سے نکال کر دین خالص یعنی وحی الٰہی (قرآن وحدیث) کی طرف رجوع کی توفیق عطا فرمائے۔ وهو ولي التوفيق والسداد، و أصلي وأسلم على نبيه محمد و على آله وصحبه أجمعين.

وكتبه

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست انصار السنۃ پبلی کیشنز، لاہور

۳/۱۱/۲۰۰۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ. سَيِّدِنَا وَحَبِيْبِنَا وَشَفِيْعِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ ، وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ أَمَّا بَعْدُ!

نماز اسلام کا دوسرا بنیادی رُکن ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) [1]

''اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج (کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے، فرمایا:

((وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ)) [2]

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔''

نماز حصولِ راحت وطمانیت کا سبب بھی ہے، نماز کا وقت ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بایں الفاظ اذان دینے کا حکم فرماتے:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الإیمان ، رقم: ٨۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ١١١، ١١٢، ١١٣، ١١٤.
[2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٣١٢٤.

((يَا بِلَالُ! أَقِمِ الصَّلَاةَ أَرِحْنَا بِهَا)) ❶

''اے بلال! ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ۔''

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں کامیاب لوگوں کی علامت یہ بتلائی ہے کہ وہ لوگ نماز کی پابندی کرتے ہیں، ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ .... وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٩﴾ (المؤمنون: ۱، ۹)

''یقیناً فلاح پا گئے مومن ...... جو لوگ اپنی نمازوں پر حفاظت کرتے ہیں۔''

اور اس کے برعکس روزِ قیامت اہل جہنم کا ایک گروہ جہنم میں جانے کا ایک سبب یہ بیان کرے گا کہ:

﴿لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝٤٣﴾ (المدثر: ٤٣)

''ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔''

حالت امن ہو یا حالت خوف، گرمی ہو یا سردی، تندرستی ہو یا بیماری، حتیٰ کہ جہاد وقتال کے موقع پر عین میدانِ جنگ میں بھی یہ فرض ساقط نہیں ہوتا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ اُحد کے موقع پر فرمایا:

((مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى)) ❷

''اللہ تعالیٰ ان مشرکین کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہماری درمیانی یعنی عصر کی نماز کو ضائع کر دیا۔''

یاد رہے کہ نماز کی تمام برکات، فوائد، ثمرات اور منفعتیں اس وقت حاصل ہوتی ہیں

---

❶ سنن أبو داؤد، باب في صلاة العتمة، رقم: ٤٩٨٥۔ مشكوٰة، رقم: ١٢٥٣۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

❷ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، رقم: ٦٣٩٦.

جب انسان پابندی وقت کا خاص خیال رکھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ فَاتَتْهُ صَلاةُ الْعَصْرِ ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ)) [1]

''جس شخص کی نماز عصر فوت ہوگئی، گویا کہ اس کے اہل وعیال تباہ و برباد ہو گئے۔''

ساتھ خشوع وخضوع کا اہتمام بھی ہو، اللہ تعالیٰ نے کامیابی کی ضمانت انہی لوگوں کے لیے دی ہے جو نمازوں میں خشوع وخضوع کا خیال رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢﴾

(المؤمنون: ١-٢)

''تحقیق فلاح پا گئے مومن، وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔''

نماز بذاتِ خود جتنی اہم ہے، طریقہ نماز بھی اسی قدر اہم ہے۔ نماز میں سنت رسول ﷺ کی متابعت کی فرضیت کی دلیل آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ہے:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) [2]

''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔''

مزید فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص اچھی طرح وضو کرے، وقت پر نماز ادا کرے اور رکوع وسجود اور خشوع کا اہتمام کرے تو اس انسان کا اللہ پر ذمہ ہے کہ اسے معاف کر دے، اور جو شخص ان باتوں کو ملحوظ نہ رکھے اس کا اللہ پر کوئی ذمہ نہیں، چاہے تو اسے معاف کر دے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔'' [3]

---

[1] سنن نسائی، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٧٧۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الأذان، حدیث رقم: ٦٣١.

[3] سنن ابوداؤد، اوّل کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٢٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

فریضہ نماز کی یہی اہمیت وفضیلت اس کتاب کی تالیف کا باعث ہے۔ انتہائی واجب الاحترام بھائی ابوطلحہ نے نماز کے متعلق ایسی جامع ومختصر کتاب لکھنے کے لیے حکم فرمایا جو اس کی اہمیت، فضیلت، تعلیم اور طریقہ کے بنیادی مسائل پر مشتمل ہو۔

چنانچہ ہم نے انتہائی قابل احترام اور اپنے رفیق سفر فضیلۃ الشیخ حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ سے مشاورت کے بعد نماز کے ان اہم مسائل کو قرآن وسنت سے مأخوذ شرعی دلائل کی روشنی میں جمع کر دینا مناسب سمجھا جن کا بجالانا ہر مرد وزن (مسلمان) کے لیے ضروری اور لازم ہے۔

دوسری طرف اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں مسائل کے مکمل احاطہ کے ساتھ اختصار بھی ملحوظ رہے تاکہ استفادہ میں آسانی ہو۔

بازار میں حنفی نماز اور بعض ممالک میں مالکی نماز، شافعی نماز، حنبلی نماز اور جعفری نماز وغیرہ اس قسم کی کتب موجود ہیں جو کہ اسلامی نماز کا تصور دینے سے بالکل قاصر ہیں۔ الحمد للہ ہم نے اہل سنت والجماعت کے منہج پر ''اسلامی نماز'' اور اس کا مسنون طریقہ کتاب وسنت، آثار صحابہ، اقوال تابعین وتبع تابعین اور اقوال ائمہ کی روشنی میں ذکر کیا ہے، اور یہی منہج سلف صالحین ہے۔ انتہائی تعجب کی بات یہ ہے کہ عقیدہ اشعری، ماتریدی، فقہ حنفی، سلسلہ چشتی، قادری، سہروردی، نقشبندی، فرقہ بریلوی، دیوبندی حیاتی ومماتی خود کو اہل سنت والجماعت کہلانے پر زور دیتے ہیں اور اگر کوئی خالص قرآن وسنت فہم وعمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، محدث کرام اور منہج اہل حدیث پر کاربند ہو جو کہ اصلی اہل سنت والجماعت ہیں، اور فقہ الاسلام پر عمل پیرا ہیں، اُن کا مذاق اُڑایا جاتا ہے اور لوگوں کو اس منہج سے دُور رکھنے اور گمراہ کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہمیں حق کا فہم عطا فرمائے۔

جب مسودہ تیار ہو گیا تو کانٹ چھانٹ، اضافہ جات، تخریج اور ترتیب کے لئے حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کے پاس چھوڑا تو انہوں نے میرے بنائے ہوئے پھول میں رنگ

بھردیا ،اور میری طرف سے مہیا کردہ اینٹوں کی ایک عمارت تیار کردی۔ اور فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ سر پرست ''ادارہ انصار السنۃ پبلی کیشنز'' نے تقریظ لکھ کر کتاب کو حسن بخشا اور ہمیں حوصلہ۔ جزاهم الله خيراً عنّى وعن المسلمين ، و أكثر من أمثالهم في المسلمين .

قارئین سے التماس ہے کہ راقم، معاونین، خصوصاً ابو یحییٰ محمد طارق، محمد شاہد انصاری، ابوطلحہ صدیقی ،حافظ حامد محمود الخضر ی قاری عبدالحفیظ ثاقب،فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ ، انتہائی محترم بزرگ شخصیت ابومومن منصوراحمد اور محمد رمضان محمدی حفظہم اللہ کو دعاؤں میں یاد رکھیں، اس میں اگر کوئی خوبی ہے تو اللہ کی طرف سے، اور اگر کوئی خامی ہے تو ہماری یا شیطان کی طرف سے ہے، کیونکہ انسان '' **محل الخطاء والنسيان** '' ہے۔

وصلى الله على نبينا محمد وآله أصحابه وسلم

وكتبه

خادم الحديث وأهله

أبوحمزہ عبدالخالق صدیقی

بتعاون

حافظ حامد محمود الخضری

باب نمبر1:

نماز کی اہمیت اور فضیلت

سابقہ تفصیل سے دین اسلام میں نماز کی اہمیت اور اس کی غیر معمولی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے، نیز یہ اسلام کا دوسرا عظیم الشان رکن ہے جس کی ادائیگی کے بغیر کسی انسان کا اسلام معتبر اور صحیح نہیں ہوتا۔

نماز دین اسلام کا ستون ہے:

نماز دین اسلام کا ستون ہے۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا:

((أَلا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ ، وَعَمُوْدِهِ ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟))

''کیا میں تجھے اسلام کا سر، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتلاؤں؟''

میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ .))

''دین اسلام کا سر خود کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کرنا ہے، اور اس کا ستون نماز اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔'' [1]

نماز بندہ اور اس کے رب کے درمیان بطور ایک رابطہ:

نماز بندہ اور اس کے رب کے درمیان ایک رابطہ ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: ۲۶۱۶۔ مسند أحمد: ۲۳۱/۵، رقم: ۲۲۰۱۶۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۲۰۳۰۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِيْ صَلاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِيْ رَبَّهُ .)) [1]

''یقیناً جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔''

''جب نماز کا معاملہ یہ ہے تو درحقیقت یہ بندہ مومن کے لیے اس کی ربّ سے مناجات کا ایک اعزاز ہے جو اس کو جان و مال اور اولاد سے زیادہ عزیز ہوتا ہے، اور وہ اس اعزاز کا مستحق اسی وقت ہوسکتا ہے جب وہ ربوبیت کو اس کی اسماء وصفات اور حقوق کے ساتھ پہچان لے اور وہ عبودیت اور اس کی عاجزی درماندگی، فقر واحتیاج کو جان لے اور وہ ہر حقدار کو اس کا حق پورے طور سے دینے کا عادی ہو جائے، اسی لیے حسی ومعنوی طہارت اس کے لیے ناگزیر ہے اور جسمانی وقلبی ستر پوشی ضروری ہے، اور بیت اللہ کی طرف منہ کرنا جس قدر ممکن ہو، کلام اللہ کی تلاوت کرنا اور تکبیر وتسبیح کا اہتمام کرنا لازم ہے۔'' [2]

نماز ذریعہ تقرب الٰہی ہے:

نماز کے ذریعہ بندہ اپنے رب کی قربت حاصل کر لیتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بطور حکم فرمایا کہ آپ ابوجہل کی بات ہرگز نہ مانئے، اور مسجد حرام میں نماز پڑھتے رہیے اور عبادت کے ذریعہ اپنے رب کی قربت حاصل کرتے رہیے۔

﴿ كَلَّاؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾ ﴾ (العلق: ١٩)

''ہرگز نہیں، آپ اس کی بات نہیں مانئے، اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کیجئے اور اس کا قرب حاصل کیجئے۔''

صحیح مسلم میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ .)) [3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ٤٠٥.

[2] نماز تالیف امام احمد بن حنبل، تحقیق وتقدیم شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ، ص:١٦۔١٧)

[3] صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ١٠٨٣.

''بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہٰذا (سجدے میں) کثرت سے دعا کیا کرو۔''

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نماز دل کو خوش رکھنے، قوت پہنچانے، اسے فراخ کرنے اور لذت وسرور پہنچانے میں بہت عظیم الشان ہے۔ اس میں قلب و روح کا اللہ رب العالمین کے ساتھ وصال ہوتا ہے، اللہ کے ذکر سے فائدہ ملتا ہے، اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے، اس سے مناجات کے ساتھ لذت ملتی ہے۔ اللہ کے سامنے کھڑے ہونا اس کی عبادت میں سارے جسم کے تمام اعضاء کا استعمال اور ہر جسمانی عضو کو اس استعمال میں ایک حصہ ملنا نصیب ہوتا ہے۔ مخلوق سے تعلق اور میل ملاقات سے فراغت ملتی ہے، اس سے آدمی کے دل و دماغ اور بدنی جوارح اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالک رب کریم کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں، نماز کی حالت میں آدمی کو اپنے دشمن سے راحت ملتی ہے، بڑی بڑی پر تاثیر دوائیاں اور خوش ذائقہ کھانے جس طرح صرف صحت مند دلوں کو ہی نفع پہنچاتے ہیں، اسی طرح سے نماز کے فوائد بھی اسے ہی حاصل ہوتے ہیں جس کا دل صحت مند ہو، بیمار دل تو بیمار جسموں کی طرح ہوتے ہیں کہ جنہیں بڑی خوش ذائقہ اور طاقت ور غزائیں بھی کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔''

(زادالمعاد: ۳۰۴/۴)

نماز بندے کی اپنے رب سے محبت کی علامت ہے:

صحیح بخاری میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی موجود ہے۔ مظہر خلق عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّی أُحِبَّهُ.)) [1]

''اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔''

نماز نعمتوں کی شکر گزاری کا نام ہے:

ساتھ ہی نماز بندے کی اپنے رب کی عطا کردہ نعمتوں کی شکر گزاری ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی نیک صفات اور اچھے اخلاق و کردار میں مومنوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ کو جب کوئی ایسی خبر موصول ہوتی، جس سے آپ خوشی محسوس کرتے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے۔ چنانچہ سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ أَمْرٌ فَسُرَّ بِهٖ فَخَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا.)) [2]

''یقیناً نبی آخر الزماں ﷺ کے پاس کوئی ایسی خبر آتی، جس سے آپ خوش ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو جاتے۔''

نماز بھلائی کا دروازہ ہے:

نماز ''باب الخیر'' بھلائی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

[1] صحيح بخاری، كتاب الرقاق، باب التواضع، رقم: ٦٥٠٢.

[2] سنن ترمذی، ابواب الأيمان والنذور، باب ماجاء في سجدة الشكر، رقم: ١٥٧٨ ـ سنن أبو داؤد، كتاب الجهاد، باب في سجود الشكر، رقم: ٢٧٧٤ ـ إرواء الغليل للألباني، رقم: ٤٧٤ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ))

''کیا میں تجھے بھلائیوں کے دروازے نہ بتاؤں؟ سن لیجیے روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا آدھی رات کو نفل ادا کرنا۔''

بعدازاں آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۡ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝١٦ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٧ ﴾ (السجدۃ: ۱۶۔۱۷)

''رات میں ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو اس کے عذاب کے ڈر سے اور اس کی جنت کے لالچ میں پکارتے ہیں، اور ہم نے انہیں جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اُس کے نیک اعمال کے بدلے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی کون سی نعمتیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔'' [1]

نماز تحفہ آسمانی ہے:

نماز کے عظیم الشان ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نماز وہ پہلا فریضہ ہے جو امام المتقین ﷺ پر فرض کیا گیا، اور آسمان پر شب معراج میں امت اسلامیہ کو یہ فریضہ بطورِ تحفہ عنایت کیا گیا۔ قصہ معراج میں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا:

((فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً ، فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى ، فَقَالَ : مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلَى

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: ۲٦۱٦۔ مسند أحمد: ۲۳۱/۵، رقم: ۲۲۰۱٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ : فَرَضَ خَمْسِينَ صَلاةً ، قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لا تُطِيقُ ذَلِكَ ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى قُلْتُ، وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ : رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لا تُطِيقُ ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لا تُطِيقُ ذَلِكَ ، فَرَاجَعْتُهُ فَقَالَ: هُنَّ خَمْسٌ وَهُنَّ خَمْسُونَ ، لا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ، وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لا أَدْرِي مَا هِيَ؟ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ ، فَإِذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ ، وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں یہ حکم لے کر واپس لوٹا۔ جب موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر اللہ نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا کہ پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جائیے، کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ میں واپس بارگاہ ربّ العزت میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں سے ایک حصہ کم کر دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، اور کہا کہ ایک حصہ کم کر دیا گیا ہے، انہوں نے کہا کہ دوبارہ جائیے کیونکہ آپ کی امت میں اس کے برداشت کی بھی طاقت نہیں ہے۔ پھر میں بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوا۔ پھر ایک حصہ کم ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جائیے، کیونکہ آپ کی امت اس کو بھی برداشت نہ کر سکے گی، پھر میں بار بار آیا گیا، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۳۴۹.

کہ یہ نمازیں پانچ ہیں، اور ثواب میں پچاس کے برابر ہیں۔ میری بات بدلی نہیں جاتی۔ اب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کے پاس جاؤ، لیکن میں نے کہا کہ مجھے اب اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ پھر جبرئیل مجھے ''سدرۃ المنتہیٰ'' تک لے گئے، جسے کئی طرح کے رنگوں نے ڈھانک رکھا تھا۔ جن کے بارے مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا ہیں؟ اس کے بعد مجھے جنت میں لے جایا گیا، میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے ہار ہیں اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔''

نماز اور پابندیٔ وقت:

نماز سے مت کہہ مجھے کام ہے
کام سے کہہ وقت نماز ہے

نماز کو اس کے متعینہ وقت پر ادا کرنا ضروری ہے، نماز کی عظمت شان کا یہاں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا گیا کہ کون سا عمل زیادہ افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلصَّلاةُ عَلَى وَقْتِهَا .)) [1] ''مقررہ وقت پر نماز پڑھنا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝١٠٣ ﴾

(النساء: ١٠٣)

''بے شک نماز مقررہ اوقات میں مومنوں پر فرض کر دی گئی ہے۔''

نماز کو اس کے وقت مقررہ سے لیٹ کرنا، اور اس کی ادائیگی میں غفلت برتنا نفاق کی علامت ہے، جیسا کہ آئندہ سطور میں آئے گا۔

قارئین کرام! ایسے لوگوں کی اللہ عزوجل نے کلامِ پاک میں بارہا مذمت فرمائی ہے،

[1] صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، رقم: ٥٢٧.

جو نماز میں پابندئ وقت کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ④ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ⑤ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ⑥﴾ (الماعون: ٤-٦)

”پس ویل یا ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں، جو لوگوں کو دکھاتے ہیں۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ”اس سے مراد وہ منافقین ہیں جو لوگوں کے سامنے تو نماز پڑھتے ہیں، اور تنہائی میں نہیں پڑھتے۔ اور مسروق رحمہ اللہ وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ لوگ نماز تو پڑھتے ہیں جیسا کہ ”للمصلین“ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے، لیکن وہ نمازوں کو ان کے متعین اوقات میں نہیں پڑھتے۔ اور عطاء بن دینار رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وہ لوگ نمازوں کو اوّل اوقات میں نہیں پڑھتے بلکہ ہمیشہ یا اکثر و بیشتر آخری وقت میں پڑھتے ہیں، یا نماز پڑھتے وقت اس کے ارکان و شروط کا خیال نہیں رکھتے، یا اس میں خشوع و خضوع کا خیال نہیں رکھتے۔ ﴿عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ کے الفاظ ان تمام ہی صورتوں کو شامل ہیں، تو جس کے اندر مذکورہ بالا تمام صفتیں پائی جائیں گی، وہ مکمل عمل نفاق میں مبتلا ہوگا، جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ منافق کی نماز ہے، وہ منافق کی نماز ہے، وہ منافق کی نماز ہے۔ بیٹھا آفتاب کو دیکھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ شیطان کی دو سینگوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے تو چار بار ٹکر مار لیتا ہے، اللہ کو اس میں کم ہی یاد کرتا ہے۔“

(تیسیر الرحمان، ص: ۱۷۷۳)

مومنانہ صفت یہی ہے کہ نماز کو وقت پر ادا کیا جائے، اور اس میں غفلت بالکل بھی نہ برتی جائے۔ اللہ عزوجل نے مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ㊲﴾ (النور: ٣٧)

"جنہیں کوئی تجارت اور کوئی خرید وفروخت اللہ کی یاد سے، اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی ہے۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جب مارے دہشت کے لوگوں کے دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔"

نماز گناہوں سے پاک صاف ہونے کا ذریعہ ہے:

نماز گناہوں سے پاک وصاف ہونے کا ایک ذریعہ اور سبب ہے۔ جیسا کہ آقائے نامدار، اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا . مَا تَقُوْلُ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟ قَالُوْا: لاَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا . قَالَ: فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوْا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا .)) ❶

"اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو، اور وہ روزانہ اس میں پانچ پانچ دفعہ نہائے تو تمہارا کیا گمان ہے۔ کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، ہرگز نہیں یا رسول اللہ!۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔"

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ ، إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) ❷

"پانچوں نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک، اور ایک رمضان دوسرے تک کے گناہوں کیلئے کفارہ ہے، جب تک انسان کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا رہے۔"

---

❶ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰت، رقم: ٥٢٨۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ١٥٢٢.

❷ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ٥٥٢.

سیّدنا اَبوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں ایک دن باہر نکلے، جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں تو پتے گرنے لگے، راوی کہتے ہیں: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں، یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّيْ الصَّلَاةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ، فَتَهَافَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هَذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ.)) [1]

''یقیناً مسلمان بندہ نماز پڑھتا ہے، اور اللہ کی خوشنودی چاہتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔''

اور اللہ ربّ العزت نے فرمایا:

﴿ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٢﴾ ﴾ (المائدہ: ۱۲)

''اگر تم لوگ نماز قائم کرو گے، اور زکاۃ دو گے، اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے، اور ان کی مدد کرو گے، اور اللہ کو اچھا قرض دیتے رہو گے، تو بے شک میں تمہارے گناہوں کو مٹا دوں گا، اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ پس تم میں سے جو کوئی اس عہد و پیمان کے بعد کفر کی راہ اختیار کرے گا، وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہوگا۔''

قارئین کرام! مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ ربّ العزت نے نماز پنجگانہ کی حفاظت کرنے والوں کو خوشخبری دی ہے کہ میں دنیا و آخرت میں ان کے گناہوں کو معاف کر دوں گا

---

[1] مسند أحمد: ۱۷۹/۵، رقم: ۲۱۵۵۶۔ حلیة الأولیاء: ۹۹/۶۔۱۰۰۔ شیخ شعیب الأرناؤط نے اس کو ''حسن لغیره'' قرار دیا ہے۔

اور جنتیں عطا کروں گا۔ سبحان اللہ! جس کے گناہ مٹا دیے جائیں اور اور جنت حاصل ہو جائے بھلا اُسے اور کیا چاہیے؟

اللہ ربّ العزت نے مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾﴾ (هود: ١١٤)

''اور آپ دن کے دونوں طرف اور رات گئے نماز قائم کیجئے، بے شک اچھائیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں، یہ اللہ کو یاد کرنے والوں کو نصیحت کی جارہی ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ ربّ العزت کا فرمان ہے کہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اور چونکہ نیکیوں میں نماز کا درجہ بہت ہی بلند اور اونچا ہے، لہٰذا یہ یقیناً برائیوں کو مٹا دیتی ہے۔ صحیح بخاری میں سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) [1]

''جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے، پھر دو رکعت پڑھے، جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے، تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے شانِ نزول میں امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ وغیرہ نے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور کہا کہ میں شہر کے مضافات میں ایک عورت کا علاج کر رہا تھا، تو مجھ سے گناہ کا ارتکاب ہو گیا یعنی میں نے اس کا بوسہ لے لیا، آپ میرے بارے میں اپنا حکم صادر فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی، جب وہ آدمی جانے لگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلالیا اور یہی آیت تلاوت فرمائی، یعنی اس گناہ کے بعد تم نے جو نیک عمل کیا ہے اس نے اس

[1] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ١٥٩، ١٦٠، ١٦٤.

گناہ کو ختم کر دیا ہے، یہ دیکھ کر ایک صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم اسی کے ساتھ خاص ہے؟ تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ:

((بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً .)) ❶

''یہ تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔''

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ''برائیوں'' سے ''صغیرہ گناہ'' مراد ہیں۔ ❷ لیکن یہ بات یاد رہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے، اور صدق دل سے اس میں یہ دعا پڑھتا ہے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ ، كُلَّهُ ، دِقَّهُ وَجِلَّهُ ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ .)) ❸

''اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ تمام گناہ بخش دے۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دے گا۔ ان شاء اللہ!

نماز تو بڑی دور کی بات ہے، ابھی اس نماز پڑھنے والے نے صرف طہارت حاصل کی ہے کہ اُس کے سارے گناہ ختم ہو گئے، اور نماز کے لیے چلنا، اور پھر نماز ادا کرنا اس کے لئے بلندی درجات کا باعث بن گیا۔ سیّدنا عبداللہ الصنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ أَوْ نَحْوَ هٰذَا ، وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا

❶ صحیح مسلم، کتاب التوبة، رقم: ۷۰۰۴۔ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰة، رقم: ۵۲۶.

❷ إرشاد الساری شرح صحیح بخاری.

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة، رقم: ۱۰۸۴.

مِّنَ الذُّنُوْبِ .)) ❶

''جب کوئی مسلم یا مؤمن بندہ وضو کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کئے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، جو اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کئے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔''

اور جب نمازی نماز میں کھڑا ہو جاتا ہے، اور امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا ہے تو آمین کہے، اور اس کا ''آمین'' کہنا فرشتوں کی آمین سے مل جائے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ پیارے پیغمبر سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❷

''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے، تو تم کہو، آمین۔ پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

اور جب وہ رکوع سے اُٹھ کھڑے ہونے کے بعد ''اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' پڑھتا ہے تو اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ سنن ترمذی، ابواب الطهارة، باب ما جاء في فضل الوضوء، رقم: ٢ ـ مسند أحمد: ٣٠٣/٢ـ سنن دارمی، رقم: ٧٢٤ـ مؤطا، رقم : ٧٥ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، رقم: ٩٢٠ـ صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، رقم: ٧٨٢.

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ:" سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقُوْلُوْا: " اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

''جب امام " سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ " کہے، تو تم " اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " کہو، کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگیا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

الغرض نماز کے اور بھی بہت سے متعلقات وملحقات گناہوں سے پاک صاف کرتے ہیں، مثلاً ''المشی الی المساجد'' ''نماز کے لیے چلنا۔'' اور ''انتظار الصلاۃ بعد الصلاۃ'' ''ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔'' وغیرہ۔

نبیٔ رحمت ﷺ کی نماز کے متعلق آخری وصیت:

ہر درد مند کو رونا یہ میرا رولا دے
بیہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگا دے

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث رسول ﷺ سے بھی لگایا جاسکتا ہے، جس میں ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت آپ کی آخری وصیت اور اُمت سے آپ کا آخری عہد و پیمان یہی تھا کہ وہ نماز کے سلسلہ میں اور غلاموں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈریں، اس کا تقویٰ اختیار کریں۔ سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَتْ عَامَّةُ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ ، وَهُوَ يُغَرْغِرُ بِنَفْسِهِ: اَلصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ .))❷

''آخری لمحات زندگی میں بوقت وفات، رسول اللہ ﷺ کی عام وصیت (اور

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، رقم: ٧٩٦.

❷ سنن ابن ماجة، کتاب الوصایا، رقم: ٢٦٩٧۔ إرواء الغلیل، رقم: ٢١٧٨۔ فقه السیرة، رقم: ٥٠١۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اُمت سے آپ کا آخری عہد و پیمان) یہی تھا کہ وہ نماز کے متعلق اور غلاموں کے سلسلہ میں اللہ سے ڈریں۔''

اسی طرح سیّدنا علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلمات یہی تھے:

((اَلصَّلاۃُ وَمَا مَلَکَتْ أَیْمَانُکُمْ .)) ❶

''نماز اور غلاموں کے متعلق اللہ سے ڈرنا۔''

سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے انتہائی مخلص دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی:

((لاَ تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِعْتَ وَحُرِّقْتَ ، وَلاَ تَتْرُكْ صَلاۃً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا ، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ ، وَلاَ تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ .)) ❷

''تم اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرانا، چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے جلا دیا جائے۔ اور فرض نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے فرض نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا اس سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اٹھ گئی۔ اور شراب مت پینا کیونکہ وہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے۔''

بقول شاعر:

سرکشی نے کردیئے دھندلے نقوشِ بندگی
آؤ سجدہ میں گریں لوحِ جبیں تازہ کریں

---

❶ سنن ابن ماجة، کتاب الوصایا، رقم: ٢٦٩٨۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجة، کتاب الدعاء، رقم: ٤٠٣٤۔ إرواء الغلیل، رقم: ٢٠٨٦۔ التعلیق الرغیب: ١٩٥/١۔ مشکوٰة المصابیح، رقم: ٥٨٠۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

نماز بندۂ مومن کی کرامت ہے:

اللہ تعالیٰ نے کلامِ پاک، قرآنِ مجید میں نماز کی بڑی اہمیت بیان فرمائی ہے اور نماز اور نمازیوں کی تکریم کی ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢﴾

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٩﴾ (المؤمنون : ۱،۲،۹)

''یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں ......اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔''

انسان طبعی طور پر کمزور پیدا کیا گیا ہے، جب اسے کوئی بھاری مصیبت لاحق ہوتی ہے تو صبر کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے، واویلا کرنے لگتا ہے، اور انتہائی بے چینی اور اضطراب کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ اور جب اللہ کی جانب سے مال و دولت سے نوازا جاتا ہے تو پرلے درجے کا بخیل بن جاتا ہے، اپنے اوپر اللہ کے احسانات کو بھول جاتا ہے، اور اپنوں اور غیروں پر اس میں سے ایک پیسہ خرچ کرنے کے تصور سے اس کی جان نکلنے لگتی ہے۔

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝١٩ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝٢٠ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝٢١﴾ (المعارج: ۱۹۔۲۱)

''بے شک آدمی جزع وفزع کرنے والا اور حریص پیدا کیا گیا ہے، جب اُسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً گھبرانے لگتا ہے، اور جب اُسے کوئی نعمت ملتی ہے تو بڑا بخیل بن جاتا ہے۔''

آیات (۲۲) سے (۳۵) تک اللہ تعالیٰ نے جزع فزع اور شدت حرص وطمع سے شفا پانے کے اسی نسخہ کیمیا کو بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں بیماریوں سے اللہ تعالیٰ ان کو شفا دے گا۔

﴿اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝٢٢ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝٢٣ .... وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٣٤ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ

مُّكْرَمُوْنَ ﴿٣٥﴾ (المعارج: ٢٢، ٢٣......٣٤، ٣٥)

''سوائے اُن نمازیوں کے جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔......اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی لوگ جنتوں میں معزز و مکرم ہوں گے۔''

یعنی جو لوگ ''اپنی پنجگانہ نمازیں، شروط و ارکان کا التزام کرتے ہوئے، خشوع و خضوع، طمانیت، رکوع، سجدہ اور قیام'' میں اعتدال کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے مقرر اوقات میں ادا کرتے ہیں۔

مفسرین لکھتے ہیں: آیت میں نمازوں کے اہتمام کا ذکر دوبار آنا، نماز کی فضیلت اور دیگر اعمال صالحہ کے مقابلہ میں اس کی عظمت و اہمیت کی دلیل ہے۔ اللہ کے جو مومن بندے ان اوصاف کے حامل ہوں گے، اللہ کے فضل و کرم سے آیت (١٩) میں مذکور نفسیاتی بیماری سے وہ محفوظ رہیں گے، اور جب دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رب کے پاس پہنچیں گے، تو اللہ تعالیٰ انہیں عزت و اکرام کے ساتھ جنتوں میں جگہ دے گا۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ١٦٤٠-١٦٤١)

نماز کی ادائیگی اور پابندی کی تاکید خاص:

نماز کو مومنوں کی صفات میں ذکر کرنا بھی حفاظت نماز کے متعلق تاکید خاص کا ایک انداز ہے، بطورِ نمونہ کے چند آیات ملاحظہ ہوں:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٩٢﴾﴾ (الأنعام: ٩٢)

''اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں، اور وہی اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔''

اور سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾﴾

(البقرۃ: ٢، ٣)

''اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے، جو غیبی اُمور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

یعنی جب وہ نماز ادا کرتے ہیں تو اُن سنتوں کو بھی ادا کرتے ہیں جو فرض نمازوں سے پہلے اور بعد میں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہیں۔ یہی وہ نماز ہے جس کی پابندی کرنے والوں کی اللہ نے قرآنِ کریم کی متعدد آیتوں میں تعریف کی ہے:

﴿ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾ ﴾ (النساء: ۱۶۲)

''اور جو نماز قائم کرنے والے ہیں، اور زکوٰۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، انہیں ہم اجر عظیم عطا کریں گے۔''

اور سورۃ النمل میں فرمایا:

﴿ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٣﴾ ﴾ (النمل: ۳)

''جو نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، ان کا آخرت پر پورا یقین ہوتا ہے۔''

نیز بے شمار مقامات پر خصوصی طور سے نماز کا ذکر فرمایا ہے اور اس کی ادائیگی و پابندی کی خاصی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿٢٣٨﴾ ﴾ (البقرۃ: ۲۳۸)

''اپنی نمازوں کی حفاظت کرو، اور بالخصوص بیچ والی (درمیانی) نماز کی، اور اللہ کے حضور پر سکون اور خشوع کے ساتھ کھڑے ہو۔''

مزید برآں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عُمّال کی طرف خط لکھا:

((إِنَّ أَهَمَّ أُمُوْرِكُمْ عِنْدِيْ اَلصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا ،

حَفِظَ دِيْنَهُ ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ .)) [1]

''یقیناً میرے نزدیک تمہارے اُمور میں سے سب سے اہم اور ضروری کام نماز ہے، جس شخص نے اس کی پابندی کی اور اس پر کاربند رہا، اس نے اپنا دین محفوظ کرلیا۔ اور جس نے اسے ضائع کردیا وہ دوسرے معاملات میں بالاولیٰ سست وکوتاہ ہوگا۔''

نماز جسم اور روح کی غذا:

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نماز جسم اور روح دونوں کی مشترکہ ورزش بھی ہے، قیام، رکوع، سجود، توّرک اور پھر ایک سے دوسری حالت کی طرف جانے والی حالتوں پر مشتمل کئی ایک حرکات اور حالتوں والی یہ نماز کہ جس میں اکثر اعضاء متحرک ہو جاتے ہیں پوری ایک بدنی ورزش ہوتی ہے، اور ان مفاصل کے ساتھ ساتھ پیٹ کے اعضاء بھی ورزش کر رہے ہوتے ہیں، جیسے کہ معدہ، انتڑیاں سانس کو چالو رکھنے والے حصے اور غذا، چنانچہ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان حرکات سے غذائی مواد کو تحلیل وتہضم اور تقویت دینے میں مدد ملتی ہے، بالخصوص نماز میں سانس کی قوت اور تیزی سے باہر نکلنے کے وقت بلڈ پریشر، نفس نماز میں صحت بدن کی حفاظت ہے، اس میں صحت ایمان اور دنیا وآخرت کی سعادت کی حفاظت کے علاوہ جسم کے لیے خوراک کے فاضل اور باہم خلط ملط ہونے والے مادوں کا گھل جانا بہت زیادہ نفع مند ہوتا ہے۔ اسی طرح تہجد کی نماز حفظ صحت کے اسباب میں سے سب سے زیادہ نفع بخش ہے اور کئی ایک دیرپا بیماریوں کو بہت زیادہ روکنے والی اور جسم، روح اور دل کے لیے بہت بہت زیادہ نشاط دینے والی ہوتی ہے۔'' [2]

---

[1] مؤطا امام مالك، كتاب وقوت الصلاة، رقم: ٦ ـ مصنف عبدالرزاق، رقم: ٢٠٣٧.

[2] زاد المعاد: ٤ / ٢١٠، ٢٤٧، ٢٤٨.

نماز خواہشات نفسانی اور بے حیائی سے روکتی ہے:

نماز انسان کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ﴾

(العنکبوت : ٤٥)

''اور نماز قائم کیجئے، بے شک نماز فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔''

''اللہ تعالیٰ کا قول برحق ہے کہ نماز یقیناً برائیوں سے روکتی ہے۔اب اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے، اور برائیوں میں بھی ڈوبا رہتا ہے تو ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ اس کی نماز، وہ نماز نہیں ہے جسے اس آیت کریمہ میں فواحش ومنکرات سے روکنے والی نماز کہا گیا ہے۔''

(تیسیر الرحمٰن، ص:۱۱۲۹)

فائدہ :......نماز کا ترجمہ رکوع وسجود کی دعائیں سمجھ کر پڑھی جائیں تو بُرائیوں سے دُور رہنے میں مدد ملتی ہے۔مزید برآں خشوع وخضوع میں اضافہ اور اللہ تعالیٰ سے محبت اور قربت حاصل ہوتی ہے۔

نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے:

اُحمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حُبِّبَ إِلَـيَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ ، وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)) [1]

''دنیاوی اشیاء میں سے مجھے میری بیویاں اور خوشبو پسند ہے، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔''

نماز باعث نجات ہے:

نماز ذریعہ نجات ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

[1] صحيح الجامع الصغير، رقم : ٣١٢٤.

﴿يَاَيُّهَا الَّذِينَ امَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٧٧﴾﴾ (الحج: ٧٧)

''اے ایمان والو! تم اپنے رب کے لئے رکوع کرو، اور سجدہ کرو، اور اسی کی عبادت کرو، اور کارِ خیر کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾﴾ (الاعلی: ١٤، ١٥)

''یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگا جو (کفر و شرک سے) پاک ہوگیا، اور اپنے رب کا نام لیتا رہا، پھر اس نے نماز پڑھی۔''

سیّدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں، یقیناً میں نے محبوب رب العالمین، رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ، مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْءَ هُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ ، وَأَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ ، كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَّغْفِرَ لَهُ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے (اپنے بندوں پر) پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص ان نمازوں کے لیے اچھی طرح وضو کرے، اور انہیں ان کے اوقات مقررہ میں پڑھے، اور ان کے رکوع اور خشوع کا پوری طرح خیال رکھے، (تو یہ بات) اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لی ہے کہ اُسے بخش دے۔''

سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلاتُهُ ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجح ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَاب وَخَسِرَ ، فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ شَيْءٌ ، قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ

---

[1] سنن أبو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٢٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

وَتَعَالٰی: اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتُقِصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ، ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذٰلِكَ .)) [1]

''روزِ قیامت ہر بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا، اور اگر نماز خراب ہوئی تو ناکام و نامراد ہوگا، اگر بندہ کے فرائض میں کچھ کمی ہوئی تو رب تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کے نامہ اعمال میں دیکھو کوئی نفلی عبادت ہے؟ اگر ہوئی تو نفل کے ساتھ فرائض کی کمی پوری کی جائے گی، پھر اس کے تمام اعمال کا حساب اسی طرح ہوگا۔''

نماز حصول جنت کا ذریعہ ہے:

ہر بات میں راضی برضا ہو تو مزا دیکھ
دنیا ہی میں بیٹھے ہوئے جنت کی فضا دیکھ

اللہ تعالیٰ کے جو مومن بندے نماز کی حفاظت کرتے ہیں، جب دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رب کے پاس پہنچیں گے، تو اللہ غفور رحیم انھیں عزت و اکرام کے ساتھ جنتوں میں جگہ دے گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٣٤ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝٣٥﴾ (المعارج: ٣٤-٣٥)

''اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں، وہی لوگ جنتوں میں معزز و مکرم رہیں گے۔''

اور اُمّی نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَنْ يَّلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ .)) [2]

---

[1] سنن ترمذی، ابواب الصلاۃ، رقم: ٤١٣۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ١٤٣٦.

''جو شخص طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب سے پہلے نماز پڑھے گا، وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا، یعنی فجر اور عصر کی نماز۔''

اس حدیث کو سرورِ دو عالم ﷺ نے بایں الفاظ بھی ادا فرمایا کہ:

((مَنْ صَلَّى الْبُرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) ❶

''جس نے دو ٹھنڈی (یعنی فجر اور عصر) نمازیں پڑھیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

اور جو شخص سنن راتبہ پر محافظت کرتا ہے اسے بھی رسالت مآب ﷺ نے جنت میں ایک گھر کی بشارت دی ہے۔ چنانچہ سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، صَلَاةِ الْغَدَاةِ .)) ❷

''جو شخص (باقاعدگی سے) بارہ رکعت (سنتیں) ادا کرے، اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے، ظہر سے پہلے چار رکعت، اور اس کے بعد دو رکعت، دو رکعت نماز مغرب کے بعد، دو رکعت نمازِ عشاء کے بعد اور دو رکعت نمازِ فجر (صبح کی نماز) سے پہلے۔''

اور جو شخص دن ہو یا رات تحیۃ الوضوء کا اہتمام کرتا ہے وہ بھی جنت حاصل کر لیتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فجر

---

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ١٤٣٨.

❷ سنن ترمذی، كتاب الصلاة، رقم: ٤١٩ ـ مسند أبو داؤد طيالسی، رقم: ٤١٩ ـ مصنف ابن أبی شيبه: ٢٠٣/٢، ٢٠٤ ـ مسند أحمد: ٣٢٦/٦، ٣٢٧ ـ صحيح ابن خزيمه، رقم: ١١٨٥، ١١٨٦، ١١٨٧، ١٣٩٢ ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٢٤٥١، ٢٤٥٢ ـ مستدرك حاكم: ٣١١/١ ـ ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کے وقت پوچھا:

((حَدِّثْنِي بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ .))

’’ مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک عمل بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے، کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔‘‘

تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی عمل نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفلی نماز پڑھتا رہا، جتنی میری تقدیر میں لکھی گئی تھی۔ [1]

اور سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ .)) [2]

’’ جو مسلمان آدمی خوب اچھی طرح وضو کرے، پھر کھڑا ہو کر دل اور منہ سے (ظاہری، اور باطنی طور پر) متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔‘‘

نماز اور آسمانی ادیان:

نماز ایک ایسا دینی فریضہ ہے جو تمام ادیانِ سماویہ میں موجود رہا ہے، جتنے انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمائے، وہ سارے کے سارے نماز کی پابندی کیا کرتے تھے اور اپنی امم کو نماز کی تلقین کیا کرتے تھے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ

---

[1] صحيح بخاری، كتاب التهجد، رقم: ١١٤٩ـ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال رضى الله عنه، رقم: ٦٣٢٤ـ مسند أحمد: ٣٣/٢، ٤٣٩.

[2] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، رقم: ٥٥٣.

وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ﴿۷۳﴾ (الأنبیاء : ۷۳)

’’اور ہم نے انھیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی تھی کہ وہ اچھے کام کریں، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور وہ سب ہماری ہی عبادت کرتے تھے۔‘‘

سیدنا زکریا علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا زکریا علیہ السلام، مریم علیہا السلام کے ساتھ اللہ کا فضل وکرم دیکھتے ہیں، تو اپنی کبرسنی اور بیوی کے سنِ یاس کو پہنچ جانے کے باوجود ولد صالح کے لیے دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کرلی، اور فرشتوں کے ذریعے ولدِ صالح کی بشارت بھیج دی، فرشتوں نے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہے، جس کا نام یحییٰ ہوگا، جو سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرے گا، علم و عبادت میں لوگوں کا سردار ہوگا، گناہوں سے محفوظ رہے گا، اور نبی صالح ہوگا، سیّدنا زکریا علیہ السلام کو جس وقت یہ خوشخبری ملی۔ آپ حالت نماز میں تھے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۳۹﴾﴾ (آل عمران : ۳۹)

’’تو فرشتوں نے انھیں آواز دی، جب کہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی بشارت دے رہا ہے، جو اللہ کے کلمہ (عیسیٰ) کی تصدیق کرنے والا، سردار، پاکباز اور صالح نبی ہوگا۔‘‘

سیّدنا موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور حفاظت نماز:

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو حکم فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو مساجد کے طور پر استعمال کرو، اور اندر ہی نماز پڑھ لیا کرو، تاکہ فرعون کے کارندے تمھیں باہر مساجد میں نماز پڑھتے دیکھ کر ایذاء نہ پہنچائیں۔

﴿وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰی وَ اَخِیۡهِ اَنۡ تَبَوَّاٰ لِقَوۡمِکُمَا بِمِصۡرَ بُیُوۡتًا وَّ اجۡعَلُوۡا بُیُوۡتَکُمۡ قِبۡلَةً وَّ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸۷﴾﴾

(یونس : ۸۷)

''اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر مہیا کرو، اور اپنے ان گھروں کو مسجد بنالو اور پابندی کے ساتھ نماز ادا کرو، اور اے موسیٰ! آپ مومنوں کو خوشخبری دے دیجیے۔''

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی بات سن کر بول پڑتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے ازل میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ مجھے انجیل دے گا اور مجھے نبی بنائے گا، اور میں جہاں بھی رہوں گا اس نے مجھے صاحب خیر و برکت، اور صاحب دعوت بنایا ہے۔ میں اپنے رب کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا رہوں گا، اور مجھے وصیت کی ہے کہ تا دمِ حیات نماز پڑھوں، اور زکوٰۃ ادا کروں......:

﴿قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰهِ ۟ؕ اٰتٰىنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ﴿ۙ۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ ۪ وَ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّکٰوةِ مَا دُمۡتُ حَیًّا ﴿۪ۖ۳۱﴾﴾ (مریم : ۳۰۔ ۳۱)

''کہا (عیسیٰ نے) بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے انجیل دی ہے، اور مجھے نبی بنایا ہے، اور جہاں بھی رہوں مجھے بابرکت بنایا ہے اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے۔''

سیدنا شعیب علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا شعیب علیہ السلام بکثرت نماز پڑھتے تھے اور ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے، اسی لیے کفار نے ان کی پیش کردہ دعوت کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ اے شعیب! کیا آپ کی نمازیں آپ کو حکم

کرتی ہیں کہ ہم ان معبودوں کو ترک کردیں جن کی پرستش ہمارے آباؤ واجداد کرتے تھے۔

﴿قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ﴾

(هود: ۸۷)

''انھوں نے کہا، اے شعیب! کیا تمھاری نمازیں تمہیں حکم دیتی ہیں کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے؟''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد کو بیت حرام کے پاس اس لیے بساتے ہیں کہ وہ وہاں نماز قائم کریں۔

﴿رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (ابراهيم: ۳۷)

''اے ہمارے رب! میں نے اپنی بعض اولاد کو تیرے بیت حرام کے پاس ایک وادی میں بسایا ہے، جہاں کوئی کھیتی نہیں ہے، اے ہمارے رب! میں نے ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ وہ نماز قائم کریں۔''

اور پھر انھوں نے اپنے رب سے یہ دعا بھی کی کہ وہ انھیں اور ان کی اولاد کو نماز کا پابند بنادے، اور ان کی تمام دعاؤں کو بالعموم اور اس دعا کو بالخصوص قبول فرمالے:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝۴۰﴾ (ابراهيم: ۴۰)

''اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنادے، اے ہمارے رب! اور میری دعا کو قبول فرمالے۔''

سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام رسول اور نبی تھے۔ نماز کی خود پابندی کرتے اور اپنے اہل وعیال

کو نماز و زکوٰۃ اور دیگر نیک کاموں کا حکم دیتے تھے، تاکہ دوسروں کے لیے اچھی مثال بنیں۔

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ ۪ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾﴾ (مریم: ۵۴۔۵۵)

''اور آپ قرآن میں اسماعیل کا ذکر کیجیے، وہ وعدہ کے بڑے سچے تھے، اور رسول و نبی تھے، اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے، اور وہ اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے۔''

سیدنا سلیمان علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا نماز کے متعلق شوق دیکھئے گا، ایک دن گھوڑوں کی دیکھ بھال میں ایسا مشغول ہوئے کہ عصر کی نماز کا وقت گزر گیا، چنانچہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام اس پر بایں الفاظ اظہار افسوس کرتے ہیں:

﴿اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ﴾

(ص: ۳۱۔۳۲)

''جب شام کے وقت ان کے سامنے عمدہ گھوڑے لائے گئے، تو انھوں نے کہا کہ میں اپنے رب کی یاد سے غافل ہو کر ان گھوڑوں میں دلچسپی لینے لگا، یہاں تک کہ آفتاب پردے میں چھپ گیا۔''

امام الانبیاء، سیّد البشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حفاظت نماز:

اللہ تعالیٰ نے محسن انسانیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ نماز ہر قسم کی برائیوں سے روکتی ہے۔

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡكَرِ ؕ ﴾

(العنکبوت : ٤٥)

’’نماز قائم کیجیے، بے شک نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔‘‘

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَىِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكۡرٰى لِلذّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ ﴾ (ھود : ١١٤)

’’اور آپ دن کے دونوں طرف اور رات گئے نماز قائم کیجیے، بے شک اچھائیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لیے۔‘‘

اور سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا:

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا ﴿۷۸﴾ ﴾ (بنی اسرائیل : ٧٨)

’’آپ زوال آفتاب کے وقت سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کیجیے، اور فجر کی نماز میں قرآن پڑھیئے، بے شک فجر میں قرآن پڑھنے کا وقت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہوتا ہے۔‘‘

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے، جو سب سے اہم عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا سب سے بہتر طریقہ ہے، جیسا کہ اللہ نے سورۃ البقرۃ میں فرمایا ہے:

﴿ وَ اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ ﴾ (البقرۃ : ٤٥)

’’اے مسلمانو! تم لوگ صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگو۔‘‘

’’مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد نماز پنجگانہ ہے، جس کی ادائیگی ان کے محدود اوقات میں فرض ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ ﴿ دُلُوۡكِ

﴿الشَّمْسِ﴾ کا معنی ''زوالِ آفتاب'' ہے، جوظہر اور عصر کی نماز پر دلالت کرتا ہے، اور ﴿غَسَقِ الَّيْلِ﴾ سے مراد ''رات کی تاریکی'' ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان مشترک ہے، اور ﴿قُرْاٰنَ الْفَجْرِ﴾ سے مراد ''نماز فجر'' ہے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۸۲۰)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''معلم کائنات، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر قولی اور فعلی سنتوں کے ذریعہ ان اوقات کی تفصیل بیان کی جاچکی ہے، اور ابتدائے اسلام سے آج تک امت اس پر عمل پیرا ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ)

مفسر ابو السعود لکھتے ہیں: ''کہ جبریل علیہ السلام نے ہر نماز کا وقت بیان کردیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کی تعداد رکعات بیان فرمادی۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۸۲۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حفاظت اور پھر اس راہ میں پیش آنے والی ہر تکلیف پر صبر کرنے کا حکم فرمایا، اور ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تلقین کریں۔

﴿وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ﴾ (طٰہٰ: ۱۳۲)

''اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں، اور خود بھی اس کی پابندی اور حفاظت کیجیے۔''

''نماز ہی وہ فریضہ ہے جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر عمل اور ہر فرض سے پہلے نبوت کے ذریعے حکم دیا ہے اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وصیت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار رہو نماز کے معاملہ میں، اپنے غلاموں کے معاملے میں'' دوسری حدیث ہے کہ ''یہ نماز تمام انبیاء کی اپنی امت کو وصیت رہی ہے اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت وہ ان کو آخری تلقین اسی کی کرتے ہیں۔'' ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے آخری لمحات میں فرمارہے تھے کہ نماز، نماز اور نماز۔''

نماز وہ اوّلیں فریضہ ہے جسے ان پر فرض کیا گیا اور سب سے آخر میں اس کی وصیت

کی گئی، یہ اسلام سے رخصت ہونے والا آخری عمل ہے اور قیامت کے دن بندے سے پوچھا جانے والا سب سے پہلا عمل، یہ اسلام کا ستون ہے، اس کے بغیر اسلام باقی رہتا ہے، نہ دین، اللہ کے لیے اپنے تمام معاملات عام طور سے اور نمازوں میں خاص طور سے تقویٰ اختیار کیجیے، اسے مضبوطی سے تھام لیجیے، اسے ضائع ہونے سے بچائیے، اس کا مذاق اڑانے سے دریغ کیجیے اور اس میں امام سے آگے بڑھنے سے کنارہ کش رہیے اور شیطان کے دھوکے میں نہ آئیے کہ آپ کو نماز سے باہر کردے کہ یہ آپ کے دین کا آخری حصہ ہے اور جس کے دین کا آخری حصہ چلا گیا، اس کا پورا دین چلا گیا تو اپنے دین کے آخری حصہ کو مضبوطی سے تھام لیجیے۔'' [1]

نبی کریم ﷺ کی نماز سے والہانہ شیفتگی:

آنحضرت ﷺ کی نماز سے والہانی شیفتگی اور اس کے اہتمام کا اندازہ فرمائیے گا کہ رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جایا کرتے، اُنہیں ورم پڑ جاتا۔ چنانچہ سیّدنا مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

((قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيْلَ لَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟)) [2]

''نبی کریم ﷺ رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک کو ورم پڑ جاتا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کردی ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا، کیا میں (اللہ تعالیٰ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

اور بعض دفعہ تمام رات نماز پڑھتے رہتے، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ

[1] نماز، از امام احمد بن حنبل، تحقیق شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ ص: ۸۰۔ ۸۱۔

[2] صحيح بخاری، کتاب التفسير، رقم: ٤٨٣٦.

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح تک ایک ہی آیت کے ساتھ قیام فرمایا، یعنی صرف یہی آیت تلاوت فرماتے، اور رکوع وسجود کرتے رہے، اور وہ آیت کریمہ یہ ہے:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١١٨﴾﴾ (المائدہ: ۱۱۸)

''اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے تو بلا شبہ وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔'' [1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں جب نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' اس وقت آپ سے کہا گیا کہ سیّدنا ابوبکر بڑے نرم دل انسان ہیں۔ اگر وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانا ان کے لیے مشکل ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے پھر دوبارہ یہی حکم صادر فرمایا، اور آپ کے سامنے پھر وہی بات دہرادی گئی۔ چنانچہ تیسری مرتبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''تم تو بالکل یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ بالآخر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ نے بیماری میں کچھ کمی محسوس کی اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر نماز کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ گویا میں اس وقت آپ کے قدموں کو دیکھ رہی ہوں کہ بوجہ تکلیف زمین پر لگ رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کے لیے فرمایا۔ پھر آپ قریب آئے اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے ......اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔'' [2]

---

[1] سنن ابن ماجة، كتاب الصلاة، باب ماجاء في صلاة الليل، رقم: ١٣٥٠۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ مسند أحمد: ١٤٩/٥، رقم: ٢١٣٢٨۔ مصنف ابن أبي شيبه: ١١/ ٤٩٧-٤٩٨۔ سنن الكبرىٰ للبيهقي: ١٣/٣.

[2] صحيح بخاری، كتاب الأذان، باب حدّ المريض أن يشهد الجماعة، رقم: ٦٤٤.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذوقِ نماز:

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلمان میں اسی لیے نمازی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ذوقِ نماز اور نماز سے بے پناہ شغف کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی نماز نہیں ترک کرتے تھے، وہ مسجد کا رُخ کرتے اور بارگاہِ ایزدی میں حاضری بجالاتے تھے۔ چنانچہ:

☆ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو ان پر شدت سے رقت طاری ہو جاتی اور نماز میں اس درد سے روتے تھے کہ ان کے رونے کی وجہ سے آواز قرأت آخری صفوں تک نہیں پہنچتی تھی۔ ❶

☆ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے، تو آپ نے دین کی بقاء نماز میں سمجھی اور اپنے حکومتی عہدیداروں کو ان کی ذمہ داری کی یاد دہانی کراتے ہوئے لکھا:

((إِنَّ أَهَمَّ أُمُوْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ ، فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ .)) ❷

''تمہارے کاموں میں سب سے زیادہ اہمیت میرے نزدیک نماز کی ہے جو شخص اپنی نماز کی حفاظت کرے گا، اور اس کی دیکھ بھال کرتا رہے گا وہ اپنے پورے دین کی حفاظت کرے گا، اور جو نماز کو ضائع کر دے گا تو وہ باقی تمام چیزوں کو بدرجۂ اُولیٰ برباد کر دینے والا ثابت ہوگا۔''

☆ سیّدنا اَنس رضی اللہ عنہ قیام اور سجدہ میں اس قدر دیر لگاتے تھے کہ لوگ سمجھتے آپ کچھ بھول گئے ہیں۔ ❸

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الأذان، رقم : ٦٧٨.

❷ مؤطا امام مالك، كتاب وقوت الصلاة، رقم: ٦ـ مشكوٰة: ١/ ٥٩.

❸ صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب المكث بين السجدتين، رقم: ٨٢١.

☆ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، نماز کے ساتھ آپ کو والہانہ محبت تھی۔ ❶

آپ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کئی کئی سورتیں پڑھ جاتے، اور اس طرح کھڑے ہوتے، معلوم ہوتا کہ کوئی ستون کھڑا ہے۔ ❷

☆ سیّدنا تمیم بن اُوس الداری رضی اللہ عنہ تہجد گزار تھے، ایک رات نمازِ تہجد کے لیے کھڑے ہوئے تو صرف ایک آیت کی تلاوت میں صبح کر دی، بار بار اس کو دہراتے رہے...... اور وہ آیت کریمہ یہ تھی:

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾ (الجاثية: ٢١)

''کیا جو لوگ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، ہم انہیں اُن کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے اعمال صالحہ کیے، ان دونوں جماعتوں کا جینا اور مرنا ایک جیسا ہو، وہ لوگ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔'' ❸

☆ اور سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: میں ہر نماز کے وقت کا مشتاق رہتا ہوں، اور ان کا یہ بھی بیان ہے کہ جب سے میں حلقہ بگوش اسلام ہوا ہوں کوئی ایک نماز ایسی نہیں گزری کہ اس کی اقامت کے وقت میں باوضو نہ ہوں۔ یعنی اس کی تیاری کے لیے پہلے سے ہی باوضو تھا۔ ❹

☆ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ: ''انہوں نے نماز میں ایک شخص کو غیر حاضر پایا، چنانچہ اس کے گھر گئے اور اُس کو آواز دی تو وہ آدمی نکلا، آپ نے اس سے پوچھا، تم کو نماز سے کس چیز نے روکا تھا، اس نے کہا: امیر المومنین! ایک بیماری

---

❶ حلية الأولياء: ١/ ٢٥٥.
❷ الإصابة: ٤/ ٨١_ أسد الغابة: ٣/ ٢٤٨٣.
❸ أسد الغابة: ١/ ٤٢٩.
❹ سير أعلام النبلاء: ٣/ ١٦٤.

ہے، اگر میں نے آپ کی آواز نہ سنی ہوتی تو میں نہ نکلتا، یا اُس نے کہا کہ میں نہ نکل سکتا تھا، تو آپ نے فرمایا: ''تو نے نماز کی پکار کو چھوڑ دیا جو میری پکار کے مقابلہ میں تم پر کہیں زیادہ واجب ہے'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی کے بارے میں آتا ہے کہ: ''انہوں نے کچھ لوگوں کو نماز میں نہیں پایا تو کہا: کیا بات ہے یہ لوگ نماز سے پیچھے رہتے ہیں؟ ان کے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے دوسرے بھی پیچھے ہونے لگتے ہیں؟ وہ لوگ مسجد میں آئیں ورنہ میں ان کے پاس ایسے لوگوں کو بھیجوں گا جو انہیں گردن سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لائیں گے۔'' پھر فرماتے ہیں: ''نماز میں حاضر رہو، نماز میں حاضر رہو۔'' [1]

سلف صالحین کے نماز سے بے پناہ محبت کے چند نمونے:

☆ عثمان بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا سعید بن المسیب رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ گزشتہ تیس (۳۰) سالوں سے میرا یہ معمول ہے کہ جب بھی مؤذن اذان دیتا ہے تو میں مسجد میں موجود ہوتا ہوں۔ [2]

☆ ابوحیان اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ الربیع بن خُثَیم رحمہ اللہ کو نماز کے لیے لایا جاتا تھا حالانکہ وہ فالج میں مبتلا تھے، پس ان سے کہا گیا کہ آپ کے لیے تو (شرعی طور پر) رخصت موجود ہے، تو فرمانے لگے، میں مؤذن کی ((حَیَّ عَلَی الصَّلاَۃِ)) ''آؤ نماز کی طرف'' سنتا ہوں تو نماز کے لیے مسجد میں کیوں نہ آؤں؟ پس تم لوگ بھی نماز کے لیے مسجد میں آسکو تو ضرور آؤ، اگرچہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے ہی کیوں نہ آنا پڑے۔ [3]

☆ سیّدنا مصعب فرماتے ہیں کہ عامر رحمہ اللہ بن عبداللہ بن زبیر نے مؤذن کی آواز سنی

---

[1] نماز، از امام احمد بن حنبل، تحقیق شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ ص: ۱۲۲ تا ۱۲۳۔

[2] سير أعلام النبلاء: ٤/ ٢٢١ـ حلية الأولياء: ٢/ ١٦٢.

[3] سير أعلام النبلاء: ٤/ ٢٦٠ـ طبقات ابن سعد: ٦/ ١٨٩، ١٩٠ـ المعرفة والتاريخ: ٢/ ٥٧١ـ حلية الأولياء: ٢/ ١١٣، ١١٥.

اوران کی روح پرواز کرنے والی تھی، تو انہوں نے کہا کہ میرا ہاتھ پکڑو (اور مجھے نماز کے لیے لے چلو) پس ان سے کہا گیا کہ آپ مریض ہیں، فرمانے لگے: میں اللہ کے داعی کی آواز سنتا ہوں، پھر میں اس پر لبیک کیوں نہ کہوں؟ پس لوگوں نے ان کا ہاتھ پکڑا، اور نماز کے لیے مسجد لے گئے تو وہ امام کے ساتھ نمازِ مغرب میں شریک ہوگئے، ابھی انہوں نے ایک رکعت نماز ادا کی تھی کہ اس دارِ فانی سے انتقال کر گئے۔ ❶

☆ محمد بن خفیف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ان کی کمر میں شدید درد تھا، جب کمر کا درد اٹھتا تھا وہ نقل وحرکت سے عاجز آجاتے تھے، اسی دوران جب نماز کے لیے اذان دی جاتی، تو انہیں ایک آدمی کی پیٹھ پر لاد کے مسجد لایا جاتا تھا۔ ان سے کہا گیا: اگر آپ اپنی جان پر ترس کھائیں تو؟ انہوں نے جواب دیا: جب تم ((حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ .)) ''آؤ نماز کے لیے'' کی آواز سنو، اور مجھے نمازیوں کی صف میں نہ دیکھو، تو پھر مجھے قبرستان میں تلاش کرنا۔ ❷

☆ اور یونس بن محمد المؤدب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کی وفات مسجد میں حالت نماز میں ہوئی۔ ❸

☆ اور عصر حاضر کے مشہور قلمکار مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات بھی حالت نماز میں ہوئی۔ چنانچہ پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو رات کا کھانا کھا رہے تھے کہ نمازِ عشاء کا وقت ہوگیا۔ وضو کیا اور مسجد کی طرف چل دیے۔ جا کر پہلی صف میں دائیں طرف جگہ ملی، پہلے سجدہ کے دوران روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ❹

☆ اسی طرح مصنف کتب کثیرہ خواجہ محمد قاسم رحمہ اللہ بھی جمعہ کی نماز کی امامت کرتے

---

❶ سیر أعلام النبلاء: ٥/ ٢٢٠.
❷ سیر أعلام النبلاء: ١٦/ ٣٤٦.
❸ سییر أعلام النبلاء: ٧/ ٤٤٨۔ حلیة الأولیاء: ٦/ ٢٥٠.
❹ مقدمه تیسیر القرآن، از مولانا عبدالرحمن کیلانی: ١/ ٨.

ہوئے حالت تشہد میں فوت ہوئے۔خواجہ رحمہ اللہ انتہائی جید وفقیہ عالم تھے۔

☆ اور سیّدنا وکیع بن الجراح فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز کا وقت آنے سے پہلے نماز کی تیاری نہ کرے، گویا اس نے نماز کی توقیر و تعظیم نہیں کی۔ [1]

نماز دراصل اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے کمال بندگی کا اظہار ہے:

شریک کار کی حاجت نہیں ہے تیری قدرت کو
نبی ہو یا ولی ہر اک تیرے در کا سوالی ہے

انسانیت کی تخلیق کا مقصد ہی اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: ٥٦)

”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔“

نماز، تسبیح وتحلیل دراصل اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے کمالِ بندگی اور اطاعت کا اظہار ہے۔یہی وجہ ہے کہ آسمان وزمین میں پائی جانے والی تمام مخلوقات، خواہ وہ فرشتے ہوں یا بنی نوع انسان، جن یا حیوان، حتی کہ جمادات بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ چڑیاں فضا میں پرواز کرتی ہوئی اپنے رب کی تسبیح بیان کرتی ہیں اور نماز ادا کرتی ہیں۔کائنات کی ہر چیز کو معلوم ہے کہ اسے اللہ کی تسبیح کیسے بیان کرنی ہے اور نماز کیسے ادا کرنی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا بنیادی حق عبادت ادا ہوسکے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِیْحَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ﴾ (النور: ٤١)

”اے میرے نبی! آپ دیکھتے نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں پائی جانے والی تمام مخلوقات اور فضا میں پر پھیلا کر اُڑتی ہوئی چڑیاں، سبھی اللہ کی تسبیح بیان

[1] کتاب الزهد، لوكيع بن الجراح: ١/ ٥٠، بتحقيق الفريوائى.

کرتی ہیں۔ ہر مخلوق اپنی نماز اور تسبیح کو جانتی ہے اور اللہ ان سب کے اعمال سے خوب واقف ہے۔''

انسان اور دیگر تمام مخلوقات کے سائے بھی اللہ ربّ العزت کو سجدہ کرتے ہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ سایہ بھی حقیقی معنوں میں اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔ جیسا کہ پہاڑ اللہ کی تسبیح میں مشغول ہوتے ہیں:

﴿اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ۝۱۸﴾

(ص: ۱۸)

''ہم نے پہاڑوں کو ان کے لیے مسخر کر دیا تھا، وہ شام اور صبح کے وقت اُن کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿اَ وَ لَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ ۝۴۸﴾ (النحل: ۴۸)

''کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں، ان کے سائے دائیں اور بائیں سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے ہیں، اور وہ اللہ کے لیے عاجزی اور انکساری کیے ہوتے ہیں۔''

اور سورۃ الرعد میں فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝۱۵﴾ (الرعد: ۱۵)

''اور آسمانوں اور زمین میں رہنے والی ساری مخلوقات صرف اللہ کو سجدہ کرتی ہیں، چاہے خوشی سے کریں یا مجبور ہو کر، ان کے سائے بھی صبح و شام اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔''

الغرض تمام آسمان و زمین اور ان میں پائی جانے والی مخلوقات اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں اور تمام نقائص و عیوب سے اسے بلند و بالا سمجھتی ہیں، لیکن لوگ ان کی تسبیحات اور نماز و

عبادت کو نہیں سمجھتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اور راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''المفردات'' میں اسی بات کو ترجیح دی ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۴﴾ (بنی اسرائیل: ٤٤)

''ساتوں آسمان اور زمین اور جو مخلوقات اُن میں پائے جاتے ہیں، سبھی اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور ہر چیز صرف اس کی حمد وثناء اور پاکی بیان کرنے میں مشغول ہے، لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو، وہ بے شک بڑا بردبار، بڑا معاف کرنے والا ہے۔''

نماز نفسِ انسانی کے اندر تقویٰ کی روح پیدا کرتی ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ﴾ (الانعام: ٧٢)

''اور یہ کہ نماز قائم کرو، اور تقویٰ اختیار کرو۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''متقی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو راہِ ہدایت پر نہ چلنے کی صورت میں اللہ کے عقاب سے ڈرتے ہیں، اور دین اسلام کی تصدیق اور اس پر چلنے کی صورت میں اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے تقویٰ کا معنی پوچھا: ''تو کہا کہ کبھی خاردار راستہ پر چلے ہو؟'' اس نے کہا: ہاں! تو انہوں نے پوچھا: تم نے کس طرح راستہ طے کیا؟ اس نے کہا: جب کانٹا دیکھتا تو اس سے الگ ہو جاتا۔ تو انہوں نے کہا یہی ''تقویٰ'' ہے۔''

(تیسیر الرحمٰن، ص: ١٦)

بلاشبہ نماز انسان کے اندر تقویٰ، پرہیز گاری اور خشیت الٰہی پیدا کرتی ہے، یہی وجہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی عظیم صفت کے حاملین ''متقین'' کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الٓمّٓ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿٢﴾ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾﴾

(البقرۃ: ۱۔۲۔۳)

''الٓمٓ، اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی راہنمائی کرتی ہے، جوغیبی اُمور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں......''

انبیاءعلیہم الصلوٰۃ والسلام اس کی مجسم تفسیر ہیں، جب وہ نماز کے لیے بارگاہِ ایزدی میں کھڑے ہوتے ،تو خشیت الٰہی سے گریہ کرنے لگ جاتے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّةِ اٰدَمَ ۗ وَ مِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّ مِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْرَآءِیْلَ ۫ وَ مِمَّنْ هَدَیْنَا وَ اجْتَبَیْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِیًّا ﴿۵۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ﴿۵۹﴾﴾ (مریم: ۵۸۔۵۹)

''یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے اپنا خاص انعام کیا تھا، جوآدم کی اولاد اوران کی اولاد سے تھے جنھیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا، اور جو ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے تھے، اور وہ ان میں سے تھے جنھیں ہم نے ہدایت دی تھی اور جنہیں ہم نے چن لیا تھا، جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیتوں کی تلاوت ہوتی تھی تو سجدہ کرتے ہوئے ، اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے تھے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اللہ کے ڈر اور خوف سے گریہ کرتے حتی کہ نبی التوبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے اور جوش مارنے جیسی آواز محسوس ہوا کرتی، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَفِيْ صَدْرِهِ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ .)) [1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، نماز میں رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینے سے چکی چلنے کی طرح آواز آ رہی تھی۔''

نماز اور انابت الٰہی:

نماز انسان کو انابت الٰہی کا درس دیتی ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۳۱ ﴾ (الروم: ۳۱)

''اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسی سے ڈرو، اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

پس نمازی اپنے رب کے اوامر کی پابندی کرنے لگتا ہے، اور نواہی سے اجتناب کرتا ہے، راتوں کو کم سوتا ہے، یعنی رات کا بیشتر حصہ نماز تہجد میں گزارتا ہے، اور جب صبح کے وقت اٹھتا ہے تو نیند کی قلت اور نماز تہجد کی کثرت کے باوجود، اسے احساس ہوتا ہے کہ جیسے اس کے گناہ اور جرائم بہت ہیں، اسی لیے وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو جاتا ہے:

﴿ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝۱۷ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸ ﴾ (الذاريات: ۱۷، ۱۸)

''وہ راتوں میں کم سوتے تھے، اور صبح کے وقت اپنے رب سے مغفرت طلب کرتے تھے۔''

---

[1] سنن أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب البكاء في الصلاة، رقم: ۹۰۴۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۷۵۳۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۲٤٦۔ مسند أحمد: ٤/ ۲۵، رقم: ۱٦۱۳۱۲۔ ابن حبان، حاکم، ذہبی اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

نمازی لوگوں کی یہ صفت ہوتی ہے کہ جب ان سے کبیرہ یا صغیرہ گناہ سرزد ہو جائیں، تو انہیں اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے، اور اس کے عذاب سے ڈرنے لگتے ہیں، اور فوراً استغفار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾﴾ (آل عمران : ۱۳۵)

''اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔''

نماز اور زہد (دنیا سے بے رغبتی):

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

نماز انسان میں زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی پیدا کر کے فکر آخرت پیدا کرتی ہے۔ سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: مجھے مختصر الفاظ میں نصیحت کیجیے۔ نبی معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَصَلِّ صَلاَةَ مُوَدِّعٍ .)) [1]

''جب تم نماز پڑھو تو اسے الوداعی نماز سمجھ کر ادا کیا کرو۔''

''اللہ اس شخص کا بھلا کرے جو اپنی نماز کی طرف متوجہ ہو تو خشوع وخضوع کا پیکر ہو، اللہ کے سامنے ذلت و پستی کا اعلیٰ ترین مظاہرہ کرے، خوف وخشیت سے کانپ رہا ہو، تو قع

[1] معجم کبیر للطبرانی : ٦/ ٤٤، رقم: ٥٤٥٩۔ الاصابة: ٣/ ٧٠۔ مسند احمد : ٥/ ٤١٢، رقم: ٢٣٤٩٨۔ حافظ ابن حجر نے اس کے راویوں کو ''ثقہ'' اور شیخ شعیب نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

رغبت اور امید کا دامن پھیلائے ہو اور اپنی سب سے بڑی آرزو اللہ تعالیٰ کی ملاقات، اس سے مناجات، اس کے سامنے قیام وقعود اور رکوع وسجود کا بہترین اہتمام کرے اور اس کے لیے اپنے دل ودماغ کو خالی کرے اور فرائض کے ادا کرنے میں محنت کرے کہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے بعد اسے کوئی اور نماز پڑھنے کا موقع دیا جائے گا یا پہلے ہی کام تمام کردیا جائے گا، وہ اپنے ربّ کے سامنے کھڑا ہو تو غم وحزن کا مجسمہ ہو، نماز کی مقبولیت کا متوقع اور اس کو ردّ کردینے سے خائف ہو، اگر قبولیت حاصل ہوگئی تو بامراد اور اگر ردّ کردی گئی تو بدبخت ہوا۔

میرے بھائی! اس نماز اور دوسری عبادات کا معاملہ کتنا نازک اور اہم ہے اور غم وحزن اور حسرت وخوف کا کتنا متقاضی ہے، کیوں کہ آپ کو نہیں معلوم کہ اس نے آپ کی کوئی نماز قبول کی ہے یا نہیں؟ اور آپ نہیں جانتے کہ آپ کی کسی نیکی کو قبولیت حاصل ہوئی ہے یا نہیں؟ یا کوئی گناہ آپ کا معاف ہوا ہے یا نہیں؟ اس کے باوجود آپ ہنس رہے ہیں غفلت میں مست ہیں اور زندگی سے نفع کما رہے ہیں، حالانکہ آپ کو یہ یقین نہیں کہ آپ جہنم میں جائیں گے اور نہ یہ یقین ہے کہ آپ اس سے نکل بھی آئیں گے تو آپ سے زیادہ اور کوئی رونے اور رنجیدہ رہنے کا حقدار ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال کو قبول کرلے؟ پھر آپ یہ بھی نہیں جانتے کہ شام کے بعد صبح بھی کرسکیں گے اور صبح کے بعد آپ پر شام بھی آئے گی اور آپ کو جنت کی بشارت مل جائے گی یا جہنم کی، میرے بھائی! میں آپ کو اس عظیم خطرہ کی یاددہانی کرا رہا ہوں، آپ تو اس کے سزاوار ہیں کہ مال واولاد اور احباب میں مست نہ ہوں، حیرت ہے کہ آپ پر غفلت وسرمستی کی دبیز چادر پڑی ہوئی ہے، آپ لہو ولعب میں مست ہیں اور اس عظیم خطرہ سے غافل ہیں اور ہر رات دن، ہر گھنٹہ، ہر لمحہ آپ زبردستی ہانکے جارہے ہیں، میرے بھائی! اپنی معینہ مدت کا انتظار کرتے رہیے اور اس خطرہ سے غافل نہ ہوجایئے جس سے آپ کو سابقہ درپیش ہے، اس لیے کہ آپ کو موت کا مزہ چکھنا ہے، ہوسکتا ہے کہ صبح یا شام آپ پر آدھمکے اور آپ اپنی تمام ملکیت سے بے دخل کردیئے جائیں اور جنت یا جہنم میں ڈال دیئے جائیں، ان دونوں کی صفات پر بڑی طویل گفتگوئیں ہوچکی ہیں۔

اور حکایات کا دامن بھر چکا ہے، کیا آپ نے عبد صالح کا یہ قول نہیں سنا، ''مجھے حیرت ہے کہ جہنم سے بھاگنے والا سورہا ہے اور جنت کا طالب خواب خرگوش کے مزے لے رہا ہے، اللہ کی قسم! اگر تو فرار اور طلب سے باہر ہوگیا تو ہلاک ہوگیا اور تجھ سے بد بخت اور کوئی نہیں، اور کل عذاب یافتہ بدبختوں کے ساتھ تو روئے گا اور پریشان ہوگا۔ اور اگر تو کہتا ہے کہ میں جہنم سے فراری اور جنت کا طالب ہوں تو جس قدر عظیم خطرہ سے دو چار ہے، اس کے حساب سے تو اس کا احساس کر اور خبردار! جھوٹی آرزوئیں تجھے مبتلائے فریب نہ کریں۔'' [1]

نماز اور صبر وثبات:

مومن اور مسلمان کی زندگی میں صبر اور نماز کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ کی راہ میں مصائب وشدائد کو جھیل جانے کا اہم ترین نسخہ صبر اور نماز ہے۔ یاد رہے کہ صبر کے بغیر تو کوئی کارِ خیر وجود میں آ نہیں سکتا، اور نماز کا لبّ لباب اللہ کے حضور دلی جھکاؤ کا نام ہے، جو ایمان وعمل کے میدان میں ثابت قدمی کے لیے سب سے بڑی مددگار رہے۔

جن کے دلوں میں اللہ کے لیے عاجزی اور جھکاؤ نہیں ہوتا، اُن پر نماز بہت بھاری ہوتی ہے۔ اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں، نماز میں انہیں سکون اور قرار ملتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾

(البقرة: ٤٥)

''اور مدد لو صبر اور نماز کے ذریعہ، اور یہ نماز بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

[1] نماز، از امام احمد بن حنبل، تحقیق شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ ص: ۱۰۸۔۱۱۰۔

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ (البقرة: ۱۵۳)

''اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس آیت میں صبر اور نماز کی اہمیت بیان کی ہے، اور بتایا ہے کہ مومن کی زندگی میں ان دونوں چیزوں کی بڑی اہمیت ہے، اور اللہ کی راہ میں مصائب کو جھیل جانے کا اہم ترین نسخہ صبر اور نماز ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ صبر کی تین قسمیں ہیں:

۱: محرمات اور معاصی سے اجتناب پر صبر کرنا۔

۲: اعمال صالحہ اور اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا۔

۳: مصائب و حادثاتِ زمانہ پر صبر کرنا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب '' السیاسة الشرعیة '' میں لکھتے ہیں: ''حاکم کے لیے بالخصوص اور رعایا کے لیے بالعموم تین چیزیں عظیم مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

۱: اللہ کے لیے اخلاص اور دعا اور غیر دعا کے ذریعہ اس پر توکل، اور دل و جان سے نماز کی حفاظت و پابندی، جو اللہ کے لیے اخلاص کی اصل ہے۔

۲: مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا۔

۳: تکلیف، مصیبت اور حادثاتِ زمانہ کے وقت صبر کرنا۔'' انتھٰی

(مزید برآں) اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور یہاں معیت سے مراد ''معیت خاصہ'' ہے، جو اللہ کی محبت اور اس کی نصرت و قربت پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، ان سے محبت کرتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے، اور صبر کرنے والوں کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ اللہ ان کے ساتھ ہے۔ اور معیت کی ایک دوسری قسم ''معیت عامہ'' ہے یعنی اللہ اپنے علم و قدرت کے ذریعہ اپنے

بندوں کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ ''اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں تم ہو۔'' اور یہ ''معیت'' تمام مخلوق کے لیے ہے۔''

(تیسیر الرحمٰن، ص: ۸۵۔۸۶)

نماز اور نصرتِ الٰہی:

نمازی جب نماز میں کھڑا اور اللہ کی رحمت کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی خاص نصرت اور مدد فرماتا ہے، اور اس کی پریشانیوں کو دور فرماتا ہے، اس کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ﴾ (البقرة: ٤٥)

''اور مدد لو صبر اور نماز کے ذریعہ۔''

اور سورۃ طٰہٰ میں فرمایا:

﴿وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طٰہٰ: ١٣٢)

''اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیے، اور خود بھی اس کی پابندی کیجیے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ''ابن المنذر، طبرانی اور بیہقی وغیرھم نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے، جس کی سند کو حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی، تو آپ انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیتے اور ﴿وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ﴾ پوری آیت پڑھتے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۹۱۵)

اور سورۃ الحج میں فرمایا:

﴿فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾﴾ (الحج: ٧٨)

''پس مسلمانو! تم لوگ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ سے اپنا رشتہ مضبوط رکھو، وہی تمہارا آقا ہے، پس وہ بہت ہی اچھا آقا اور بہت ہی بہترین مددگار ہے۔''

جب نمازی نے یہ اعلان سن لیا کہ نماز نصرتِ الٰہی کے حصول کا سبب ہے، تو وہ اپنی ہر

نماز کی ہر رکعت میں اللہ سے بایں الفاظ مدد طلب کرتا ہے:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ (الفاتحة : ٤)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

کہتے ہیں نماز میں اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن
پھرتے ہیں پھر بھی در بدر مشکل کشائی کو

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''بندہ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر نماز میں ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ ے۔ اس لیے کہ شیطان اُسے شرک کرنے کا حکم دیتا ہے اور نفس انسانی اس کی بات مان کر ہمیشہ غیر اللہ کی طرف ملتفت ہوجاتا ہے، اس لیے بندہ ہر دم محتاج ہے کہ وہ اپنے عقیدۂ توحید کو شرک کی آلائشوں سے پاک کرتا رہے۔''

(تیسیر الرحمٰن، ص:۱۱)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ''ہم تیری توحید بیان کرتے ہیں، اے ہمارے رب! اور تجھ ہی سے ڈرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، تیری بندگی کرنے کے لیے اور اپنے تمام اُمور میں۔'' (تفسیر ابن عباس، ص:۳)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق آتا ہے کہ انہیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے انتقال کی خبر ملی، تو فوراً سجدے میں گر گئے، پس ان سے کسی نے دریافت کیا، کہ آپ اس وقت سجدہ کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان ہے:

((إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوْا .))

''کہ جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو۔''

اور (مجھے بتاؤ کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات سے بڑھ کر اور نشانی کیا ہوگی؟''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ قضاعہ کے لوگوں میں سے دو شخص مسلمان ہو گئے، ان میں سے ایک شہید ہو گیا اور دوسرا ایک سال بعد فوت ہوا، سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ شخص جس کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا وہ شہید سے پہلے جنت میں داخل ہوگیا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا، میں نے صبح کی تو اس خواب کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا بعد میں انتقال ہوا کیا تم اس کی نیکیاں نہیں دیکھتے کس قدر زیادہ ہوگئیں؟ کیا اس نے بعد میں ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اور سال بھر کی فرض نمازوں کی چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں زیادہ نہیں پڑھیں؟'' ❶

سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صبح لوگوں کو اپنا خواب سنایا۔ سب کو اس بات پر تعجب ہوا کہ شہید کو جنت جانے کی اجازت بعد میں کیوں ملی؟ حالانکہ اسے پہلے ملنی چاہیے تھی۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں، بتاؤ؟ کیا بعد والے شخص نے ایک سال عبادت نہیں کی؟ اس نے ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اس نے ایک سال کی نمازوں کے اتنے اتنے سجدے زیادہ نہیں کیے؟ سب نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو ان دونوں کے درمیان زمین آسمان کی مسافت کا فرق ہوگیا۔'' ❷

نماز رحمت الٰہی کے نزول کا سبب ہے:

اللہ اور اس کے رسول احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضا ہے، کہ لوگ بھلائی کے کام کریں، جن میں سرفہرست توحید باری تعالیٰ ہے۔ اور صرف اسی کی عبادت کریں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کے

---

❶ مسند أحمد: ٣/٣٣٣، رقم: ٨٣٩٩۔ شعیب الأرناؤوط نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه، کتاب تعبیر الرؤیا، باب تعبیر الرؤیا، رقم: ٣٩٢٥۔ مسند أحمد: ١/١٦٣، رقم: ١٤٠٣۔ مسند أبي یعلی، رقم: ٦٤٨۔ مجمع الزوائد: ١٠/٢٠٤۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٢٩٨٢۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' اور شیخ شعیب نے ''حسن لغیرہ'' قرار دیا ہے۔

لیے نماز پنجگانہ کی حفاظت کریں کیونکہ ان کی ان خوبیوں کے سبب دنیا میں ان پر رحمت الٰہی کا نزول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ﴾

(التوبة : ۷۱)

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار (دوست) ہوتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں اللہ انہی لوگوں پر رحم کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے اصحاب الرسول ﷺ کو بالخصوص اور دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کو بالعموم مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور تمام معاملات زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرو۔ ایسا ہی کرنے سے رحمت باری تعالیٰ تم پر سایہ فگن رہے گی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶﴾ (النور: ۵۶)

''اور مومنو! تم لوگ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اگر کوئی شخص فرض نمازوں کے علاوہ نفل کا بھی اہتمام کرتا ہے تو وہ بھی رحمت الٰہی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

❶ سنن أبو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب السجود عند الآیات، رقم: ۱۱۹۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

((رَحِمَ اللّٰہُ إِمْرَأً صَلَّی قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا .)) [1]

’’ جو شخص نمازِ عصر سے قبل چار رکعتیں ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔‘‘

نماز یادِ الٰہی کا بہترین طریقہ ہے:

دن وہی دن ہے شب وہی شب ہے
جو تیری یاد میں گزر جائے

یادِ الٰہی کا بہترین طریقہ نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو نزول وحی کے ابتدا میں ہی فرمایا:

﴿ إِنَّنِيٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا فَٱعۡبُدۡنِي وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكۡرِيٓ ﴾ (طٰہٰ: ١٤)

’’ بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس لیے آپ میری عبادت کیجیے اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کیجیے۔‘‘

’’سیّدنا موسیٰ علیہ السلام ’’ مدین‘‘ میں دس سال گزار کر اپنی بیوی کے ساتھ مصر کی طرف روانہ ہوئے، تو مصلحت الٰہی کے مطابق کوہِ طور کے قریب راستہ کھو بیٹھے، موسم سرما کی سرد اندھیری رات تھی، انہیں روشنی اور آگ دونوں کی ضرورت تھی۔ کوہِ طور کی طرف سے انہیں آگ کی روشنی نظر آئی تو اپنی بیوی سے بطورِ خوشخبری کہا کہ تم یہیں رُکی رہو میں تمہارے لیے آگ لے کر آتا ہوں، یا شاید وہاں کوئی آدمی مل جائے جو ہماری رہنمائی کرے۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام جب آگ کے قریب پہنچے تو وہاں معاملہ ہی دوسرا تھا۔ وہاں وادی کے داہنے جانب ایک درخت تھا جو بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ وہاں سے آواز آئی، اے موسیٰ! میں آپ کا رب ہوں اور

---

[1] سنن أبو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ قبل العصر، رقم: ١٢٧١۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، رقم: ٤٣٠۔ مسند أبو داؤد طیالسی، رقم: ١٩٣٦۔ مسند أحمد: ٢/ ١١٧۔ السنن الکبریٰ للبیهقی: ٢/ ٤٧٣۔ شرح السنة، رقم: ٨٩٣۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ١١٩٣۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٢٤٥٣۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ’’صحیح‘‘ اور علامہ البانی نے اسے ’’حسن‘‘ کہا ہے۔

آپ سے مخاطب ہوں، اور آپ اس وقت مقدس وادیٔ طویٰ میں کھڑے ہیں، اپنے رب کے لیے تعظیم وتواضع اور ادب کا اظہار کرتے ہوئے جوتے اتار دیجیے۔ یا مفہوم یہ ہے کہ اپنے جوتے اتار دیجیے تا کہ وادیٔ مقدس کی برکات قدموں کے راستے آپ کے جسم میں سرایت کر جائیں۔ اور میں نے آپ کو اس زمانے کے تمام لوگوں کے درمیان چن لیا ہے اور اپنی نبوت ورسالت کے لیے اختیار کرلیا ہے، اس لیے اب آپ پر جو وحی نازل ہونے جارہی ہے اسے غور سے سنیئے اور اس کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار ہو جایئے۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اس لیے صرف میری عبادت کیجیے اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کیجیے۔ مفسرین لکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ اللہ کو یاد کرنے والا نہیں کہلاتا، بلکہ اس کا منکر ہے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۸۹۰۔۸۹۱)

اور سورۃ الاعلیٰ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی بندے کو کامیابی کی خبر سنائی ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کرلیتا ہے یعنی اپنے آپ کو شرک ومعاصی سے پاک کرلیتا ہے اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی اپنے حقیقی خالق ومالک کی یاد میں رہتا ہے اور نیک اعمال کرتا ہے۔ اور خصوصاً نماز کی پابندی کرتا ہے جو کہ ایمان کی کسوٹی ہے۔

﴿قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی ﴿۱۴﴾ وَ ذَکَرَ اسۡمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ﴿۱۵﴾﴾ (الأعلیٰ: ۱۴،۱۵)

''یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگا جو پاک ہوگیا۔ اور اپنے رب کا نام لیتا رہا، پھر اس نے نماز پڑھی۔''

مزید برآں فرمایا کہ نماز قائم کرو، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اور اللہ کو یاد کرو کہ اللہ کی یاد اور ذکر ہر چیز سے بڑا ہے، کیونکہ دراصل یادِ الٰہی ہی انسانوں کو فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے:

﴿اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ﴾

(العنکبوت: ۴۵)

''آپ پر جو کتاب بذریعہ وحی نازل کی گئی ہے، اس کی تلاوت کیجیے، اور نماز قائم کیجئے، بے شک نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے، اور یقیناً اللہ کی یاد تمام نیکیوں سے بڑی ہے۔''

اور نماز اسی لیے برائیوں سے روکتی ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ کو یاد کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نماز کو سورۃ الجمعہ میں ''ذکر'' سے تعبیر کیا گیا ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (الجمعہ: ۹)

''اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لیے اذان دی جائے، تو تم اللہ کو یاد کرنے کے لیے تیزی کے ساتھ لپکو، اور خرید وفروخت چھوڑ دو، اگر تم سمجھتے ہو تو ایسا کرنا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔''

اسی طرح سورۃ النور میں بھی نماز کو ذکر سے تعبیر کیا گیا ہے:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ۽ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝﴾ (النور: ۳۷)

''ان لوگوں کو کوئی تجارت اور کوئی خرید وفروخت اللہ کی یاد اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی ہے، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جب مارے دہشت کے لوگوں کے دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں یہ بیان ہے کہ اچھی جماعت وہی ہے جنہیں تجارت اور خرید وفروخت یاد الٰہی یعنی اقامت نماز اور ادائیگی زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔ آیت میں ''ذکر اللہ'' اور ''اقام الصلوٰۃ'' کو ''واؤ'' عاطفہ کے ساتھ ذکر کیا ہے، جس کا معنی تفسیر کا ہے، یعنی معطوف ''اِقام الصلوٰۃ'' اپنے معطوف علیہ ''ذکر اللہ'' کی تفسیر کر رہا ہے، معنی یوں ہوگا:

''اللہ کی یاد یعنی نماز قائم کرنا۔''

نماز اصلاح انسانیت کا باعث ہے:

نماز انسانیت کی اصلاح کا باعث بھی بنتی ہے، ذیل کی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دو قسم کا کام کرنے والے لوگوں کو اصلاح یافتہ قرار دیا ہے۔

۱: کتاب اللہ پر سختی سے کاربند رہنے والے۔

۲: اور نماز قائم کرنے والے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾﴾ (الأعراف: ۱۷۰)

''اور جو لوگ اللہ کی کتاب پر سختی سے کاربند رہتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، تو ہم یقیناً ایسے نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ہیں۔''

نماز باعث نور و ہدایت ہے:

ذیل کی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نمازیوں کو ہدایت یافتہ قرار دیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾﴾ (التوبة: ۱۸)

''اللہ کی مسجدوں کو صرف وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے ہیں، پس یہ لوگ اُمید ہے کہ ہدایت پانے والے ہیں۔''

اور سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّد ولد آدم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَالصَّلَاةُ نُورٌ)) ❶

''اور نماز نور ہے۔''

نماز اخوت دینی کو قائم کرتی ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ﴾ (التوبة: ١١)

''پھر اگر توبہ کرلیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اخوت دینی کو نماز قائم کرنے پر معلق کر دیا ہے، پس اگر کوئی شخص نماز چھوڑ دے تو وہ اس اخوت سے خارج ہو گیا۔

نماز کی اہمیت کا انوکھا طریقہ:

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے، وہ اسے اس کے معبود برحق سے دُور ہٹانا چاہتا ہے، اس لیے وہ ناحق کو بھی حق بنا کر پیش کرتا ہے۔ طرح طرح کے وسواس انسانوں کے دلوں میں ڈالتا ہے، اور انہیں اللہ سے دُور کرنے کے لیے اللہ کی یاد یعنی نماز سے بھی روکنا چاہتا ہے، ابلیس مردود کا مقصد اولادِ آدم علیہ السلام کی کثیر ترین تعداد کو گمراہ کرنا تھا تا کہ آدم علیہ السلام سے انتقام لے سکے جن کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمت سے دُور کر دیا گیا، اور جب اللہ نے اسکی طلب ﴿ أَنْظِرْنِيْٓ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴾ ''مجھے تو اس دن تک مہلت دے جب سب اُٹھائے جائیں گے'' مان لی، ﴿ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴾ ''اللہ نے کہا، بے شک تجھے مہلت دے دی گئی'' تو عناد و تمرّد میں اور آگے بڑھ کر کہا کہ جب تو نے مجھے گمراہ کر ہی دیا ہے تو!

﴿ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝١٦ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝١٧﴾ (الأعراف: ١٦، ١٧)

❶ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، رقم: ٥٣٤.

''میں تیری سیدھی راہ پر ان کی گھات میں بیٹھا رہوں گا، پھر میں ان پر حملہ کروں گا، ان کے آگے سے، اور ان کے پیچھے سے، اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے، اور تو ان میں سے اکثر لوگوں کو شکر گزار نہ پائے گا۔''

حکمت الٰہی دیکھیے کہ ابلیس کا یہ ظن اور وہم واقعہ کے مطابق ہو گیا کہ اکثر و بیشتر مخلوق اس کے پیچھے لگ گئی۔ معبودِ حقیقی کی صفات غیر اللہ میں منوا دیں اور قبر پرستی، ارواح پرستی، رسومِ تعزیہ داری، علم، خواجہ خضر کی ناؤ، قبروں پر عرضیاں، قبروں پر عرس، ناچ گانے، غیر اللہ کی نذر و نیاز، بزرگوں کے نام کے ورد و وظائف، فال گنڈے، بدشگونی اور عقیدہ نحوست، توہم پرستی، اصلی و نقلی قبروں کے سجدے اور طواف، ان پر پھولوں کی چادروں اور غلافوں کے علاوہ دیگر چڑھاوے...... نبی، ولی، پیر، شہید کو غیب دان جاننا، ان کی ارواح کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا وغیرہ ایسی سینکڑوں بدعات اور بدعقیدگیاں داخل اسلام کر دیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ سبا میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲۰﴾ (السبا: ۲۰)

''اور ابلیس نے بنی آدم کے بارے میں اپنا گمان سچ کر دکھایا، پس مومنوں کی ایک جماعت کے علاوہ سب نے اس کی پیروی کی۔''

اسی لیے نبی برحق ﷺ نے شیطان سے تمام جہات یعنی ہر طرف سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّد المرسلین ﷺ درج ذیل دعا صبح و شام کبھی بھی نہیں چھوڑتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِىْ دِيْنِىْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِىْ وَمَا لِىْ. اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِىْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِىْ. اَللّٰهُمَّ احْفِظْنِىْ مِنْ بَيْنِ

يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِيْنِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي)) ❶

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل وعیال اور اپنے مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری پردے والی چیزوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں کو امن میں رکھ۔ اے اللہ! میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے، میری بائیں طرف سے، اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما۔ اس بات سے میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں۔''

اس دعا میں مظہر خلق عظیم ﷺ نے اللہ کے ذریعہ مردود شیطانوں کے شر سے پناہ مانگی ہے۔ لیکن انسانوں کو چاہیے کہ وہ ذکر الٰہی اور نماز سے نہ رُکیں تاکہ اللہ رب العزت سے ان کا تعلق برقرار رہے، یہی درس اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دیا ہے جو کہ نماز کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَٰنُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَوٰةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ۝٩١﴾ (المائدة: ٩١)

''بے شک شیطان شراب اور جوا کی راہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے، تو کیا تم

---

❶ سنن ابو داؤد، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، رقم: ٥٠٧٤۔ سنن ابن ماجة، رقم: ٣٨٧١۔ مصنف ابن أبي شيبة: ١٠/ ٢٤٠۔ الأدب المفرد، للبخارى، رقم: ١٢٠٠۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٩٦١۔ مستدرك حاكم: ١/ ٥١٧۔ ابن حبان، حاکم، ذہبی اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

لوگ اب باز آ جاؤ گے۔''

اور انسانیت کے محسن اعظم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلَّى؟ فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ .)) ❶

''تم میں سے کوئی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان پہنچ جاتا ہے، اس کو مغالطے میں مبتلا کر دیتا ہے، یہاں تک کہ اسے خبر ہی نہیں رہتی کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ چنانچہ جب تم میں سے کسی کو ایسی صورت درپیش ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔''

مزید رحمت عالم ﷺ کا فرمان ہے:

((اِنَّ الشَّيطَانَ يَاتِي اَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُولُ : اُذْكُرْ كَذَا ، اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى؟)) ❷

''شیطان تمہارے پاس نماز میں آ کر کہتا ہے فلاں فلاں کام یاد کرو، جن کا نمازی کو پہلے وہم وگمان تک نہ تھا، حتیٰ کہ انسان کو وہ یہ بھی بھلا دیتا ہے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔''

اور حضور انور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:

((إِذَا أُذِّنَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ ، فَإِذَا قُضِيَ التَّاذِيْنُ أَقْبَلَ ، فَإِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ ، فَإِذَا قُضِيَ

---

❶ صحيح البخاری، كتاب السهو، باب السهو فی الفرض والتطوع ١٢٣٢۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب السهو فی الصلاة والسجود له ، رقم : ٣٨٩.

❷ صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب فضل التاذين.

التَّثْـوِيـبُ أَقْبَـلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ ، يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا وَكَـذَا مَـا لَـمْ يَـكُـنْ يَذْكُرُ ، حَتَّى يَظَلَّ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى؟ فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)) [1]

''جب مؤذن نماز کی اذان دیتا ہےتو شیطان دُور بھاگتا ہےاوراس کی ہوانکلتی جاتی ہے، تاکہ وہ اذان کے الفاظ نہ سن لے۔ جب اذان ختم ہوتی ہے تو وہ واپس لوٹ آتا ہے، پھر جب اقامت ہوتی ہے تو بھاگ جاتا ہے، جب اقامت ختم ہوتی ہےتو واپس پلٹ آتا ہے،حتی کہ انسان کے خیالات میں گھس جاتا ہے، اوراسے ایسی ایسی چیزیں یاد دلاتا ہے جو اس کے وہم وگمان میں نہیں ہوتیں،حتی کہ اسے یہ بھی خبرنہیں رہتی کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ جب تم میں سے کسی کے ساتھ یہ معاملہ ہوتو وہ بیٹھے بیٹھے دوسجدے کرلے۔''

نماز باعث سکون واطمینان ہے:

جوشخص آخرت پر یقین رکھتا ہے، نماز میں اسے سکون ملتا ہے، اور جس کے دل کا میلان اللہ کی طرف نہ ہو، اس پرنماز بہت بھاری ہوتی ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ۭ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿٤٥﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿٤٦﴾﴾ (البقرة: ٤٥، ٤٦)

''اور مدد لوصبر اور نماز کے ذریعے، اور یہ (نماز) بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جواللہ سے ڈرنے والے ہیں، جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں، اوراسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

اورامام المتقین ، خاتم النّبیین ،محمد ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

[1] صحيح البخاري، كتاب السهو، باب اذا لم يدر كم صلى ...... الخ، رقم : ١١٧٤ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل الاذان، رقم : ٣٨٩.

((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ ، وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ .)) ❶

''دنیاوی چیزوں سے مجھے اپنی بیویاں اور (دوسرے نمبر پر) خوشبو پسند ہے، اور نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فرماتے:

((يَا بِلَالُ! أَقِمِ الصَّلَاةَ، أَرِحْنَا بِهَا .)) ❷

''اے بلال! ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ۔''

نماز فجر، مالِ غنیمت کے حصول سے بھی زیادہ فضیلت والی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا لشکر روانہ کیا جس نے بکثرت غنیمت حاصل کی اور بہت جلدی واپس لوٹا، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے کوئی ایسا لشکر نہیں دیکھا جو اس سے جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہارے لیے ایسے لشکر کی نشاندہی نہ کروں جو اس سے بھی جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے؟ ایک آدمی جو گھر میں اچھے انداز میں وضو کرتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف جاتا ہے، نماز فجر ادا کرتا ہے، پھر نمازِ چاشت کے لیے وہیں بیٹھا رہتا ہے، ایسا آدمی جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے۔ ❸

نماز اور فکرِ آخرت:

مجھے بھی کچھ فکر آخرت ہو بہت ہی غفلت شعار ہوں میں
رہا میں بیکار زندگی بھر بس اب تو مشغول کار ہوں میں

❶ مسند أحمد: ۱۲۸/۳، ۱۹۹۔ سنن نسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب النساء، رقم: ۳۹۴۹۔ مستدرك حاكم: ۱۶۰/۲۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۳۱۲٤.

❷ سنن أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في الصلاة العتمة، رقم: ٤۹۸۵۔ المشكاة، رقم: ۱۲۵۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۵۳۱.

''آخرت'' سے مراد ہر وہ بات ہے جو موت کے بعد وقوع پذیر ہوگی۔ آخرت کی فکر، اور ایمان بالآخرۃ، ایمان کا ایک رُکن ہے، آخرت پر یقین و ایمان آدمی کو نماز اور اس جیسے اعمال صالحہ پر اُبھارتا اور عذابِ الٰہی سے ڈراتا ہے۔

﴿الٓمّٓ ۚ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾﴾ (البقرۃ: ۱ تا ٤)

''الـمّ، اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی راہنمائی کرتی ہے، جو غیبی اُمور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اور جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو آپ پر اُتاری گئی، اور اُن کتابوں پر جو آپ سے پہلے اُتاری گئیں، اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٠﴾﴾ (البقرۃ: ۱۱۰)

''اور نماز قائم کرو، اور زکاۃ دو، اور جو بھلائی بھی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے پاس پاؤ گے، اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھ رہا ہے۔''

اور سورۃ النساء میں مومنین جو نماز قائم کرتے ہیں اور آخرت پر ان کا ایمان ہوتا ہے، کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں بیان فرمایا:

﴿لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ

أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٦٢﴾ (النساء: ١٦٢)

''لیکن ان میں سے علم راسخ رکھنے والے، اور ایمان دار لوگ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اُتاری گئی، اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے اُتاری گئی، اور جو نماز قائم کرنے والے ہیں، اور زکاۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، انہیں ہم اجر عظیم عطا کریں گے۔''

آخرت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا:

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسش نماز بود

روزِ قیامت ہر کسی سے حقوق اللہ میں سے سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہوگا، یہ چیز بھی نماز کی اہمیت کو اُجاگر کرتی ہے۔ چنانچہ کائنات کے ہادی اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتُهُ.)) [1]

''بندے سے سب سے پہلے جس عمل کا حساب لیا جائے گا، وہ نماز ہے۔''

نماز تمام مشکلات کا حل ہے:

مرض بڑھتا نہیں مٹ جاتا ہے عشرت ان کا
جس نے دربار الٰہی سے شفا مانگی ہے

مشکل حالات میں نماز کا سہارا لینا چاہیے، جب اللہ تعالیٰ مددگار بن جائے تو پھر کیا مجال ہے کہ کوئی مشکل باقی رہ جائے، امام اعظم، محبوب سبحانی، ابوالقاسم محمد ﷺ کا معمول تھا کہ:

[1] مسند أحمد: ٤/٦٥، رقم: ١٦٦١٤۔ مستدرك حاكم: ١/٢٦٣۔ شیخ شعیب الارناؤوط نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

((إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى .)) ❶

''آپ ﷺ کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو آپ نماز پڑھتے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ يَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي اَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى ، وَاَسُدَّ فَقْرَكَ ، وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ مَلَاْتُ يَدَكَ شُغْلًا ، وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ .)) ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ابن آدم! میری عبادت کے لیے خود کو فارغ کرو، یعنی توجہ اور دلجمعی سے میری عبادت کرو، میں تیرے سینے کو تونگری سے بھر دوں گا، اور تیری محتاجی کو ختم کر دوں گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے ہاتھ کاموں میں اُلجھا دوں گا اور تیری مفلسی ختم نہ کروں گا۔''

نومسلم کو سکھائی جانے والی پہلی چیز نماز ہے:

ہادیٔ کائنات، محمد رسول اللہ ﷺ نومسلم شخص کو سب سے پہلے نماز کی تعلیم دیا کرتے، چنانچہ اُبو مالک اُشجعی اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ:

((وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اَسْلَمَ الرَّجُلُ كَانَ اَوَّلُ مَا يُعَلِّمُنَا الصَّلَاةَ اَوْ قَالَ: عَلَّمَهُ الصَّلَاةَ .)) ❸

''رسولِ کریم ﷺ نئے نئے مسلمان ہونے والے شخص کو سب سے پہلے نماز کی تعلیم دیتے تھے۔''

گھر والوں کو نماز کا حکم دینا:

نماز کی اہمیت کا اندازہ یہاں سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ

❶ سنن أبو داؤد، كتاب الصلاة، رقم: ١٣١٩ـ صحيح أبو داؤد، للالبانى : ٣٦١/١.

❷ سنن ترمذى، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله، رقم : ٢٤٦٦ـ صحيح الترمذى، رقم : ٢٠٠٦

❸ مسند البزار، رقم: ٣٣٨٤ـ مجمع الزوائد: ٢٩٣/١ـ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طٰهٰ: ١٣٢)

''اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیے اور خود بھی اس کی پابندی کیجیے۔''

اس لیے کہ مرد اپنے اہل خانہ کے بارے میں مسئول ہے:

((اَلرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ .)) [1]

''مرد اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے، لہٰذا اپنی اس رعایا کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔''

جو شخص رات کو بیدار ہو اور نماز پڑھے، اور پھر اپنی بیوی کو بھی نماز کے لیے جگائے تو وہ رحمت الٰہی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ، نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللّٰهُ إِمْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبٰى، نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَاءَ)) [2]

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھے، اور اپنی اہلیہ کو بھی جگائے، اور اگر وہ نہ اُٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم فرمائے جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھے، اور اپنے خاوند کو بھی جگائے۔ پس اگر وہ انکار کرے تو وہ اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

اولاد کو نماز کی تعلیم دو:

لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو بوقت وفات وصیتیں کرتے ہیں، تو نماز کی بھی تاکید

[1] صحیح بخاری، کتاب الجمعة في القرى والمدن، رقم: ٨٩٣.

[2] سنن أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب قيام الليل، رقم: ١٣٠٨۔ صحیح أبو داؤد، للألبانی: ١/٣٥٨.

کرتے ہیں:

﴿يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ﴾ (لقمان : ١٧)

''اے میرے بیٹے! نماز قائم کر، بھلائی کا حکم دے، اور برائی سے روک، اور تجھے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کر، بے شک یہ سارے کام بڑی ہمت کے اور ضروری ہیں۔''

لقمان علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے لیے ﴿يٰبُنَيَّ﴾ صیغہ تصغیر لانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اولاد کو بچپن ہی سے نماز کا عادی بنانا چاہیے۔ اور ابتدائی طور پر تعلیم پیار سے ہو۔

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''آیت میں مذکورہ اعمال "اقامة الصلوٰة، أمر بالمعروف و نهی عن المنكر اور صبر علی المصيبة" کو بطورِ خاص اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ یہ تمام عبادات اور اُمور خیر کی اُساس ہیں۔'' (فتح القدیر: ۲۳۹/۴)

ابن جریج رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

''﴿اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا امور اعلیٰ ترین اخلاق اور حصولِ نجات کے لیے اہم ترین اعمال ہیں۔''

(تفسیر قرطبی: ۴۷/۱۴)

دس برس کی عمر تک اگر بچہ نماز کا عادی نہ بنے تو اسے مار کر نماز پڑھوانی چاہیے، رہبر کامل، ہادی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ .)) [1]

---

[1] سنن أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، رقم: ٤٩٥ ـ صحيح أبو داؤد، للألباني: ١/ ١٤٤ ـ ١٤٥.

''تم اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم کرو، جب دس برس کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر سزا دو، اور ان کے بستر بھی الگ کر دو۔''

نماز کے فوائد:

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''زاد المعاد'' میں نماز کے کچھ فوائد بیان کیے ہیں، وہ اور کچھ مزید بھی حسب ذیل ہیں۔ چنانچہ یاد رہے کہ نماز:

۱۔حصولِ رزق کا باعث ہے۔
۲۔پریشانی سے نجات دیتی ہے۔
۳۔دل کو تقویت دیتی ہے۔
۴۔جان کے لیے فرحت بخش ہے۔
۵۔جسم میں نشاط پیدا کرتی ہے۔
۶۔شرح صدر کا ذریعہ ہے۔
۷۔دل کو منور کرتی ہے۔
۸۔عذابِ الٰہی سے حفاظت کا سبب ہے۔
۹۔شیطان سے دُور رکھتی ہے۔
۱۰۔محافظ صحت ہے۔
۱۱۔بیماریوں کو رفع کرنے والی ہے۔
۱۲۔چہرے کو منور کرتی ہے۔
۱۳۔سستی و کاہلی کو دُور بھگاتی ہے۔
۱۴۔قوائے جسم کو دوبالا کرتی ہے۔
۱۵۔روح کی غذا ہے۔
۱۶۔نعمت الٰہی کی محافظ ہے۔
۱۷۔باعث برکت ہے۔
۱۸۔اور رحمٰن کے قریب کرتی ہے۔
۱۹۔خوفِ الٰہی کا درس دیتی ہے۔
۲۰۔ذکر الٰہی کا ذریعہ ہے۔
۲۱۔نماز جنت کی کنجی ہے۔
۲۲۔رحمت الٰہی کے نزول کا ذریعہ ہے۔
۲۳۔نماز نیکی ہے۔
۲۴۔نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔
۲۵۔اللہ سے محبت کی علامت ہے۔
۲۶۔نماز نعمتوں کی شکر گزاری ہے۔
۲۷۔نماز بھلائی کا دروازہ ہے۔
۲۸۔اللہ اور بندے کے درمیان رابطہ ہے۔
۲۹۔نماز بندگی کا اظہار ہے۔
۳۰۔نماز اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔
۳۱۔نماز باعث ہدایت ہے۔
۳۲۔نماز سنت نبوی سے محبت کا اظہار ہے۔
۳۳۔نماز فکر آخرت پیدا کرتی ہے۔
۳۴۔نماز استغفار کا درس دیتی ہے۔

۳۵۔نماز صبر وثبات کا ذریعہ ہے۔ ۳۶۔نماز سے نصرت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

۳۷۔نماز اصلاح انسانیت کا باعث ہے۔ ۳۸۔نماز رجوع الی اللہ کی طرف قدم ہے۔

۳۹۔نماز اخوت دینی کو قائم کرتی ہے۔ ۴۰۔نماز گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے۔

۴۱۔نماز شیطان سے دشمنی کا اظہار ہے۔ ۴۲۔نماز عذابِ قبر کے سامنے ڈھال ہے۔

۴۳۔دنیا سے بے رغبتی اور تعلق باللہ کا ذریعہ ہے۔

باب نمبر 2:

تارکِ نماز کا حکم

بے نماز اور شرک:

تارکِ نماز مشرک ہے۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٣١﴾﴾ (روم: ۳۱)

''اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور اسی سے ڈرو، اور نماز کو قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ:

((تَرْكُ الصَّلَاةِ شِرْكٌ .)) [1]

'نماز ترک کرنا شرک ہے۔''

اس معنی کی ایک اور حدیث سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے سنا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ:

((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ ، وَبَيْنَ الشِّرْكِ ، وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ .)) [2]

---

[1] مصنف عبدالرزاق، رقم: ۵۰۰۹۔ کتاب الصلوٰۃ لمحمد بن نصر المروزی، رقم: ۸۸۹۔ اصول السنہ، للطبرانی، رقم: ۱۵۱۳۔ مسند أحمد: ۳۸۹/۳، رقم: ۱۵۱۸۳۔ شیخ شعیب نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۲۴۷۔ سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: ۲۶۱۹.

’’بے شک بندے اور شرک و کفر کے درمیان فرق قائم کرنے والی نماز ہے۔‘‘

اور سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا:

((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيْمَانِ الصَّلَاةُ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ .)) [1]

’’بندے، کفر اور ایمان میں فرق کرنے والی صرف نماز ہے، اسے ترک کرنے پر بندہ مشرک قرار پاتا ہے۔‘‘

سیّدنا یزید الرقاشی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ اِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ .)) [2]

’’مومن بندے اور مشرک کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے، پس جو شخص اسے چھوڑ دیتا ہے، وہ شرک کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔‘‘

اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ اَوِ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ .)) [3]

’’بندے اور کفر یا شرک کے درمیان فرق ترک نماز سے ہے۔‘‘

بے نماز اور کفر:

قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ ترکِ نماز کفر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

---

[1] شرح اصول اعتقاد اهل السنه، رقم: ١٥٢١ ـ صحيح الترغيب والترهيب ، للألبانى: ٣٦٧/١، رقم: ٥٦٦.

[2] سنن ابن ماجه بحواله صحيح الترغيب والترهيب: ٣٦٨/١، رقم: ٨٦٨.

[3] كتاب الصلوٰة از محمد بن نصر المروزى، رقم: ٨٩٩۔ یہ روایت ’’صحیح‘‘ ہے۔

((بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيْمَان تَرْكُ الصَّلاةِ .)) ❶

''ایمان اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔''

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی ترکِ نماز کفر ہے، چنانچہ جامع ترمذی میں ہے:

((كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لا يَرُوْنَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلاةِ .)) ❷

''اصحاب محمد ﷺ ترک نماز کے علاوہ کسی دوسرے عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں گردانتے تھے۔''

امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں:

((مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ .)) ❸

''جو کوئی نماز ادا نہ کرے وہ کافر ہے۔''

اور فقیہ الامۃ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلاةَ كَفَر .)) ❹

''جس کسی نے نماز ترک کی، اس نے کفر کیا۔''

مفسر قرآن، سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلاةَ فَقَدْ كَفَرَ .)) ❺

''جس نے نماز ترک کردی، تحقیق اس نے کفر کیا۔''

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ:

((مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ .)) ❻

---

❶ سنن ترمذی، باب ما جاء في ترك الصلاة، رقم: ٢٦١٨۔ سنن ابن ماجة، رقم: ١٠٧٨۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، باب ما جاء فی ترك الصلاة، رقم: ٢٦٢٢۔ صحيح الترغيب والترهيب: ٢٢٧/١، رقم: ٥٦٤.

❸ مصنف ابن ابی شیبه، رقم: ٧٧٢٢، ٣١٠٧٥.

❹ معجم کبیر، للطبرانی، رقم: ٨٩٣٩۔ الشریعه، للآجری، رقم: ١٣٣.

❺ تمهيد، لابن عبدالبر: ٢٢٥/٤۔ کتاب الصلاة از محمد نصر، رقم: ٩٣٩.

❻ تمهيد لابن عبدالبر: ٢٢٥/٤.

''نماز ادا نہ کرنے والا کافر ہے۔''

سیّدنا ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((تَرْكَ الصَّلَاةِ كُفْرٌ ، لَا يُخْتَلَفُ فِيْهِ .)) ❶

''نماز ترک کرنا کفر ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔''

سیّدنا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (شاگرد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

((مَنْ أَخَّرَ صَلَاةً حَتَّى يَفُوْتَ وَقْتُهَا مُتَعَمِّدًا مِّنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ كَفَرَ .)) ❷

''جو شخص بغیر عذر جان بوجھ کر نماز کو لیٹ کرتا ہے حتی کہ اس کا وقت گذر جائے، تو یقینی طور پر وہ کافر ہے۔''

جناب صدقہ بن فضل رحمہ اللہ سے تارک نماز کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا، وہ کافر ہے۔ ❸

تارکِ نماز بے دین ہے:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا دِيْنَ لَهُ .)) ❹

''جس نے نماز چھوڑ دی، اس کا کوئی دین، مذہب نہیں۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ لَا دِيْنَ لَهُ .)) ❺

''تارک نماز کا کوئی دین نہیں۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ .)) ❻

---

❶ السنة ، للمروزی، رقم: ۹۷۸.   ❷ الصلاة ، لابن القيم، ص: ۵۳.

❸ الصلاة ، لابن القيم، ص: ۵۳.

❹ المعجم الكبير للطبرانی، رقم: ۸۹۴۲۔ صحيح الترغيب والترهيب للألبانی.

❺ التاريخ الكبير ، للبخاری: ۹۵/۷.   ❻ المعجم الصغير، للطبرانی، رقم: ۶۰۔"اسناده صحيحٌ"

''بے نماز کا کوئی دین، مذہب نہیں ہے۔''

تارکِ نماز بے ایمان ہوتا ہے:

مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ لوگوں کے نزدیک اعمال میں سے کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی کیا چیز تھی؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: ((اَلصَّلَاةُ)) ''نماز۔'' [1]

سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ .)) [2]

''بے نماز کا کوئی ایمان نہیں ہے۔''

تارک نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں:

ابو ملیح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے برسرِ ممبر ارشاد فرمایا:

((لَا اِسْلَامَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ .)) [3]

''جو شخص نماز نہیں ادا کرتا، اس کا کوئی اسلام نہیں۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ:

((لَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ .)) [4]

''جس شخص کی نماز نہیں، اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔''

یہی وجہ ہے کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا تھا، انہوں نے قرآنِ مجید کی کئی ایک آیات کریمہ سے استدلال کیا تھا، مثلاً:

﴿ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ ﴾ (التوبہ: ۵)

---

[1] صحیح الترغیب والترہیب للألبانی. [2] اصول السنة للطبری، رقم: ١٥٣٦۔ التمہید لابن عبدالبر: ٢٢٥/٤۔ کتاب الصلاة، محمد بن نصر، رقم: ٩٥٤۔ صحیح الترغیب والترہیب، رقم: ٥٧٤.

[3] کتاب الصلاة، محمد بن نضر، رقم: ٩٣٠.

[4] مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، رقم: ٣٨٢٢٩۔ سنن دار قطنی، رقم: ١٧٢٦.

''پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

﴿ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۗ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿١١﴾ ﴾ (التوبہ: ١١)

''پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ اور ہم اپنی نشانیاں ان لوگوں کے لیے تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔''

یعنی ان لوگوں سے قتال اس شرط کے ساتھ ہی حرام تھا کہ وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں اور اس کے عائد کردہ واجبات کو ادا کریں۔

صحیحین میں سیّدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اُمِـرْتُ اَنْ اُقَـاتِـلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ......)) [1]

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔''

معلوم ہوا کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ ذیل میں بیان کردہ حدیث پاک سے بھی یہ بات عیاں ہے کہ جو شخص نماز میں شریک نہیں ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مسلمان نہیں سمجھا۔ چنانچہ بسر بن محجن سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک مجلس میں تھے۔ چنانچہ نماز کے لیے اذان ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی اور واپس آئے جب کہ محجن رضی اللہ عنہ اسی جگہ پر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کیوں نہیں کی؟ کیا آپ مسلمان نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! کیوں

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ٢٥۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ٢٢.

نہیں، لیکن میں اپنے گھر میں نماز ادا کر چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو آگاہ کیا کہ جب تم مسجد میں آؤ اور تم فرض نماز ادا کر چکے ہو اور نماز کی اقامت کہی جائے تو تم لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرو اگرچہ تم نماز ادا کر چکے ہو۔ [1]

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ جس شخص نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز میں شرکت نہیں کی، آپ نے اسے مسلمان نہیں گردانا۔

بے نماز اور نفاق:

نماز میں کسی طرح کی بھی سستی اور لاپرواہی منافقوں کے اوصاف میں شمار ہوتی ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٤٢﴾﴾ (النساء: ١٤٢)

''بے شک منافقین اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، اور وہ اُنہیں دھوکہ میں ڈالنے والا ہے، اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہل بن کر کھڑے ہوتے ہیں، اور اللہ کو برائے نام یاد کرتے ہیں۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ان (منافقین) کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جب نماز کے لیے آتے ہیں تو بوجھل جسم کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ جیسے کسی نے انہیں اس کام پر مجبور کیا ہو، اس لیے کہ ان کی نیت نماز کی نہیں ہوتی، اور نہ اس پر ان کا ایمان ہوتا ہے، اور نہ ہی نماز کے ارکان واعمال پر وہ غور وخوض کرتے ہیں۔ ان کا مقصد تو لوگوں کو دکھلانا ہوتا ہے تاکہ انہیں مسلمان سمجھا جائے، وہ اپنی نمازوں میں بہت کم اللہ کو

---

[1] مؤطا مالك: ١٣٢/١، رقم: ٨ من باب صلاة الجماعة۔ سنن النسائی، کتاب الإقامة، رقم: ٨٥٧۔ صحيح أبي داؤد، رقم: ٥٩٠، ٥٩١.

یاد کرتے ہیں، نہ وہ خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں، اور نہ ان کو پتہ ہوتا ہے
کہ وہ زبان سے کیا پڑھ رہے ہیں۔''

حافظ ابن مردویہ رحمہ اللہ نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ یہ بُری بات ہے کہ آدمی نماز میں سست کھڑا ہو، بلکہ اسے خوش وخرم اور شاداب چہرے کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے، اس لیے کہ بندہ نماز میں اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے ، اور جب اسے پکارتا ہے تو اس کی پکار سنتا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''یہ آیت دلیل ہے کہ نماز میں سستی کرنا منافق کی نشانی ہے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۳۰۷)

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''منافقین پر سب سے بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے۔'' [1]

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں منافق کی نماز کے بارے میں بتلاؤں؟ وہ عصر کی نماز لیٹ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب سورج غروب ہونے کے انتہائی قریب ہوجاتا ہے تو اس وقت پڑھتا ہے۔'' [2]

بے نماز متکبر ہے:

کل جس سر کو غرور تھا تاجوری کا
آج اُس سر پہ عالم ہے نوحہ گری کا

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ تعلیم دی کہ میرے بندو! تم سب مجھے پکارو! میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، اس لیے کہ تم سب میرے بندے ہو، اور میں تمہارا رب ہوں، پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾﴾ (المؤمن: ٦٠)

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاۃ العشاء فی الجماعۃ، رقم: ٦٥٧۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، حدیث رقم: ١٤٨٢.

[2] مستدرک حاکم: ١/ ١٩٥۔ سنن دار قطنی: ١/ ٢٥٢، ٢٥٣۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ١٧٤٥.

''اور تمہارے رب نے کہہ دیا ہے، تم سب مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بے شک جو لوگ کبر کی وجہ سے میری عبادت نہیں کرتے، وہ عنقریب ذلت و رسوائی کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے آخر میں فرمایا کہ جو لوگ بوجہ کبر میری عبادت سے انکار کرتے ہیں، اور مجھے پکارتے نہیں، وہ نہایت ہی ذلیل و رسوا کر کے جہنم میں پھینک دیے جائیں گے، کیونکہ ایسا صرف متکبر اور کافر ہی کر سکتا ہے۔

جو شخص بے حسی کے عالم میں مر گیا اور استکبار کے ساتھ اکڑا، اور نماز نہیں پڑھی، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم بتلانے کے بعد اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾﴾ (القیامة: ۳۱، ۳۲)

''پس اس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی، بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔''

ایک دوسرے مقام پر مشرکین مکہ کو خطاب کیا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ اللہ، اس کے رسول اور قرآن پاک پر ایمان نہیں لاتے، اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو جاتے۔ اور انہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ تکبر کرتے ہیں، اور رب العالمین کے لیے عجز و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے سجدہ ریز نہیں ہوتے:

﴿فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿٢١﴾﴾ (الانشقاق: ۲۰۔۲۱)

''انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے ہیں، اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے ہیں۔''

اللہ قادر اور قدیر نے قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ان کے کفر و استکبار کے سبب ہلاک و تباہ کر دیا، ان کے پاس سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی واضح اور کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے، توحید کی دعوت پیش کی، اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور اس کی عبادت کی طرف

بلایا، لیکن انہوں نے استکبار کی راہ اختیار کی اور ایک معبودِ برحق اللہ تعالیٰ کی عبادت و پرستش کا انکار کر دیا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے بچ کر کہاں جا سکتے تھے؟

﴿وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ ۟ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾﴾ (العنکبوت : ۳۹)

''اور ہم نے قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کر دیا تھا، اور موسیٰ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے، لیکن انہوں نے زمین پر تکبر کی راہ اختیار کی، اور وہ ہم سے بچ کر نہیں نکل سکتے تھے۔''

اس کے برعکس مومنین کی علامت یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے رب کے لیے نماز پڑھتے ہیں، عبادت کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾﴾ (السجدة: ۱۵)

''بے شک ہماری آیتوں پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں، جنہیں جب ان آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر جاتے ہیں، اور وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں، اور تکبر نہیں کرتے۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے مومنین و مخلصین کا ذکر کیا ہے کہ ہماری آیتوں پر حقیقی معنوں میں وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جنہیں قرآن کریم کی تلاوت کر کے جب نصیحت کی جاتی ہے تو اپنے دل کی طہارت اور فطرت کی پاکیزگی کی وجہ سے ان نصیحتوں کو فوراً قبول کر لیتے ہیں، اور قرآن کریم کا ان پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ نعمت اسلام پر شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ میں گر جاتے ہیں، اپنے رب کی پاکی اور اس کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں، اور اہل مکہ کی طرح اس کی عبادت سے قطعاً منہ نہیں موڑتے ہیں، بلکہ زندگی بھر اطاعت و بندگی کے جذبے اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''کہ یہ آیت نمازِ پنجگانہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی، اور ﴿سَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ حالت سجدہ میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلىٰ وَبِحَمْدِهٖ)) کہتے ہیں۔ اور ﴿وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ مؤمنین دیگر مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے سے کبر ونخوت کی وجہ سے گریز نہیں کرتے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۱۱۶۸.)

سورۃ الاعراف میں فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾﴾ (الأعراف: ۲۰۶)

''بے شک (جو فرشتے) آپ کے رب کے پاس ہیں، وہ اس کی عبادت سے تکبر کی وجہ سے انکار نہیں کرتے ہیں، اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور اس کے لیے سجدہ کرتے رہتے ہیں۔''

''فرشتے رات دن خشوع وخضوع کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں، اور کبھی بھی نہیں تھکتے، اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور اس کے حضور سجدہ کرتے رہتے ہیں، اور اس سے مقصود مومنوں کو ترغیب دلانا ہے کہ وہ بھی فرشتوں کی طرح کثرت سے اللہ کو یاد کرتے رہیں، تسبیح وتہلیل میں مشغول رہیں، نماز پڑھیں اور رکوع وسجود کرتے رہیں۔

اس آیت کی تلاوت کے بعد قاری اور غور سے سننے والے، دونوں کے لیے قبلہ رُخ ہو کر سجدہ کرنا مشروع ہے، اور افضل یہ ہے کہ سجدہ کرنے والا باوضو ہو۔ قرآن کریم میں یہ پہلا سجدہ ہے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۵۱۷)

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ فَنَزْدَحِمُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا لِجَبْهَتِهِ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ.)) [1]

[1] صحیح بخاری، ابواب سجود القرآن و سننھا، رقم: ۱۰۷۶۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۲۹۵.

''نبی کریم ﷺ غیر حالت نماز میں کوئی سجدہ والی سورت پڑھتے تو سجدہ کرتے اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے ، اور بوجہ ازدھام لوگ اپنی پیشانی کے لیے جگہ نہیں پاتے تھے کہ جہاں وہ سجدہ کریں۔''

''تمام فرشتے بھی اس کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں، اس کی عبادت و نماز سے تکبر کرتے ہیں، اور نہ ہی اس سے تھکتے ہیں، شب و روز اس کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں، جیسا کہ کوئی شخص ہر حال میں سانس لیتا رہتا ہے، اور ہر گھڑی اس کی پلک جھپکتی رہتی ہے، اور جب تک زندہ رہتا ہے کبھی بھی ان دونوں کاموں میں تھکن محسوس نہیں کرتا، بالکل اسی طرح فرشتے ہر حال میں تسبیح پڑھتے رہتے ہیں، ایک لمحہ کے لیے بھی انقطاع نہیں ہوتا، اور یہ بات ان کے لیے ایسا امر طبیعی ہے کہ کبھی بھی اس سے تھکن نہیں محسوس کرتے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص:۹۲۱۔۹۲۲)

﴿وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۚ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾﴾ (الأنبياء: ۱۹۔۲۰)

''اور آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے سب اسی کی ملکیت میں ہے، اور جو فرشتے اس کے پاس ہیں، اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں، وہ شب و روز تسبیح پڑھتے ہیں، سستی نہیں کرتے ہیں۔''

تارکِ نماز سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اُٹھ جاتی ہے:

سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے انتہائی مخلص دوست نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی:

((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا ، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ .)) [1]

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الدعاء، رقم: ٤٠٣٤۔ ارواء الغليل، رقم: ٢٠٨٦، التعليق الرغيب: ١/١٩٥۔ مشكوٰة المصابيح ، رقم: ٥٨٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

''تم اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرانا، چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے آگ میں جلا دیا جائے، اور فرض نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا، کیونکہ جس نے فرض نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا، اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ (حفاظت) اُٹھ گئی، اور شراب مت پینا کیونکہ یہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے۔''

تارکِ نماز اور حکومت کی خصوصیت:

صاحب اقتدار لوگوں کا یہ فریضۂ منصبی ہے کہ وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، اُمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴾ (٤١)

(الحج: ٤١)

''جنھیں ہم جب سرزمین کا حاکم بناتے ہیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں، اور برائی سے روکتے ہیں اور تمام اُمور کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔''

لیکن اگر وہ فریضۂ نماز کو ترک کر دیں تو ان سے لڑائی کو شریعت جائز قرار دیتی ہے۔ چنانچہ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صحیح مسلم میں اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَتَكُوْنُ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ، فَمَنْ عَرَفَ بَرِئَ، وَمَنْ أَنْكَرَ سَلِمَ، وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوْا: أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: لَا مَا صَلُّوْا.)) [1]

''عنقریب کچھ ایسے امراء ہوں گے کہ جن کو تم پہچانو گے بھی اور انکار بھی کرو گے، جس نے پہچان لیا وہ بری ہو گیا، اور جس نے انکار کر دیا وہ سلامت رہا، لیکن جو

[1] صحيح مسلم، كتاب الأمارة، باب وجوب الإنكار على الأمراء فيما يخالف اشرع ......، حديث رقم: ١٨٥٤.

شخص ان سے راضی ہو گیا اور جس نے ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہو گیا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں (تم ان سے لڑائی نہ کرو۔)''

اور حدیث سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ، وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ، وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ، وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ بِالسَّيْفِ؟ قَالَ: لَا، مَا أَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ .)) [1]

''تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو، وہ تم سے محبت کریں، وہ تمہارے لیے دعا کریں اور تم ان کے لیے دعا کرو۔ اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں کہ تم ان سے بغض رکھو، وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کیا ہم تلوار کے ساتھ انہیں ختم نہ کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں جب تک وہ نماز قائم رکھیں۔ (ان کے خلاف تلوار نہ اٹھاؤ۔)''

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا تو ہم نے آپ کی بیعت کی۔ ہم نے یہ بیعت کی کہ ہم پسندیدگی اور ناپسندیدگی میں، مشکل اور آسانی میں اور اپنے اوپر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں بھی سمع و طاعت کا مظاہرہ کریں گے، اور اہل لوگوں سے حکومت نہیں چھینیں گے۔ اسی سلسلہ میں فرمایا:

((إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ .)) [2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الأمارة، باب خيار الأئمة وشرارهم، رقم: ١٨٥٥.

[2] صحيح بخارى، كتاب الفتن، باب سترون بعدى أمورا تنكرونها، رقم: ٧٠٥٦، ٧٠٧٦.

''ہاں! الا یہ کہ تم حکمرانوں کی طرف سے صریح کفر کا ارتکاب دیکھو، اور تمہارے پاس اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برہان ہو۔''

کتاب وسنت میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے، جس سے یہ معلوم ہو کہ تارکِ نماز کافر نہیں ہے، یا یہ معلوم ہو کہ وہ مومن ہے، یا یہ معلوم ہو کہ وہ جنت میں داخل ہوگا، یا یہ معلوم ہو کہ وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ اس سلسلہ میں جو وارد ہے، وہ ایسی نصوص ہیں جو توحید اور ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی شہادت کی فضیلت پر دلالت کرتی اور اس کا ثواب بیان کرتی ہیں، اور یہ نصوص یا تو کسی ایسے وصف کے ساتھ مقید ہیں، جس کے ساتھ ترکِ نماز ممکن نہیں یا یہ معین حالات کے بارے میں وارد ہیں، جن میں انسان ترک نماز کے لیے معذور ہوتا ہے یا یہ عام ہیں اور انہیں تارکِ نماز کے کفر کے دلائل پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ تارکِ نماز کے کفر کے دلائل خاص ہیں، اور خاص عام سے مقدم ہوتا ہے، جیسا کہ اصول حدیث اور اصول فقہ میں ایک معروف اصول ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے، کیا یہ جائز نہیں کہ تارکِ نماز کے کفر پر دلالت کرنے والی نصوص کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ ان سے مراد وہ شخص ہے جو نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے اس کو ترک کرے؟ ہم عرض کریں گے کہ نہیں یہ تاویل جائز نہیں، کیونکہ اس میں دو رکاوٹیں ہیں، اس وصف کا ابطال لازم آتا ہے، جسے شریعت نے معتبر قرار دیا اور جس کے مطابق حکم عائد کیا ہے۔ یعنی شریعت نے ترکِ نماز پر کفر کا حکم لگایا ہے اور یہاں یہ نہیں کہا کہ جو کوئی نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے ترک کرے وہ کافر ہے، اور پھر اقامت نماز کی بنیاد پر دینی اخوت کو قائم کیا ہے، اور یہ نہیں کہا کہ دینی بھائی وہ ہیں جو نماز کے وجوب کا اقرار کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ اگر وہ توبہ کرلیں اور وجوب نماز کا اقرار کرلیں تو ...... اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ آدمی اور شرک وکفر کے درمیان فرق وجوب نماز کے اقرار کی وجہ سے ہے کہ جو اس کے وجوب کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ کی یہ مراد ہوتی تو اس سے روگردانی اس بیان کے خلاف ہوتی، جسے قرآن نے پیش

کیا ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل: ۸۹)

''اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔''

اور جس کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ٤٤)

''اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو ارشادات لوگوں پر نازل ہوئے ہیں، وہ ان پر کھول کر بیان کردو۔''

اس میں دوسری رکاوٹ یہ ہے کہ اس سے ایک ایسے وصف کا اعتبار لازم آتا ہے، جسے شریعت نے مناطِ حکم قرار نہیں دیا۔ نمازِ پنجگانہ کے وجوب کا انکار موجب کفر ہے، اس شخص کے لیے جو جہالت کی وجہ سے معذور ہو خواہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے، مثلاً ایک شخص اگر پانچوں نمازوں کو تمام شروط، ارکان، واجبات اور مستحبات سمیت ادا کرے لیکن وہ کسی عذر کے بغیر ان نمازوں کے وجوب کا منکر ہوگا تو وہ کافر ہوگا، حالانکہ اس نے نماز کو ترک نہیں کیا، تو اس سے معلوم ہوا کہ نصوص کو اس بات پر محمول کرنا کہ ان سے مراد وہ شخص ہے جو وجوب نماز کا انکار کرتے ہوئے ترک کرے، صحیح نہیں ہے، جب کہ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے اور وہ اپنے اس کفر کے باعث ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ابن ابی حاتم کی اس روایت میں اس کی صراحت ہے، جو سیّدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَوْصَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَتْرُكُوْا الصَّلَاةَ عَمَدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا عَمَدًا مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ.))[1]

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، قصد و ارادہ سے نماز ترک نہ کرو، کیونکہ جو شخص قصد و ارادہ سے

[1] مجمع الزوائد، رقم: ۷۱٤، وأخرجه ابن ماجة مختصرًا، وحسنه الألباني، رقم: ٤٠٣٤.

جان بوجھ کر نماز ترک کر دیتا ہے، تو وہ ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔''

نیز اگر ہم اسے ترکِ انکار پر محمول کریں تو پھر نصوص میں نماز کو بطورِ خاص ذکر کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، کیونکہ یہ حکم تو نماز، زکوٰۃ، حج اور ان تمام امور کے لیے عام ہے جو دین کے واجبات وفرائض میں شمار ہوتے ہیں، کیونکہ ان میں سے کسی ایک کا اس کے وجوب کے انکار کی وجہ سے ترک موجب کفر ہے، بشرطیکہ انکار کرنے والا جہالت کی وجہ سے معذور نہ ہو۔

جس طرح سمعی اثری دلیل کا تقاضا ہے کہ تارکِ نماز کو کافر قرار دیا جائے، اسی طرح عقلی نظری دلیل کا بھی تقاضا ہے، اور وہ اس طرح کہ جو شخص دین کے ستون نماز ہی کو ترک کر دے تو اس کے پاس پھر ایمان کیسے باقی رہا؟ نماز کے بارے میں اس قدر ترغیب آئی ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر عاقل مومن اس کے ادا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے، اور اس کے ترک کے بارے میں اس قدر وعید آئی ہے، جس کا ہر عاقل مومن سے تقاضا یہ ہے کہ وہ اس کے ترک سے اور اسے ضائع کرنے سے مکمل احتیاط برتے، کیونکہ اگر اسے ترک اور ضائع کر دیا گیا تو اس کا تقاضا یہ ہوگا کہ پھر ایمان باقی نہ رہے!

جہاں تک اس مسئلہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کا تعلق ہے تو جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے یہ ہے، بلکہ کئی ایک علماء نے کہا ہے کہ اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے۔ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ:

((كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ .)) [1]

''حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعمال میں سے ترکِ نماز کے سوا اور کسی عمل کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔''

مشہور امام اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث سے یہ

[1] سنن ترمذی، کتاب الإيمان، باب ماجاء في ترك الصلاة، رقم: ٢٦٢٢۔ حاکم نے اس کو ''شیخین کی شرط پر صحیح'' قرار دیا ہے۔

ثابت ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے، اور نبی کریم ﷺ کے دور سے لے کر آج تک اہل علم کی یہی رائے ہے کہ جو شخص قصد و ارادہ سے بغیر کسی عذر کے نماز چھوڑ دے، حتی کہ اس کا وقت ختم ہو جائے تو وہ کافر ہے۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ سیّدنا عمر، عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل، ابوہریرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی ثابت ہے کہ تارکِ نماز کافر ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت بھی نہیں کی۔

علامہ منذری رحمہ اللہ نے ''الترغیب والترہیب'' میں امام ابن حزم رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے، اور انہوں نے اس سلسلہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ مزید نام بھی شمار کروائے ہیں۔ مثلاً سیّدنا عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم اور غیر صحابہ کرام میں سے امام احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ، عبداللہ بن مبارک، نخعی، حکم بن عتیبہ، ایوب سختیانی، ابوداؤد طیالسی، ابوبکر بن أبی شیبہ، زہیر بن حرب رحمہم اللہ اور بہت سے دیگر علماء کا بھی یہی مذہب ہے۔

میں کہتا ہوں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول بھی یہی ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ ﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ﴾ کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''کتاب الصلوٰۃ'' میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں ایک قول یہی ہے، اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔

اگر کہا جائے کہ اس کا کیا جواب ہے، جس سے تارکِ نماز کو کافر نہ سمجھنے والوں نے استدلال کیا ہے؟ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ جن دلائل سے انہوں نے استدلال کیا ہے، ان کی اس موضوع پر اصلاً دلالت ہی نہیں ہے، کیونکہ یا تو یہ ایسے وصف سے مقید ہیں کہ اس کے ساتھ ترک نماز کی تکفیر کے دلائل کے ساتھ ان کی تخصیص کر دی جائے گی۔

تارکِ نماز کو کافر قرار نہ دینے والوں نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے، وہ ان مذکورہ بالا چار حالتوں سے خالی نہیں ہیں۔

یہ مسئلہ بہت اہم اور عظیم مسئلہ ہے۔ انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنی ذات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور نماز کی حفاظت کرے، تاکہ اس کا شمار بھی ان لوگوں میں سے ہو، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ② وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ④ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ⑤ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥ ﴾ (المؤمنون: ١ـ٦)

''بلاشبہ ایمان والے کامیاب ہوگئے، جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں، اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑتے رہتے ہیں، اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں سے یا کنیزوں سے جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ انہیں ملامت نہیں۔'' [1]

تارکِ نماز کے اعمال برباد ہوجاتے ہیں:

سیدنا بریدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ .)) [2]

''جس شخص نے عصر کی نماز کو ترک کیا، اس کے اعمال ضائع ہوگئے۔''

تارکِ نماز کا اہل و مال ہلاک ہوگیا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوجائے گویا کہ اُس کا

---

[1] فتاویٰ اسلامیہ: ١/ ٤٨٠، ٤٨٣ـ طبع دار السلام، لاهور.

[2] صحيح بخارى، كتاب مواقيت الصلاة، رقم: ٥٥٣.

مال اور اس کا اہل ہلاک ہو گیا۔ [1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ کافروں کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے جس طرح انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے روکے رکھا حتی کہ سورج غروب ہو گیا۔'' [2]

ترک نماز جہنم میں لے جاتا ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے کہ گنہگاروں کو جہنم میں لے جانے والا پہلا سبب نماز کا چھوڑنا ہے۔ ''اصحاب الیمین'' یعنی جنتی لوگ اہل جہنم سے دریافت کریں گے کہ تمہارے کون سے کرتوتوں نے تمہیں جہنم میں پہنچا دیا ہے؟ تو وہ جہنمی کہیں گے:

﴿ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿٤٣﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤٦﴾ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿٤٧﴾ ﴾ (المدثر: ٤٣-٤٧)

''ہم نماز نہیں پڑھتے تھے، اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، اور فضول بحث کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی بحث میں حصہ لیا کرتے تھے، اور ہم قیامت کے دن کی تکذیب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ موت نے ہمیں آ دبوچا۔''

ان مجرموں سے جب کہا جاتا تھا کہ تم لوگ دین حق کو قبول کر لو، اللہ کے لیے نماز پڑھو اور اس کے لیے خشوع وخضوع اختیار کرو، تو ان کی گردنیں اکڑ جاتی تھیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اس دن ان جیسوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہوگی۔

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ ﴾

(المرسلات: ٤٨-٤٩)

---

[1] سنن دارمی، رقم: ١٢٦٦.

[2] صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم: ٥٥٢۔ صحیح مسلم، رقم: ١٤١٦۔ سنن دارمی، رقم: ٢٦٨.

''اور ان سے جب کہا جاتا تھا کہ تم لوگ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے تھے، اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ''ویل'' ہوگی۔''

فائدہ :...... یاد رہے کہ ''ویل'' جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ [1]

اور سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ حدیث رؤیا میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمَّا الَّذِيْ يُثْلَغُ رَاْسُهٗ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهٗ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهٗ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ .)) [2]

''جس شخص کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ حافظ قرآن تھا، مگر قرآن سے غافل ہوگیا تھا، اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جایا کرتا تھا۔''

تارکِ نماز آخرت میں شفاعت سے محروم رہے گا:

نماز کے تارکین، مجرمین آخرت میں شفاعت کاروں کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔ دوسرے لفظوں میں اس طرح کہہ لیں کہ وہ سفارش کے حقدار نہیں ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ ربّ کائنات نبی یا فرشتے کو ان کے لیے شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں دے گا، لہٰذا کوئی ایسی سفارش نہیں پائی جائے گی جو ان کے کام آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ ﴾ (المدثر: ۴۰۔۴۸)

''یہ لوگ جنتوں میں ہوں گے، مجرمین سے پوچھیں گے، تمھیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا۔ وہ کہیں گے، ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔ اور مسکین کو

---

[1] سنن ترمذی، ابواب التفسیر، رقم: ۳۳۷۷۔ ۳۵۴۶۔ مستدرك حاكم، رقم: ۳۹۲۷.

[2] صحیح بخاری، کتاب التهجد، رقم: ۱۱۴۳.

کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اور فضول بحث کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی بحث مباحثہ کرتے تھے۔ اور ہم قیامت کے دن کی تکذیب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہماری موت آ گئی۔ پس اُس وقت شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کے کام نہیں آئے گی۔''

تارکِ نماز روزِ قیامت قارون، فرعون، ھامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا:

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کے متعلق گفتگو کی اور فرمایا:

((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا ، لَمْ يَكُنْ لَهُ نُوْرٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ)) [1]

''جس نے نماز کی حفاظت کی، نماز روزِ قیامت اس کے لیے نور، برہان اور ذریعہ نجات ہوگی، اور جس کسی نے نماز کی حفاظت نہ کی تو روزِ قیامت نماز اس کے لیے نہ دلیل، نہ نور اور نہ ہی وسیلہ نجات ہوگی۔ اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ھامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ (جہنم میں) ہوگا۔''

علامہ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے ''الصلاۃ وحکم تارکھا، ص:۳۶، ۳۷'' میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد یوں رقم کیا ہے: ''تارکِ نماز کا خاص طور پر ان چار آدمیوں کے ساتھ جہنم میں جانے کا سبب یہ ہے کہ یہ چاروں کفر کے سردار ہیں۔ یہاں پر ایک عظیم نقطہ ہے کہ تارکِ نماز ...... مال، ملک، ریاست یا تجارت کی وجہ سے نماز ترک کرتا ہے، جو کوئی مال کے سبب نماز ترک کرے گا وہ قارون کے ساتھ ہوگا، اور جو کوئی ملک اور

---

[1] مسند أحمد، رقم: ٦٥٧٦۔ سنن دارمی، رقم: ٣٠١۔ ابن حبان، رقم: ١٤٦٧۔ ابن حبان نے اسے نے اسے ''صحیح'' اور شیخ شعیب نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

بادشاہت کی خاطر نماز چھوڑے گا وہ فرعون کے ساتھ ہوگا، اور جو شخص حکومتی ذمہ داریوں کے سبب نماز ترک کرے گا وہ ہامان کے ساتھ ہوگا۔ اور تجارتی عذر بہانے کرکے نماز ترک کرنے والا مشہور کافر اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔"

نماز نہ پڑھنے کے نقصانات:

مذکورہ دلائل و براہین کی روشنی میں ظاہر ہوتا ہے کہ:

1: نماز سے لاپرواہی تباہی و بربادی کا سبب ہے۔

2: نماز چھوڑنا کفر ہے۔ 3: نماز چھوڑنا شرک ہے۔

4: ترک نماز نفاق بھی ہے۔ 5: ترک نماز دراصل تکذیب دین ہے۔

6: بے نماز کا فرعون، ہامان، قارون اور اُبی بن خلف کے ساتھ حشر ہوگا۔

7: تارک نماز کا کوئی دین، ایمان نہیں۔ 8: تارک نماز کا کوئی ایمان نہیں۔

9: بے نماز فاسق و فاجر ہے۔ 10: بے نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

11: بے نماز شیطان کا بندہ ہے۔ 12: نماز سے دوری، رحمت الٰہی سے دُوری ہے۔

13: ترک نماز بے سکونی کا باعث ہے۔

14: تارکِ نماز سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اُٹھ جاتی ہے۔

15: ترکِ نماز تکبر کی علامت ہے۔ 16: تارکِ نماز کے اعمال برباد ہوجاتے ہیں۔

17: تارکِ نماز کا اہل و مال برباد ہوجاتا ہے۔ 18: تارکِ نماز شفاعت سے محروم ہوگا۔

19: تارکِ نماز کا دل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے خالی ہوتا ہے۔

20: ترکِ نماز جہنم میں لے جاتا ہے۔

باب نمبر 3:

نماز سے قبل

ذیل کی سطور میں ہم اُن اہم اُمور کا تذکرہ کرنے لگے ہیں جن کا نماز کی ادائیگی سے قبل نمازی کے لیے اہتمام کرنا ضروری ہے، ان میں سے بعض تو شروطِ نماز کی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ اور بعض اُمور کی حیثیت شروط کی سی تو نہیں، البتہ ان کی عدم موجودگی میں نماز میں روحانیت نہیں رہتی۔ پس وہ نماز ایسی ہی ہوتی ہے، جیسے بے روح جسم ہوتا ہے، لہٰذا نماز نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع، حالت طہارت اور ایمان و توحید کی حالت میں سنت نبوی ﷺ کے مطابق ادا کرنی چاہیے۔

فصل نمبر 1:

نماز سنت نبوی ﷺ کے مطابق پڑھنا

نماز سنت کے مطابق پڑھنا فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِىْ أُصَلِّىْ .)) [1]

''تم نماز اس طرح پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔''

امام ابن حزم رحمہ اللہ کا قول اس حدیث کی تفسیر میں انتہائی مناسب رہے گا، فرماتے ہیں:

''سنت نبوی ﷺ کے مطابق نماز پڑھنا فرض ہے۔'' [2]

یہی وجہ ہے کہ مظہر خلق عظیم، محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر ممکنہ کوشش کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو نماز پڑھتا دیکھیں، اور نماز کا طریقہ یاد کرلیں۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہوکر نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ کے منبر پاک کے تین درجے تھے۔ سید المرسلین ﷺ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٦٣١.
[2] محلیٰ ابن حزم.

منبر پر کھڑے ہوئے، اور آپ نے تکبیر تحریمہ کہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں تکبیر تحریمہ کہی، رکوع بھی محسن اعظم ﷺ نے منبر پر کیا۔ اس کے بعد نبی برحق ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور البتہ سجدہ کرنے کے لیے پچھلے پاؤں اترے اور منبر کے اصل میں سجدہ فرمایا، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوکر سرورِ کائنات ﷺ لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''میں نے منبر پر قیام، رکوع وغیرہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اقتداء کرو اور میرے نماز ادا کرنے کی کیفیت کا تمہیں پتہ چل جائے۔'' [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنی مجالس میں ایک دوسرے کو نماز سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق پڑھنے کی اہمیت سے آگاہ کرتے رہتے۔ محدثین نے اپنی کتب میں اسی چیز پر زور دیا ہے کہ نماز آپ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق پڑھی جائے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح، کتاب الأذان'' میں باب قائم کیا ہے:

((بَابُ مَنْ صَلَّی بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا أَنْ يُعَلِّمَهُمْ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتَهُ.))

''کوئی شخص لوگوں کو سمجھانے کے لیے کہ نبی کریم ﷺ نماز کیونکر پڑھتے تھے اور آپ کا طریقہ کیا تھا، نماز پڑھائے تو کیسا ہے؟''

اور اس کے تحت سیّدنا ابو قلابہ رحمہ اللہ کی سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کردہ حدیث ذکر کی ہے، فرماتے ہیں کہ: ''سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ہماری مسجد میں تشریف لائے، اور فرمایا کہ میں تم لوگوں کو نماز پڑھاؤں گا۔ اور میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں ہے، میرا مقصود صرف اور صرف یہ ہے کہ تمہیں نماز کا وہ طریقہ سکھادوں جس طریقہ سے نبی کریم ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے۔'' [2]

اور جہاں تک خلافِ سنت نماز پڑھنے کا تعلق ہے، تو دیکھئے! سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج بن ایمن کو خلافِ سنت نماز پڑھتا دیکھا تو فرمایا ((اَعِدْ صَلَاتَكَ.))

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۱۸،۸۲٤۔ طبقات ابن سعد: ۱/ ۲۵۳.

[2] صحیح بخاری، رقم: ٦۱۷.

......''تم نماز دوبارہ پڑھو۔''

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے جب ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو رکوع وسجود میں صرف اعتدال کا خیال نہیں رکھتا، اور خلاف سنت کر رہا ہے، تو فرمایا کہ اگر تمہاری موت اسی حال میں ہوگئی تو تمہاری موت ملت محمدیہ پر نہیں ہوئی۔ [1]

لہٰذا نماز میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ یہاں نماز میں ایک چھوٹا سا عمل بھی خلاف سنت برداشت نہیں۔ مگر سبحان اللہ! لوگوں نے تو حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور جعفری نماز تک بنا ڈالی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور منہج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر اہل سنت والجماعت ہونے کا دعویٰ سوائے خوش فہمی کے اور کچھ نہیں۔ حقیقتاً اہل سنت والجماعت وہی ہوسکتا ہے کہ جس کا منہج صحیح معنوں میں قرآن وسنت اور فہم وعمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عین مطابق ہوگا۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت

دنیا کی عمر میری اسلام میں ہو پوری
سنت پہ جان دے دوں بدعت نہیں گوارا

قرآن کی روشنی میں سنت کی اہمیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ایمان ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

۱۔ ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۶۵﴾
(النساء: ٦٥)

''تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک تنازعات

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۱.

میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کریں، پھر آپ جو فیصلہ کریں اس کے متعلق اپنے دلوں میں گھٹن بھی محسوس نہ کریں، اوراس فیصلہ پر پوری طرح سر تسلیم خم نہ کردیں۔''

سنت رسول ﷺ جنت میں اعلیٰ ترین مقام کا باعث ہے:

۲۔ ﴿مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾﴾ (النساء: ۶۹)

''اور جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے، تو ایسے لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء کرام، صدیقین، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ، اور رفیق ہونے کے لحاظ سے یہ لوگ کتنے اچھے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت حقیقت میں اللہ کی اطاعت ہے:

۳۔ ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾﴾ (النساء: ۸۰)

''جس نے رسول کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور اگر کوئی منہ موڑتا ہے تو ہم نے آپ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔''

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے:

۴۔ ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾﴾ (الحشر: ۷)

''اور جو کچھ تمہیں رسول دیں، وہ لے لو، اور جس سے روکیں، اس سے رک جاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقیناً سخت سزا دینے والا ہے۔''

سنت رسول اللہ ﷺ ہی اختلافات کا حل ہے:

۵۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي

الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۵۹﴾ (النساء: ٥٩)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے اقتدار والوں کی، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہوجائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اسی میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔''

٦۔ ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۳﴾

(البقرہ: ١٤٣)

''اور اسی طرح ہم نے تمہیں متوسط امت بنایا تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو، اور رسول تم پر گواہ ہو، اور ہم نے آپ کے لیے پہلا قبلہ (بیت المقدس) اس لیے بنایا تھا کہ ہمیں معلوم ہو کہ کون رسول کی اتباع کرتا ہے، اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے، قبلہ کی تبدیلی ایک بڑی بات تھی مگر ان لوگوں کے لیے نہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی، اور اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے گا، وہ تو لوگوں کے حق میں بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے:

٧۔ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ

لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ (آل عمران : ۳۱)

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بہت بخشنے والا رحیم ہے۔''

ایمان کے بعد اتباع رسول ﷺ بہت ضروری ہے:

۸۔ ﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٣﴾﴾ (آل عمران : ۵۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے مان لیا جو تو نے نازل کیا ہے، اور ہم نے رسول کی پیروی کی ہے، لہٰذا ہمارے نام گواہی دینے والوں میں لکھ دے۔''

رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ میں اسوۂ حسنہ ہے:

۹۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾﴾ (الاحزاب : ۲۱)

''فی الحقیقت تم مسلمانوں کے لیے رسول اللہ کا قول و عمل ایک بہترین نمونہ ہے، ان کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کا یقین رکھتے ہیں اور اللہ کو بہت یاد کرتے رہتے ہیں۔''

خلاصہ: ......پس ان آیات کریمہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ اختلافی اُمور میں جب تک رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم نہ کیا جائے، بندہ مومن نہیں ہو سکتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت و فرمانبرداری سے بندہ روزِ قیامت انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین (اولیاء کرام) کی رفاقت حاصل کرلے گا۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت درحقیقت اطاعت الٰہی ہے۔ اتباع رسول ﷺ سے بندہ اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور یہ اہل ایمان کی بڑی صفات میں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا قول و عمل ہی اہل ایمان کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض وانحراف کے متعلق وعید:

جب کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی نافرمانی، اور آپ کی سنت سے دُوری کی وجہ سے انسان جہنم میں چلا جائے گا۔آپ کی مخالفت نفاق کی دلیل ہے، جہالت کی علامت ہے اور باعث ذلت ورسوائی ہے۔جیسا کہ ذیل کی آیات کریمہ سے واضح ہورہا ہے۔

۱۰۔ ﴿وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾﴾ (النساء: ۱۴)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، اور اللہ کی حدود سے آگے نکل جائے، اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اسے رسوا کرنے والا عذاب ہوگا۔''

۱۱۔ ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾﴾ (النور: ۶۳)

''پس جو لوگ رسول اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی بلا نہ نازل ہوجائے، یا کوئی دردناک عذاب نہ انہیں آگھیرے۔''

۱۲۔ ﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾﴾ (النساء: ۶۱)

''اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کی ہے، اور رسول کی طرف آؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کے پاس آنے سے گریز کرتے ہیں۔''

۱۳۔ ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَ وَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾﴾ (المائدہ: ۱۰۴)

''اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے، اور آؤ رسول کی طرف، تو کہتے ہیں: ہمیں تو وہی کچھ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے، خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں، اور نہ ہی ہدایت پر ہوں۔''

۱۴۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۝٢٠﴾ (المجادله: ۲۰)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، یقیناً یہی لوگ ذلیل ترین قوموں میں سے ہیں۔''

۱۵۔ ﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝١١٥﴾ (النساء: ۱۱۵)

''جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کرے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیتے ہیں جدھر کا اس نے رخ کیا ہے، پھر ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔''

احادیث نبویہ کی روشنی میں سنت کی اہمیت

۱۔ ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطًّا ثُمَّ قَالَ: هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ، ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْا اِلَيْهِ . وَقَرَأَ ﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾ الآية .)) [1]

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے

[1] مسند أحمد: ۱/۴۳۵۔ سنن دارمی: ۱/۶۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۷۰۶۔ مستدرک حاکم: ۲/۳۱۸۔ ابن حبان، حاکم اور شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ایک خط کھینچا اور فرمایا: ''یہ اللہ کا راستہ ہے'' پھر اس کے دائیں اور بائیں خطوط کھینچے اور فرمایا: ''یہ رستے شیطان کے ہیں، اور ان میں سے ہر رستے پر شیطان ہے جو ان رستوں کی طرف بلاتا ہے، اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ﴾ ''بے شک یہ سیدھا راستہ میرا ہے، پس اس کی پیروی کرو۔''

صراط مستقیم

سبل الشیطان سبل الشیطان

صراط مستقیم
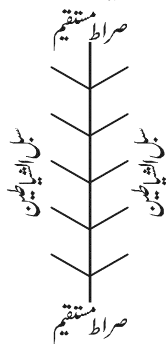
اس حدیث شریف کے مطابق جس جماعت کا بھی منہج قرآن وسنت فہم وعمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں وہ جماعت شیطان کے رستے پر ہے۔ اور شیطان کی طرف ہی بلاتی ہے۔

٢۔ ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا .)) [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میں تمہیں حکم دوں اس کو لے لو، اور جس چیز سے منع کروں اس سے باز آ جاؤ۔''

٣۔ ((وَعَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَقُوْلُ : اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ . وَخَيْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ ، وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) [2]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا: ''حمد وثناء کے بعد،

---

[1] سنن ابن ماجه، بَابُ اِتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، رقم: ١ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٨٥٠.

[2] صحيح مسلم، كتاب الجمعه، بابُ تحفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ، رقم: ٨٦٧.

سب سے بہترین بات ''کتاب اللہ'' ہے، اور بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے، اور سب سے بدترین کام وہ ہیں جو اپنی طرف سے وضع کیے جائیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

فائدہ :......معلوم ہوا جو کام سنت کے خلاف ہو وہ بدعت ہے، جو کہ سراسر گمراہی ہے۔ پس سنت نورِ ہدایت ہے، لہٰذا ہر عمل صالح، نماز اور روزہ وغیرہ سنت کے عین مطابق ہو، تو حصولِ رضائے الٰہی ممکن ہے، بصورتِ دیگر نہیں۔

٤۔ ((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلاَّ مَنْ اَبٰی. قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَمَنْ یَاْبٰی؟ قَالَ: مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی.)) [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' میری تمام امت جنت میں جائے گی، مگر جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یارسول اللہ! کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے؟ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگیا، اور جس نے میری نافرمانی کی، پس تحقیق اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔''

٥۔ ((وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَی بُیُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ یَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا: وَأَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّی أُصَلِّی اللَّیْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَیْهِمْ، فَقَالَ: أَنْتُمُ

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه، رقم: ٧٧٠.

الَّـذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا ، أَمَا وَاللّٰهِ!إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ ، لَـكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُـدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي .)) ❶

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس آئے، اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے متعلق سوال کیا، اور جب انہیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق خبر دی گئی تو انہوں نے اس عبادت کو معمولی سمجھا، اور کہا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا نسبت ہے، آپ کی تو اللہ نے پہلی پچھلی سب لغزشیں معاف کردی ہیں، ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ رات بھر نفل ادا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ دن بھر کا روزہ رکھوں گا کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے دور رہوں گا کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تم نے اس اس طرح کی باتیں کی ہیں؟ خبردار، اللہ کی قسم! میں تم میں سب کی نسبت زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، اور پرہیزگار ہوں، اس کے باوجود روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا، میں رات کو نوافل ادا کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

٦۔ ((عَـنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ قَـالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا ، وَاِيَّاكُمْ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّهَا ضَلَالَةٌ ، فَـمَـنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِـنْـكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ)) ❷

❶ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم: ٥٠٦٣.

❷ سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدعة : ٧٦٧٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلاف دیکھے گا۔ تم دین میں نئے کاموں سے بچو، کیوں کہ یہ گمراہی ہے تم میں سے جو اس کو پائے اس پر لازم ہے میری سنت کو لازم جانے، اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑے، اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑے۔''

نبی کریم ﷺ کی اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور جعفری نماز کو چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی نماز، فہم وعمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں سیکھی اور ادا کی جائے تو امت مسلمہ میں اتحاد ومحبت پیدا ہو جائے گی۔ انشاء اللہ!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں سنت کی اہمیت

(۱)......سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

((لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهٖ اِلَّا عَمِلْتُ بِهٖ فَإِنِّی أَخْشٰی إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهٖ أَنْ أَزِيْغَ .)) [1]

''میں کسی ایسے کام کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے، مگر یہ کہ میں اس پر عمل پیرا رہوں گا کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے نبی ﷺ کے کام میں سے کسی چیز کو چھوڑ دیا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔''

(۲)......ایک بار سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سوار ہونے لگے تو رکاب میں بسم اللہ کہہ کر پاؤں رکھا، پشت پر پہنچے تو الحمد للّٰہ کہا، پھر یہ آیت پڑھی:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾﴾ (الزخرف: ۱۳، ۱۴)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، رقم: ۳۰۹۳۔ صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، رقم: ۴۵۸۲.

پھر تین بار الحمد للّٰہ اور تین بار اللّٰہ اکبر کہا۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھی:

((سُبْحَانَكَ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ .))

پھر مسکرا دیے، لوگوں نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی، بولے: ''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ان ہی پابندیوں کے ساتھ سوار ہوئے اور اخیر میں مسکرا دیے، میں نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جب بندہ علم و یقین کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔'' ❶

(۳)...... اتباع سنت میں تمام صحابہ کرام سے سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بطور خاص ممتاز تھے، رسول اللہ ﷺ حج کے سفر سے واپس آئے تو مسجد کے دروازے پر ناقہ کو بٹھا کر پہلے دو رکعت نماز پڑھی، پھر گھر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی معمول کیا۔ ❷

(۴)...... سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کعبہ کے صرف دونوں یمانی رکنوں یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے تھے، ایسے جوتے پہنتے تھے جن پر بال نہیں ہوتے، زرد رنگ کا خضاب لگاتے تھے اور لوگ چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے تھے، لیکن وہ یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھتے تھے، جناب عبید بن جریج نے ان سے پوچھا کہ ''صرف آپ ہی کیوں ایسا کرتے ہیں؟ آپ کے اور اصحاب نہیں کرتے، بولے کہ: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے اس لیے میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں۔'' ❸

(۵)...... سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک موقع پر فرمایا: قریب ہے کہ تم لوگوں پر آسمان سے پتھر برسیں، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور تم اس

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل اذا ركب، رقم: ۲۶۰۷۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❷ صحيح بخاری ، كتاب الوضوء، الخ ۱۹۶۔ صحيح مسلم ، رقم: ۱۱۸۷۔ سنن ابوداؤد، كتاب الجهاد، رقم: ۲۷۸۲.

❸ سنن ابوداؤد، كتاب المناسك، رقم: ۱۷۷۲.

کے مقابلے میں ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال پیش کرتے ہو۔ [1]

نوٹ: ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہوتے ہوئے سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بات دین نہ بن سکی ، افسوس صد افسوس! تو پھر فقہ حنفی ، مالکی ، شافعی ، حنبلی اور جعفری اور پیروں ، علماء اور مروجہ فرقوں کی بات کو حجت کیسے مانا جاسکتا ہے۔

(٦) ...... سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع و سجود مکمل طور پر نہیں کر رہا تھا تو آپ نے اس سے کہا:

((مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم .)) [2]

''تو نے نماز نہیں پڑھی ، اگر تو ایسے ہی مر گیا تو اس دین اسلام پر نہیں مرے گا جس فطرت پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تھا۔''

نوٹ: ...... اعتدال و اطمینان ، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر تراویح کی رکعتیں بڑھانے والوں کو اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیکھ لیتے کہ یہ لوگ رکوع و سجود کے ساتھ کیا ظلم کرتے ہیں تو وہ کیا فتویٰ صادر فرماتے؟

ائمہ اربعہ کی نظر میں سنت کی اہمیت

نہ لو قولِ ائمہ گر حدیثوں سے ہو متصادم
امامانِ شریعت کی یہی ہم کو وصیت ہے!

(۱) امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ :

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ المتوفی ۱۵۰ھ ارشاد فرماتے ہیں:

((اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ .)) [3]

''جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔''

[1] بحواله كتاب التوحيد، باب ٣٨، ص: ٢٩٦. [2] صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: ٧٩١.

[3] ردّ المحتار على الدر المختار، لابن عابدين: ١/ ٦٨.

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس قول کے مطابق لوگوں کو اپنی آراء کی طرف دعوت دینے کی بجائے امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور بانگ دُہل اعلان فرمارہے ہیں کہ میں اہل حدیث ہوں اور صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو مسح علی الجوربین کی حدیث مل گئی تو انہوں نے اپنے موقف سے رجوع کرلیا۔ چنانچہ جامع ترمذی میں ہے: صالح بن محمد الترمذی کہتے ہیں: میں نے ابومقاتل سمرقندی سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ میں امام ابوحنیفہ کے پاس مرض الموت میں گیا، پس انہوں نے پانی منگوایا اور وضو کیا، آپ جرابیں پہنے ہوئے تھے، پس آپ نے جرابوں پر مسح کیا، پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

((فَعَلْتُ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ أَكُنْ أَفْعَلُهُ ، مَسَحْتُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ ، وَهُمَا غَيْرُ مُنَعَّلَيْنِ .))

''میں نے آج وہ کام کیا ہے جو پہلے نہیں کرتا تھا، وہ یہ کہ میں نے جرابوں پر مسح کیا ہے۔'' [1]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک قول اس طرح ہے کہ؛

((إِذَا قُلْتُ قَوْلاً يُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ وَخَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتْرُكُوْا قَوْلِيْ .)) [2]

''جب میں کوئی ایسی بات کہوں جو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے خلاف ہو تو میری بات کو چھوڑ دو۔''

ان اقوال سے ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قرآن وحدیث کو اپنی بات پر مقدم کرتے تھے، اور جو بات خلاف قرآن وسنت ہوتی، اس سے رجوع کرلیتے تھے، معلوم ہوا کہ امام صاحب تقلید شخصی کو ناجائز سمجھتے تھے، انہوں نے خود کسی شخصیت کی تقلید نہ کی اور نہ اسے جائز

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۹۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اس قول کو ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] ایقاظ همم أولی الابصار، ص: ۵۰.

قرار دیا، بلکہ اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بنا نگ دہل فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَاخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ اَيْنَ اَخَذْنَاهُ)) ❶

''کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ ہماری بات کو لے۔ جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ بات ہم نے کہاں سے لی ہے؟''

اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال کے مطابق دیکھیں تو قرآن وسنت کو وہ اپنا منہج سمجھتے تھے، اور موجودہ حنفی نماز تو کیا، حنفی نماز کی ایک رکعت کے مکمل مسائل بھی صحیح سند کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ امام الحرمین الجوینی فرماتے ہیں:

''جس صلاۃ کو امام ابوحنیفہ جائز کہتے ہیں، اگر کسی عام آدمی کے سامنے پیش کی جائے تو وہ قبول نہ کرے، اور نماز دین کا ستون ہے۔'' ❷

اس پر مستزاد یہ کہ امام صاحب نبی، رسول اور معصوم نہیں تھے اور غلطی کے امکان کی وجہ سے لوگوں کو قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ لہٰذا مسائل نماز سیکھنے کے لیے اپنے ائمہ کی فقہوں کے بجائے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا لینا انتہائی ضروری ہے، وگرنہ نماز باطل ہوگی۔

(۲) امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ:

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِیءُ وَاُصِيْبُ، فَانْظُرُوْا فِیْ رَاْيِیْ، فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ، وَكُلُّ مَا يُخَالِفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوْهُ.)) ❸

❶ الانتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء، ص: ١٤٥۔ البحر الرائق: ٢٩٣/٦۔ تاريخ يحيیٰ بن معين بحواله صفة صلاة النبی صلی الله عليه وسلم، ص: ٤٦.

❷ مغيث الخلق، ص: ٥٩.

❸ الجامع لابن عبدالبر: ٣٢/٢۔ أصول الاحكام لابن حزم: ١٤٩/٦ الايقاظ، ص: ٧٢۔ صفة صلاة النبی للألبانی، ص: ٤٨.

''یقیناً میں ایک انسان ہوں، میری بات غلط بھی ہوسکتی ہے اور صحیح بھی، لہٰذا میری رائے میں نظر دوڑاؤ، اور جو بات تمہیں کتاب وسنت کے موافق لگے، اسے لے لو، اور جو کتاب وسنت کے مخالف ہو اسے ترک کرو۔''

امام مالک رحمہ اللہ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

((لَیْسَ اَحَدٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَیُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ وَیُتْرَكُ ، اِلَّا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .)) [1]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور ردّ بھی کی جاسکتی ہے، مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو قبول ہی کیا جائے گا۔ ردّ نہیں کیا جاسکتا۔''

امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مجلس میں سنا: امام مالک رحمہ اللہ سے دورانِ وضوء پاؤں کی انگلیوں کے خلال سے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ اہل مدینہ کا اس پر عمل نہیں ہے۔ عبداللہ بن وہب فرماتے ہیں: میں نے امام مالک سے اس وقت بات نہ کی۔ جب لوگ چلے گئے تو میں نے آپ سے کہا: ہمارے پاس اس مسئلہ میں ایک سنت ہے۔ تو یہ سن کر انہوں نے کہا، وہ کیا ہے؟ تو میں نے لیث بن سعد اور عبداللہ بن لھیعہ اور عمرو بن حارث اور یزید بن عمرو المعافری از أبو عبدالرحمٰن کے طریق سے سند بیان کی کہ صحابی رسول مستورد بن شداد القرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَدْلُكُ خِنْصَرَهٗ مَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ . فَقَالَ: "اِنَّ هٰذَا الْحَدِیْثَ حَسَنٌ ، وَمَا سَمِعْتُ بِهٖ قَطُّ اِلَّا السَّاعَةَ . ثُمَّ سَمِعْتُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ یُسْاَلُ ، فَیَاْمُرُ بِتَخْلِیْلِ الْاَصَابِعِ . ")) [2]

---

[1] ارشاد السالك، لابن عبدالهادی : ۱/۲۲۷۔ صفة صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۴۹.

[2] الجرح والتعدیل، لابن ابی حاتم: ۱، ۱/۳۱۔۳۲۔ امام مالک نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے تھے۔تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ''بے شک یہ حدیث حسن ہے، اور میں نے آج سے پہلے یہ حدیث نہیں سنی۔'' جناب عبداللہ بن وہب فرماتے ہیں: ''پھر اس کے بعد جب بھی آپ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا، تو میں نے انہیں انگلیوں کے خلال کرنے کا فتویٰ دیتے سنا۔''

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ حدیث رسول اللہ ﷺ سن کر اپنی بات پر ڈٹے نہیں رہتے تھے، بلکہ حدیث کے سامنے سرِ تسلیم خم کرکے اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے تھے۔ پس ان سے تقلید شخصی کے جواز کا نظریہ محض باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔ اور یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ بڑے سے بڑے اہل علم سے بھی حدیث کی نص مخفی رہ سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ اپنی تقلید سے منع کیا کرتے تھے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمدؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

(۳) امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى مَنْ اِسْتَبَانَ لَهُ سُنَّةٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلُّ لَهُ اَنْ يَدَعَهَا لِقَوْلِ اَحَدٍ .)) [1]

''مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس کسی کے لیے رسول مقبول ﷺ کی سنت واضح ہو جائے تو اس کے لیے حلال نہیں کہ اسے کسی کے قول کی وجہ سے چھوڑ دے۔''

کیا جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کا دَم بھرتے ہیں، امام شافعی کے اس قول کی روشنی میں اجماعِ اُمت کا عملاً انکار کرتے نظر نہیں آتے:

[1] الایقاظ، ص: ٦٨.

((اِذَا وَجَدْتُّمْ فِیْ کِتَابِیْ خِلَافَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُوْلُوْا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَدَعُوْا مَا قُلْتُ .)) ❶

''جب تم میری کتاب میں کوئی خلاف سنت بات دیکھوتو تم رسول کریم ﷺ کی سنت کو اختیار کرو، اور میری بات کو چھوڑ دو۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا وَجَدْتُّمْ سُنَّةً فَاتَّبِعُوْهَا وَلَا تَلْتَفِتُوْا اِلٰى قَوْلِ اَحَدٍ .)) ❷

''جب تم کوئی سنت پاؤ تو اس کی پیروی کرو اور کسی کے بھی قول کی طرف نہ دیکھو۔''

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

((اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ .)) ❸

''جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے، پس وہی میرا مذہب ہے۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک دن مجھ سے کہا:

''تمہارے پاس حدیث اور اسماء الرجال کا علم مجھ سے زیادہ ہے۔ پس جب بھی کوئی صحیح حدیث ملے تو مجھے بتاؤ، خواہ وہ حدیث کوفی، بصری یا شامی ہو، تا کہ میں اسے اپنا مذہب قرار دوں۔'' ❹

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک اور عظیم الشان فرمان ہے کہ؛

''جب میں کوئی صحیح حدیث بیان کروں اس پر عمل نہ کروں تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ اس وقت میری عقل زائل ہو چکی ہوگی۔'' ❺

---

❶ تاریخ مدینه دمشق: ٥١/ ٣٨٦.

❷ تاریخ مدینه دمشق: ٣٨٦/٥١۔ حلیة اولیاء: ١١٤/٩.

❸ المجموع شرح المذهب: ١/ ١٠٤.

❹ تاریخ مدینه دمشق: ٥١/ ٣٨٦.

❺ تاریخ مدینة دمشق: ٥١/ ٣٨٦.

امام شافعی رحمہ اللہ اتباعِ سنت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے، اور اپنی تقلید سے منع کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

''میری کوئی بھی بات رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کے خلاف ہو تو حدیث النبی ﷺ زیادہ لائق اتباع ہے۔'' ((فَلاَ تُقَلِّدُوْنِی .)) ''پس میری تقلید نہ کرنا۔'' ❶

امام شافعی رحمہ اللہ کی حدیث سے بہت زیادہ محبت تھی۔ امام اہل السنۃ احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے:

((مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَتْبَعَ لِلْحَدِيْثِ مِنَ الشَّافِعِيِّ .)) ❷

''میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے زیادہ متبع حدیث کسی کو بھی نہیں پایا۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إِذَا اصَحَّ الْحَدِيْثُ وَقُلْتُ قَوْلًا فَاَنَا رَاجِعٌ عَنْ قَوْلِیْ وَقَائِلٌ بِذَلِكَ . " ❸

''میری جو بات صحیح حدیث کے خلاف ہو، میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔''

اسی طرح حرملہ بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا:

''مجھے بغداد میں ناصر الحدیث کا لقب دیا گیا ہے۔'' یعنی حدیث کی مدد کرنے والا۔ ❹

قارئین کرام! ائمہ ثلاثہ یعنی مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ اہل سنت اور اہل حدیث کے نام سے معروف تھے۔ اس پر یہ اقوال شاہد عدل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی قرآن و سنت، فہم و عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ محدثین کے منہج پر اہل سنت والجماعت کے گروہوں میں سے صرف جماعت اہل حدیث ہی ہے جو کہ اس پر عمل پیرا ہے

---

❶ تاریخ مدینہ دمشق: ۵۱/ ۳۸۶۔ حلیۃ الاولیاء: ۹/ ۱۱۳.

❷ حلیۃ اولیاء: ۹/ ۱۱۴.

❸ حلیۃ الأولیاء: ۹/۱۰۷۔ إعلام الموقعین: ۲/۳۶۳ بمعناہ.

❹ حلیۃ اولیاء: ۹/ ۱۱۴.

اور وہی محدثین کے صحیح معنوں میں وارث ہیں۔

(۴) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

کہتے ہیں ابوحنیفہ شافعی صحیح حدیث ہے مذہب ہمارا
ہے قول احمد مالک نہ کرو تقلید یہ ہے منہج ہمارا

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَـنْ رَدَّ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ عَلَى شَفَا هَلَكَةٍ .)) ❶

”جس نے بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک کو ردّ کیا تو وہ شخص ہلاکت کے دھانے پر ہے۔“

اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی تقلید سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَا تُقَلِّدْنِي ، وَلَا تُقَلِّدْ مَالِكًا وَلَا الشَّافِعِيَّ وَلَا الْاَوْزَاعِيَّ وَلَا الثَّوْرِيَّ ، وَخُذْ مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا .)) ❷

”تم میری تقلید نہ کرنا، اسی طرح مالک، شافعی، اوزاعی اور سفیان ثوری رحمہم اللہ کی تقلید نہ کرنا۔ بلکہ مسائل وہاں سے حاصل کرنا، جہاں سے ان ائمہ نے اخذ کیے ہیں۔یعنی کتاب وسنت سے۔“

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

((لَا تُقَلِّدْ دِيْنَكَ اَحَدًا مِنْ هٰؤُلَاءِ ، مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ ، فَخُذْ بِهٖ ، ثُمَّ التَّابِعِيْنَ مُخَيَّرًا .)) ❸

”تم اپنے دین میں ان میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا، جو نبی اکرم ﷺ اور

---

❶ صفة صلاة النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص: ٥٣.

❷ الایقاظ، ص: ١١٣.

❸ مسائل الامام احمد لابی داؤد، ص: ٢٧٦، ٢٧٧ بحوالہ صفة صلاة النبیؐ، ص: ٥٣.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہوا ہے اسے قبول کرو، رہے تابعین عظام رحمہم اللہ تو تمھیں ان کے اقوال کو قبول و ردّ کرنے کا اختیار ہے۔‘‘

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

((رَأْيُ الْاَوْزَاعِيْ ، وَرَاْيُ مَالِكٍ ، وَرَاْيُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ كُلُّهٗ رَاْيٌ ، وَهُوَ عِنْدِيْ سَوَاءٌ وَاِنَّمَا الْحُجَّةُ فِي الْآثَارِ .)) [1]

’’امام اوزاعی، امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کی رائے تو رائے ہی ہے۔ میرے نزدیک ان کا درجہ حجت نہ ہونے میں برابر ہے۔ دلیل و حجت تو صرف احادیث وآثار ہیں۔‘‘

کیا ان اقوال ائمہ کے بعد ائمہ اربعہ پر یہ بہتان لگانا درست ہے کہ یہ عظیم ہستیاں اسلامی نماز میں طریقۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کر کے اپنے اپنے طرز کی طرف بلاتے رہے ہوں گے؟

سبحان اللہ! آج لوگ ان کی تقلید کو اتباع رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ترجیح دے رہے ہیں۔اور امت مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ امت مسلمہ کے فراق، انتشار اور باہمی جنگ وجدال کے ذمہ دار ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کی توفیق بخشے ع

گر نہیں تجھ میں جستجوئے حق کا ذوق و شوق
امتی کہلا کر پیغمبر کو تو رسوا نہ کر
ہے فقط توحید و سنت امن و راحت کا طریق
فتنۂ جنگ و جدل تقلید سے پیدا نہ کر

[1] جامع بيان العلم، لابن عبد البر: ٢/ ١٤٩.

فصل نمبر 2:

عقیدۂ توحید

نمازی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے عقیدۂ توحید کو مضبوط کرلے، جو کہ اصل الاسلام، بلکہ عین الاسلام ہے۔ نماز اور توحید کا آپس میں بڑا مضبوط تعلق ہے، نماز توحید اِلٰہ العالمین کا درس دیتی ہے، پوری کی پوری نماز مضمونِ توحید پر مشتمل، توحید کی متقاضی ہے۔ اسی لیے فرمایا:

﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝۳۱﴾ (الروم: ۳۱)

''نماز کو قائم کرو، اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

معلوم ہوا کہ حفاظت نماز کا عمل انسان کو شرک کی غلاظتوں سے محفوظ کر لیتا ہے، شرک نمازی کے لیے تکلیف دہ چیز ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ بیت اللہ کو شرک اور اس قسم کی دوسری آلائشوں اور گندگیوں سے پاک رکھیں، تاکہ طواف کرنے والوں، نماز پڑھنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کو ایذاء وتکلیف نہ پہنچے:

﴿وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىِٕفِیْنَ وَ الْقَآىِٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝۲۶﴾(الحج: ۲۶)

''اور جب ہم نے ابراہیم کے لیے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کردی، اور ان سے کہا کہ آپ کسی چیز کو بھی میرا شریک نہ ٹھہرائیے، اور میرے گھر کو، طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھیئے۔''

لیل ونہار کی گردش، شمس وقمر کا نور، اور ان کا ایک نظامِ محکم کے مطابق اپنے مدار میں چلتے رہنا، اور اس میں ذرہ برابر فرق کا نہ آنا، اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کمالِ قدرت اور اس کے علم وحکمت پر دلالت کرتی ہیں، اور انسان کو دعوت دیتی ہیں کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے:

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾﴾ (حٰمٓ السجدہ: ۳۷)

''اور اس کی نشانیوں میں رات اور دن، اور آفتاب و ماہتاب ہیں، لوگو! تم آفتاب کو سجدہ نہ کرو، اور نہ ماہتاب کو، اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔''

سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا﴾ (النساء: ۳۶)

''اور ہر قسم کی عبادت اللہ کے لیے انجام دو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

اور سورۃ الکہف میں ارشاد فرمایا:

﴿وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾﴾ (الکہف: ۱۱۰)

''اور (کوئی) اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔''

اس لیے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے، والی بطحا، شاہِ مدینہ، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((حَقُّ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهِ اَنْ یَّعْبُدُوْهُ وَلَا یُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا .)) [1]

''اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔''

مذکورہ بالا حدیث پاک میں سیّد ولد آدم، محبوب سبحانی، ہادی عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق بیان کیا ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ توحید کی تکمیل صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نہیں ہوتی، بلکہ عبادت کے ساتھ ہر قسم کے شریک کی نفی اور انکار بھی ضروری ہے، ورنہ توحید

[1] صحیح بخاری، کتاب اللباس، رقم: ۵۹۶۷.

ناقص ہی رہے گی، بلکہ نا قابل قبول ہوگی۔

اسی مذکورہ بالا حدیث سے شیخ الاسلام محمد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التوحید میں استدلال کیا ہے:

۱: ((إِنَّ الْعِبَادَةَ هِيَ التَّوْحِيْدُ .)) ......

۲: ((إِنَّ عِبَادَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصَلُ إِلَّا بِالْكُفْرِ بِالطَّاغُوْتِ .))

اورسورۃ ﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ کا بھی یہی مضمون ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ﴾ (البقرة: ٢٥٦)

''پس جو کوئی طاغوت کا انکار کردے گا، اور اللہ پر ایمان لے آئے گا، اُس نے درحقیقت ایک مضبوط کڑے کو پوری قوت کے ساتھ تھام لیا۔''

کا بھی یہی معنی ہے، فاتح بدر وحنین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی دعوت پیش کرنے پر مامور کیا گیا:

﴿ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝۳۶ ﴾ (الرعد: ٣٦)

''آپ بیان فرمادیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کروں، اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤں، میں لوگوں کو اسی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں سیرت وصورت میں بے مثال، محمد ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کافروں کو بتادیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ اور یہ بنیادی عقیدہ ہے جس پر تمام ادیانِ سماویہ کا اتفاق ہے۔''

(تیسیر الرحمن، ص: ۷۱۹)

﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶۲ ﴾

﴿لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾﴾

(الانعام: ۱۶۲-۱۶۳)

''آپ کہیے کہ میری نماز اور میری قربانی، اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اللہ کا پہلا فرمانبردار ہوں۔''

حکیم لقمان علیہ السلام بھی اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائے، کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے، وہ جب تک زندہ رہے صرف اکیلے معبود اللہ عزوجل کی عبادت کرے، لہٰذا اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوسکتا ہے کہ بندہ اپنے خالق کی مرضی کی مخالفت کرتے ہوئے غیروں کے سامنے سجدہ کرے، مرادیں مانگے اور اپنی جھولی پھیلائے:

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾﴾ (لقمان: ۱۳)

''اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا، اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ بنا، بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔''

شرک کی وجہ سے انسان کے سارے کے سارے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں اٹھارہ (۱۸) انبیاء کی نبوت و رسالت، ہدایت و عظمت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر وہ ان عظمتوں کے باوجود شرک کا ارتکاب کر بیٹھتے تو ان کے سارے اعمالِ صالحہ ضائع ہو جاتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾﴾ (الانعام: ۸۸)

''اگر وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے۔''

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ''اس آیت کریمہ میں شرک کی ہیبت ناکی اور اس کی خطرناکی کو بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ زمر آیت (۶۵) میں فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾

کہ ''آپ کو اور آپ سے پہلے تمام انبیاء کرام کو بذریعہ وحی بتا دیا گیا ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا۔'' ❶

جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا، اس پر جنت حرام ہے، اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ﴾

(المائدة : ٧٢)

''بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے گا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔''

مشرک پر اللہ کی جنت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو سورۂ اعراف میں بھی بیان کیا ہے، ارشاد فرمایا:

﴿ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝٥٠ ﴾

(الاعراف : ٥٠)

''اور جہنم والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو، یا اور کچھ دے دو جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے تو جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔''

اور بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دے:

((اِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ .))

''جنت میں صرف مسلمان انسان ہی داخل ہو سکے گا۔'' ❷

❶ مختصر تفسیر ابن کثیر: ٤٨٨/٢، طبع دار السلام، لاهور.

❷ صحيح بخاری ، کتاب الرقاق، رقم: ٦٥٢٨ ـ صحيح مسلم، کتاب الإيمان ، رقم: ٢١١/٣٧٧.

فصل نمبر 3:

خشوع وخضوع

''خشوع وخضوع'' کے لغوی معنی ہیں، بدن کا جھکا ہونا، آواز کا پست ہونا، آنکھیں نیچی ہونا، یعنی ہر ادا سے، تواضع، عاجزی اور مسکنت کا اظہار۔ [1]

گویا نماز اللہ عزوجل کے سامنے اپنی مسکینی، عاجزی اور بے چارگی کا اظہار ہے، پس اگر کوئی شخص نماز میں ''خشوع وخضوع'' کی کیفیت پیدا نہیں کرتا، تو نماز ایسی ہی ہوگی، جیسے بے روح جسم، یعنی نماز میں سے روحانیت ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝﴾

(المؤمنون: ۱۔۲)

''یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی، جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔''

جب نماز میں خشوع وخضوع اختیار نہیں کیا جاتا تو یہی نماز انسان پر بڑی بھاری گزرتی ہے، نماز میں سکون نہیں ملتا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝﴾ (البقرۃ: ٤٥)

''اور مدد لو صبر اور نماز کے ذریعہ، اور یہ نماز بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔''

جب خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو دل پر رقت طاری ہوتی ہے، اور بسا اوقات اللہ کے خوف سے آدمی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسے خاشعین کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

[1] لسان العرب، '' مادة '' خ، ش، ع، و، خ، ض، ع.

﴿اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: ۱۰۷۔۱۰۹)

''جب ان کے سامنے اس قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں، اور کہتے ہیں، ہمارا رب ہر عیب سے پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر کر روتے ہیں، اور قرآن ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔''

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سیّد البشر، نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ خشوع و خضوع اختیار کرنے والے اللہ کے مخلص بندوں کو اپنے رب کی طرف سے اچھے انجام کی خوشخبری دے دیجیے، جن کی خوبیاں یہ ہیں:

﴿الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝﴾

(الحج: ۳۵)

''جن کے سامنے جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل مارے خوف کے کانپنے لگتے ہیں، اور جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے انہیں جو روزی دی ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔''

اس خوشخبری کے متعلق بھی سن لیجیے گا کہ وہ خوشخبری کیا ہے؟ چنانچہ سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں گواہ ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى، مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ، وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ، وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَغْفِرَ لَهُ .)) [1]

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ٤٢٥. محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس جس نے اچھا وضو کیا، ان کو خشوع کے ساتھ پڑھا، ان کا رکوع پورا کیا تو اس نمازی کے لیے اللہ کا عہد ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا۔''

خشوع ایسا ہو کہ انسان حالت نماز میں ادھر اُدھر نہ جھانکے، اور نہ ہی کپڑوں کو سیدھا کرتا رہے:

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ .)) ❶

''آپ اللہ کی عبادت اس طرح کریں گویا آپ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں، پس اگر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو کم سے کم یہ خیال ضرور رہے کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔''

افسوس! صد افسوس ہے ان لوگوں پر جو نماز میں خشوع کی حقیقت کو نہیں جانتے، بلکہ صرف اٹھنے بیٹھنے کو نماز سمجھتے ہیں، اور حالت نماز میں وہ دنیا اور مظاہر دنیا میں کھوئے رہتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ان فرامین کو یاد رکھیں۔ چنانچہ جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جو بغیر اعتدال اور خشوع کے نماز پڑھ رہا تھا، تو پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ مَاتَ هٰذَا عَلٰى حَالِهِ هٰذِهِ مَاتَ عَلٰى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ)) ❷

''یہ آدمی اگر اپنی اسی حالت میں مرا تو اس کی موت محمد ﷺ کی ملت پر نہ ہوگی۔''

پھر سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الَّذِي لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَيَنْقُرُ فِي سُجُوْدِهِ مَثَلُ الْجَائِعِ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب سؤال جبریل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، رقم: ٥٠۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان، رقم: ٩، ١٠.

❷ طبرانی کبیر : ١١٥/٤۔ صحیح ابن خزیمہ : ٣٥٥/١۔ الترغیب والترھیب، رقم: ٧٣٧ ۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

يَأْكُلُ التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَانِ لَا يُغْنِيَانِ عَنْهُ شَيْئًا .)) ❶

''جو آدمی صحیح طریقے سے رکوع نہ کرے، اور سجدے میں بھی ٹھونگیں ہی مارے، اس کی مثال اس بھوکے شخص کی سی ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے، اور یہ دو کھجوریں اسے (بھوک میں) کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔''

اور آج کے نمازیوں کو دیکھ کر یہی کہنا پڑے گا

تیرا امام بے حضور ، تیری نماز بے سرور
ایسے امام سے گزر ، ایسی نماز سے گزر
جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ:

''اس امت میں سے سب سے پہلے خشوع ختم ہوگا، وہ زمانہ بھی آئے گا کہ تمہیں ایک بھی خشوع والا آدمی نظر نہ آئے گا۔'' ❷

لہٰذا معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ .)) ❸

''اے اللہ! ایسے دل سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں جو خشوع سے خالی ہو۔''

---

❶ معجم کبیر طبرانی: ٤/ ١١٥۔١١٦، رقم: ٣٨٤٠۔ مسند ابو یعلیٰ: ١٣/ ١٤٠۔ صحیح ابن خزیمہ: ١/ ٣٣٢، رقم: ٩٦٥۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ قال الهيثمي: وإسناده حسن. مجمع الزوائد: ٢/ ١٢١.

❷ مسند أحمد: ٢٧/٦۔ شیخ شعیب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔ مجمع الزوائد، رقم: ٢٨١٣، ٢٨١٤۔ خلق افعال العباد، للبخاری، رقم: ٣٣٩.

❸ سنن ابو داؤد، كتاب الصلاة، باب في الإستعاذة، رقم: ١٥٤٨۔ سنن نسائی، کتاب الإستعاذه، باب الاستعاذه من نفس لا تشبع، رقم: ٥٤٨٢۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

لہٰذا ہر نمازی کو خشوع پیدا کرنے والے اسباب و ذرائع اختیار کرنے ہوں گے۔

خشوع پیدا کرنے والے اسباب

قارئین کرام! خشوع پیدا کرنے والے اسباب میں سے چند یہ ہیں:

(۱) اخلاص:

کرو پرچار تم دنیا میں اخلاص و محبت کا
یہی رازِ ترقی ہے یہی گر ہے شریعت کا

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ نماز سے مقصود اکیلے اللہ کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ہو، وگرنہ وہ نماز نہیں ہے، بلکہ محض نمود و نمائش اور ریاء ہوگی جو کہ شرک ہے۔ سیّدنا شداد بن اُوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ صَلَّی یُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَکَ .)) [1]

''جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی، اس نے شرک کیا۔''

اور سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کیا میں تمہیں دجال کے فتنے سے بھی زیادہ خطرناک بات سے آگاہ نہ کروں؟ ہم نے عرض کیا، ضرور یارسول اللہ! محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلشِّرْکُ الْخَفِيُّ اَنْ یَّقُوْمَ الرَّجُلُ یُصَلِّيْ فَیُزَیِّنُ صَلَاتَہُ لِمَا یَرَی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ)) [2]

''وہ شرک خفی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو، اور نماز کو لمبا کرے کیونکہ کوئی دوسرا آدمی اسے دیکھ رہا ہے۔''

---

[1] مسند أحمد: ٤ / ١٢٦۔ طبرانی کبیر، رقم: ٧١٣٩۔ مستدرك حاکم: ٤ / ٣٢٩، رقم: ٨٠٠٨۔ مجمع الزوائد: ١٠ / ٢٢١۔ نقول: اسناده حسن إن شاء اللّٰه.

[2] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الرياء والسمعة، رقم: ٤٢٠٤۔ صحيح الترغيب والترهيب، رقم: ٢٧.

لہٰذا نماز میں اخلاص پیدا کرنا، اس کی تکمیل کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ .)) [1]

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

لہٰذا آدمی جب بھی اور جہاں بھی نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پڑھے، اور یہی ربّ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (الأعراف: ۲۹)

''تم لوگ ہر نماز کے وقت اپنے چہرے قبلہ کی طرف کرلو، اور عبادت کو اللہ کے لیے خالص کرتے رہو، اسی کو پکارو......''

اور سورۃ البینہ میں فرمایا:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾﴾ (البينة: ٥)

''اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لیے عبادت کو خالص کرکے، یکسو ہوکر، اور وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، اور یہی نہایت درست دین ہے۔''

نبی رحمت ﷺ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو باآواز بلند مندرجہ ذیل ورد پڑھا کرتے، نبی ماحی ﷺ کا یہ امتثال لوگوں کے لیے باعث ترغیب ہوتا کہ وہ بھی اپنے اندر اخلاص پیدا کرلیں۔ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول حاشر ﷺ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز کے ساتھ یہ کلمات ادا فرماتے:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

---

[1] صحيح بخاری، كتاب بدء الوحی، رقم: ١.

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ.)) [1]

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ وحدہٗ لاشریک ہے، بادشاہی اسی کی ہے، حمد اسی کو سزاوار ہے، وہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کی قوت۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا ہم کسی کی بندگی نہیں کرتے، سب نعمتیں اس کی طرف سے ہیں، بزرگی اس کے لیے ہے، بہترین تعریف کا مالک وہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، ہم اپنی عبادت اسی کے لیے خالص کرتے ہیں۔ کافروں کو خواہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔''

(۲) تضرّع یعنی انکساری:

پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر
تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

''تضرع'' کے معنی عاجزی اور انکساری کے ساتھ درخواست کرنے کے ہیں۔ [2]

نماز میں عاجزی، انکساری اور تضرع کا اظہار لازمی ہے، اور اسی سے خشوع وخضوع بھی پیدا ہوتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ (الأعراف: ٥٥)

''تم لوگ اپنے رب کو نہایت عجز وانکساری اور خاموشی کے ساتھ پکارو۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة، رقم: ١٣٤٣.

[2] لسان العرب، مادة "ض، ر، ع".

(۳) تبتّل یعنی یکسوئی:

''تبتّل'' کے لغوی معنی ''کٹ جانے'' کے ہیں۔ اور اصطلاحی معنی ہیں ''اپنے نفس کو آلائشوں سے پاک کرکے، یکسو ہو کر پورے اخلاص کے ساتھ اپنے رب کی یاد میں لگے رہنا'' یعنی حالت نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے وقت اس کی عظمت و کبریائی اور اپنی عاجزی وانکساری کے ساتھ ذہن تمام خیالات سے خالی ہو:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ﴾ (المزمل: ۸)

''اور آپ اپنے رب کا نام لیتے رہیے، اور اس کی طرف ہمہ تن اور یکسو ہو کر متوجہ ہو جائیے۔''

(۴) ذکر:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴾ (طٰہٰ: ۱۴)

''اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کیجیے۔''

اس لیے اگر کوئی شخص نماز میں الفاظ ادا کرتا ہے، اور اس کے ساتھ حضور قلب نہیں، بلکہ اس کا دل غافل ہے تو اس نے نماز کی غرض وغایت پوری نہیں کی۔

(۵) فہم وتدبر:

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

نماز رب تعالیٰ سے مناجات ہے، لہٰذا نماز میں جو کچھ پڑھا جارہا ہے، اس کا پورا فہم ہونا چاہیے، اگر ترجمہ نماز کے نہ آنے کی وجہ سے معنوں کی طرف دل متوجہ نہ ہو، تو اس سے دل پر کچھ اثر نہ ہوگا۔ بایں وجہ حالت نشہ میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا، کہ اس حالت میں سمجھنے والا دل، شرابی کے پہلو میں نہیں ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ (النساء: ٤٣)

''جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ نماز میں جو کچھ پڑھا جائے، اس کا فہم بھی ضروری ہے، وگرنہ خشوع وخضوع پیدا نہ ہوگا، اور نماز کا مطلب سمجھ کر پڑھیں گے، تو ان شاء اللہ خشوع وخضوع کے ساتھ ساتھ نماز سے محبت ہو جائے گی، اور جب محبت ہوگی تو باقاعدگی آ جائے گی۔ نتیجتاً رب خوش ہو جائے گا۔

(٦) استطاعت:

اللہ تعالیٰ بندے کو اتنا ہی مکلّف ٹھہراتا ہے، جتنی وہ طاقت رکھتا ہے۔

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ٢٨٦)

''اللہ کسی آدمی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کرتا۔''

اور نبی رحمت، سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا .)) [1]

''لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو، انہیں تنگی میں نہ ڈالو۔''

لہٰذا آقائے نامدار ﷺ نے ائمہ کو حکم صادر فرمادیا کہ وہ قیام کو لمبا نہ کریں تاکہ مقتدیوں کے خشوع وخضوع میں خلل پیدا نہ ہو۔ سیّدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں صبح کی نماز میں فلاں کی وجہ سے تاخیر کرتا ہوں، کیونکہ وہ نماز کو بہت لمبا کر دیتا ہے، سیّدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ کبھی بھی غضبناک نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ وہ دوسروں کو عبادت سے متنفر کر دیں۔ خبردار! تم میں سے لوگوں کو جو شخص نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے۔ کیونکہ

---

[1] صحيح بخارى، كتاب العلم، رقم: ٦٩.

نمازیوں میں کمزور، بوڑھے اور حاجت مند سب ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔'' ❶

اور مزید برآں نبی التوبہ، حبیب رب العالمین، محمد ﷺ نے اکیلے نماز پڑھنے والے سے متعلق فرمایا کہ وہ حسب استطاعت جس قدر چاہے طول دے سکتا ہے:

((وَإِذَا صَلَّى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ .)) ❷

''اور جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جس قدر جی چاہے طول دے سکتا ہے۔''

اور بیمار آدمی کے لیے رحمت عالم ﷺ نے اس حد تک آسانی پیدا فرمادی کہ وہ جس حالت میں نماز پڑھ سکے پڑھ لے۔ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں بواسیر کا مریض تھا، میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا، تو حبیب کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صَلِّ قَائِمًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ)) ❸

''کھڑے ہو کر پڑھ سکو تو کھڑے ہو کر پڑھو، بیٹھ کر پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھو، لیٹ کر پڑھ سکو تو لیٹ کر پڑھو۔''

(۷) اعتدال:

اعتدال کا مطلب ہے کہ نمازی، رکوع، سجدہ، قیام، جلسہ وغیرہ ارکان کو اطمینان کے ساتھ ٹھیک طور پر ادا کرے، وگرنہ اس کی نماز نہ ہوگی، حدیث پاک میں آیا ہے؛

''ایک صحابی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لیے آیا۔ الصادق المصدوق پیغمبر، احمد مصطفیٰ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ پس وہ صحابی آیا اور سلام کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا پھر نماز پڑھ، اس لیے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ واپس گیا اور پھر نماز پڑھ کر آیا اور سلام کیا۔ نبی رحمت ﷺ نے

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۰۲.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إذا صلی لنفسه فلیطول ماشاء، رقم: ۷۰۳.

❸ صحیح بخاری، کتاب التقصیر، رقم: ۱۱۱۷.

اس مرتبہ بھی اس سے یہی فرمایا: ''واپس جا اور نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' آخر تیسری مرتبہ وہ صحابی بولے : پھر مجھے نماز کا طریقہ سیکھا دیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوا کرو تو پہلے پورا وضو کرلیا کرو، پھر قبلہ رو ہو کر '' اللہ اکبر '' کہو، اور جو کچھ قرآنِ مجید سے تمہیں یاد ہے اور تم آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو اسے پڑھا کرو، پھر رکوع کرو اور سکون کے ساتھ رکوع کر چکو تو اپنا سر اٹھاؤ، اور جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو سجدہ کرو، جب سجدے کی حالت میں اچھی طرح ہو جاؤ تو سجدہ سے سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ سیدھے ہو جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو، اور جب اطمینان سے سجدہ کرلو تو سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، یہ عمل تم اپنی پوری نماز میں کرو۔'' [1]

جو نمازی محض مرغ کی طرح ٹھونگ لگاتے ہیں، نماز میں اعتدال کا خیال نہیں رکھتے، انہیں نماز کا چور کہا گیا ہے۔ سیّد البشر، خیر الانام، محبوب رب العالمین ﷺ نے فرمایا:

((أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً اَلَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِہِ .))

''سب سے برا چور نماز کا چور ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یا رسول اللہ ! وہ کس طرح نماز کی چوری کرتا ہے؟ تو امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

((لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا .))

''جو نماز کے رکوع وسجود پورے اطمینان سے نہیں کرتا۔'' [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۵۷، کتاب الأیمان والنذور، رقم: ٦٦٦٧.

[2] مسند أحمد: ٥/ ٣١٠، رقم: ٢٢٦٤٢ـ صحیح ابن حبان، رقم: ١٨٨٨ـ مستدرك حاکم: ١/ ٢٩٢ـ ابن حبان اور شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا وہ نہ رکوع پوری طرح اعتدال کے ساتھ کرتا ہے اور نہ سجود، اس لیے آپ نے اس سے فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی، اور اگر تم مرگئے تو تمہاری موت اس فطرت پر نہ ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا تھا۔ [1]

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إذا لم یتم الرکوع، رقم: ۷۹۱.

فصل نمبر 4:

اَکلِ حلال

عبادت کی قبولیت کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کھانا، پینا، پہننا حلال کمائی کا ہو، اگر حرام کی آمیزش ہوگی تو کوئی بھی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔

حرام خور کی عبادت قبول نہیں ہوتی:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور صرف پاک چیز کو قبول فرماتا ہے، اور اس نے اپنے رسولوں کو یہ حکم فرمایا تھا:

﴿يَاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝۵۱﴾ (المؤمنون: ۵۱)

''اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔ یقیناً میں اس کو جو تم عمل کرتے ہو خوب جاننے والا ہوں۔''

اور یقیناً یہی حکم اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بھی دیا ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۷۲)

''اے ایمان والو! تم پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔''

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا:

((يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ ، فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ! يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ ، وَغُذِّىَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ .))

''جو لمبا سفر کر کے غبار آلود، اور پراگندہ بال آتا ہے، اور آسمان کی طرف ہاتھ

اٹھا کر دعائیں مانگتا ہے یارب! یارب! کہتا ہے، مگر حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کے کپڑے حرام، اور اس کا جسم حرام کی غذا سے پلا ہوا ہے، پس کس طرح اس آدمی کی دعا قبول ہو سکتی ہے۔'' ❶

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: ''لقمہ حلال دعا اور عبادت کی قبولیت کا سبب ہے، اور لقمہ حرام عدم قبولیت کا۔'' ❷

سعید بن جبیر اور ضحاک فرماتے ہیں: ''((كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ)) ''تم پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ۔'' میں پاکیزہ چیزوں سے مراد رزق حلال ہے۔'' ❸

حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حرام مال کمائے اور پھر اس سے صدقہ کرے تو وہ صدقہ قبول نہیں ہوتا اور اگر اس سے خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔'' ❹

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الزكوٰة، رقم: ۱۰۱۵۔ مسند احمد: ۲/ ۳۲۸.

❷ تفسير ابن كثير: ۱/ ۲۷۸، طبع مكتبه قدوسيه، لاهور.

❸ مختصر تفسير ابن كثير: ۴/ ۲۵۲، طبع دار السلام، لاهور.

❹ مسند أحمد: ۱/ ۳۸۷۔ شرح السنة: ۸/ ۱۰، رقم: ۲۰۳۰۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۳۳۔ ۳۴۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

فصل نمبر 5:

طہارت کا بیان

طہارت نماز کے لیے شرط ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ .)) ❶

''طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔''

اور طہارت دو چیزوں سے حاصل ہو سکتی ہے:

(۱)...... پانی سے (۲)...... مٹی سے اگر پانی میسر نہ ہو۔

پانی کے احکام و مسائل:

پانی پاک ہے، اور پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا ہم ''بئر بضاعۃ'' سے وضوء کر سکتے ہیں؟ یہ ایسا کنواں ہے جس میں بدبودار اشیاء پھینکی جاتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ .)) ❷

''پانی پاک ہے، اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''

نــــوٹ:...... ''بئر بضاعۃ'' ڈھلوان پر تھا اور جب بارش ہوتی تو پانی ان تمام بدبودار چیزوں کو بہا کر کنویں سے لے جاتا تھا۔ جس سے پانی صاف ہو جاتا۔

مزید برآں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے سمندری پانی کے ساتھ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب وجوب الطهارة، رقم : ٢٢٤.

❷ سنن ابو داؤد، كتاب الطهارة، رقم : ٦٦ـ سنن ترمذى، كتاب الطهارة، رقم : ٦٦ـ المشكاة، رقم : ٤٧٨ـ امام ترمذی نے اسے ''حسن'' اور علامہ البانی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

وضوء کرنے کے متعلق دریافت کیا تھا، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهُ، اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ.)) ❶

''سمندر کا پانی پاک ہے، اور پاک کرنے والا ہے، اور اس کا مردار حلال ہے۔''

پانی کب ناپاک ہوتا ہے؟

درج ذیل صورتوں میں پانی ناپاک ہو جاتا ہے، اس سے طہارت حاصل نہیں ہو سکتی:

(۱)...... جب پانی قلیل ہو، اور اس میں نجاست گر جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَاِنَّهُ لَا يَنْجُسُ.)) ❷

''جب پانی دو قلے ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔''

فائدہ:...... اہل حجاز ''قلہ'' ایک ایسے مٹکے کو کہتے تھے جو پانی رکھنے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ چنانچہ امام ترمذی ''حدیث قلتین'' کو بیان کرنے کے بعد محمد بن اسحاق کے حوالے سے لکھتے ہیں: "القلة هي الجرار التي يستسقى فيها." ''قلہ ایک ایسا مٹکا تھا جس میں پینے کے لیے پانی رکھا جاتا تھا۔ ❸

دو قلوں میں موجودہ حساب سے پانچ مشکوں کے برابر پانی ہے، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حدیث قلتین'' ذکر کرنے کے بعد امام شافعی، احمد اور اسحٰق رحمہم اللہ کے نام ذکر کر کے لکھا ہے: "قالوا يكون نحوا من خمس قرب" ''انہوں نے کہا کہ دو قلے کی مقدار تقریباً پانچ مشکیں ہیں۔''

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ اس روایت کی شرح میں رقمطراز ہیں:

---

❶ سنن ابوداؤد، كتاب الطهارة، رقم: ۸۳۔ سنن ترمذی، كتاب الطهارة، رقم: ۶۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۸۶۔۳۸۸۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن'' اور محدث البانی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابوداؤد، كتاب الطهارة، باب ما ينجس الماء، رقم: ۶۵۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ جامع ترمذی مع تحفه: ۱/۷۰ بحواله اسلامی اوزان، ص: ۶۵.

((مِقْدَارُ الْقُلَّتَيْنِ قَرِيْبًا مِنْ خَمْسِ قِرَبٍ وَذَلِكَ نَحْوُ خَمْسِ مِائَةِ رِطْلٍ.)) ❶

''دوقلوں کی مقدار تقریباً پانچ مشکیں پانی ہے جو پانچ سو رطل کے قریب ہے۔''

علامہ ابن قدامہ نے بھی اس کے قریب قریب بات لکھی ہے۔ ❷

پانی مذکورہ مقدار سے زیادہ ہو تو اس وقت ناپاک ہوگا جب کسی نجاست کے گرنے کی وجہ سے اس کے اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو اور ذائقہ) میں سے کوئی ایک وصف تبدیل ہو جائے۔ ❸

اس مسئلہ پر علمائے کرام کا اجماع ہے۔ ❹

(۲)...... جس پانی میں کتا پی لے تو وہ ناپاک ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ، ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ.)) ❺

''جب تمہارے کسی برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اس چیز کو بہا دو، پھر اسے سات مرتبہ دھو ڈالو۔''

رفع حاجت کے آداب و مسائل:

(۱)...... رفع حاجت کے لیے دور جائیں، جہاں آپ کوئی دیکھ نہ سکے، رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے دور جاتے اور چھپ کر بیٹھتے کہ کوئی آپ کو دیکھ نہ سکتا۔ ❻

نوٹ:...... دور حاضر کے مسائل اور ضروریات کے تحت باتھ روم استعمال کیے جاتے ہیں، جہاں انسان چھپ کر بیٹھتا ہے، پس یہ بھی اس سنت نبوی ﷺ کی اتباع ہے، جس

---

❶ تحفه الاحوذی : ۱/۷۱.
❷ المغنی : ۱/۳۶.
❸ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، رقم : ۵۲۱.
❹ التلخیص : ۱/۱۵.
❺ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم : ۲۷۹.
❻ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم : ۳۶۳۔ صحیح مسلم، رقم : ۲۷۴/۷۷.

میں یہ بیان ہے کہ آپ قضائے حاجت کے لیے دور جاتے۔

(۲)...... ایسی جگہ بیٹھیں، جہاں پیشاب کے چھینٹے آپ کے جسم پر نہ پڑیں۔ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے صحرا میں تشریف لے جاتے تو ایک نیزا ساتھ ہوتا۔ [1]

نوٹ :...... نیزا زمین کو نرم کرنے کے لیے لے جاتے، تاکہ پیشاب کے چھینٹے جسم اطہر پر نہ پڑھیں۔

(۳)...... قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرکے نہ بیٹھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ۔'' [2]

(۴)...... گزرگاہ اور جہاں سایہ دار درختوں کے نیچے لوگ مجلس کرتے ہیں، وہاں قضائے حاجت سے پرہیز کیا جائے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دو باعث لعنت امور سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، وہ کون سے امور ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے راستے میں اور سایہ دار درختوں کے نیچے قضائے حاجت کرنا۔'' [3]

(۵)...... قضائے حاجت کے وقت بات کرنا ممنوع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب دو آدمی قضائے حاجت کے لیے بیٹھیں تو ایک دوسرے سے چھپ کر بیٹھیں اور وہ آپس میں گفتگو بھی نہ کریں، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔'' [4]

بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ .)) [5]

---

1. صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم : ۱۵۲ـ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم : ۲۷۱.
2. صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم : ۳۹٤ـ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم : ۲٦٤.
3. صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم : ۲٦۹.
4. سلسلة الصحيحة، رقم : ۳۱۲۰.
5. صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم : ۱٤۲ـ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم : ۳۷۵.

''اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

بیت الخلاء سے باہر نکل کر یہ دعا پڑھیں:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: ''غُفْرَانَكَ .'' ❶

استنجا کے مسائل:

(۱)...... پانی موجود ہونے کی صورت میں صرف پانی کے ساتھ استنجا کرنا کافی ہے۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَنْجِيْ بِالْمَآءِ .)) ❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے ساتھ استنجا کیا کرتے تھے۔''

(۲)...... پانی کی عدم موجودگی میں پتھر یا مٹی کے ڈھیلوں سے استنجا درست ہے۔ ❸

❀: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا۔ ❹

❀: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر یا مٹی کے طاق ڈھیلوں سے استنجا کا حکم فرمایا۔ ❺

(۳)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا اور اسی طرح دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجا کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ ❻

(۴)...... استنجا کے بعد زمین کے ساتھ ہاتھ ملنا مستحب عمل ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ سنن ابوداؤد، كتاب الطهارة، رقم : ۳۰۔ سنن ترمذی، كتاب الطهارة، رقم : ۷۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، رقم : ۳۰۰۔ مستدرك حاكم : ۱/۱۵۸۔ حاکم، ذہبی اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، كتاب الوضوء، رقم : ۱۵۲۔ صحيح مسلم، رقم : ۲۷۱.

❸ صحيح بخاری، كتاب الوضوء، رقم : ۱۵۶.

❹ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم : ۲۶۲.

❺ صحيح بخاری، كتاب الوضوء، رقم : ۱۶۱۔۱۶۲.

❻ صحيح بخاری، كتاب الوضوء، رقم : ۱۵۳، ۱۵۴۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم : ۲۶۲.

نے پانی کے ایک برتن سے استنجا کیا، پھر اپنا دایاں ہاتھ زمین کے ساتھ ملا۔ ❶

نوٹ:......صابن موجود ہو تو زمین پر ہاتھ ملنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک مسلمان کو نماز کے لیے تین طرح کی پاکیزگی حاصل کرنا ضروری ہے:

1. بدن پاک ہونا۔
2. کپڑے پاک ہونا۔
3. نماز کی جگہ پاک ہونا۔

بدن کی طہارت دو چیزوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے:

(۱) غسل (۲) وضوء

(۱) غسل کب واجب ہوتا ہے؟

غسل حدث اکبر کے لاحق ہونے کی وجہ سے کیا جاتا ہے، یعنی جنابت، حیض یا نفاس کے خون کے بند ہو جانے کے بعد غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

جنابت سے غسل:

جنابت دو چیزوں سے ہوتی ہے۔ (۱) جماع۔ (۲) احتلام۔

جماع سے غسل:

جماع سے غسل فرض ہو جاتا ہے، اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ ، وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ)) ❷

''جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان جماع کے لیے بیٹھے اور کوشش

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، رقم: ٤٥۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، رقم: ٣٥٨۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

❷ صحيح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ٢٩١۔ صحيح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ٣٤٨.

کرے تو ان دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے، اگر چہ انزال نہ ہو۔''

احتلام سے غسل:

☆ احتلام یہ ہے کہ سوتے یا جاگتے میں شہوت سے جوش کے ساتھ منی خارج ہو جائے۔

☆ احتلام مردوں اور عورتوں دونوں کو ہوتا ہے۔ لیکن مردوں کو بنسبت عورتوں کے زیادہ ہوتا ہے۔

☆ کپڑوں پر احتلام کے نشانات دیکھ کر غسل کرنا چاہیے، اگر چہ احتلام یاد نہ ہو۔

☆ نیند میں احتلام محسوس ہوا، لیکن کپڑوں پر منی کے نشانات نہیں تو غسل فرض نہیں ہوگا۔

چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو کپڑوں پر تری دیکھے جب کہ اسے احتلام یاد نہ ہو، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے غسل کرنا چاہیے۔'' پھر اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جسے نیند میں احتلام محسوس ہو لیکن کپڑوں پر تری نہ دیکھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس پر غسل نہیں۔''[1]

☆ اس غسل کے احکام بھی ''جماع سے غسل'' والے ہیں۔

مذی اور ودی کا حکم:

مذی: وہ لیس دار پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے۔

ودی: وہ گاڑھا سفید پانی ہے جو پیشاب سے پہلے یا بعد میں خارج ہوتا ہے، یہ ایک بیماری ہے جسے عرفِ عام میں قطرے نکلنے کا نام دیا جاتا ہے۔

☆ ''مذی'' اور ''ودی'' نکلنے سے استنجاء اور وضو کرنا چاہیے، ان سے غسل فرض نہیں ہوتا۔[2]

☆ اگر یہی بیماری عورتوں کو ہو تو اُسے حکمت کی زبان میں لیکوریا کہتے ہیں۔ اُس کا بھی یہی حکم ہے۔

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، رقم: ٢٣٦۔ سنن الترمذی، کتاب الطهارة، رقم: ١١٣۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٦١٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ٢٦٩۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم: ٣٠٣.

دیگر غسل:

غسل جنابت کے بعد ان احوال کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں غسل کرنا واجب، مسنون یا مستحب ہے۔

قبولِ اسلام کے لیے غسل:

سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کریں۔ ❶

میت کو غسل دینے والے کا غسل:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص مردے کو غسل دے اُسے چاہیے کہ وہ خود بھی غسل کرے۔'' ❷

اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: ''ہم میت کو غسل دیتے (پھر) ہم میں سے بعض غسل کرتے اور بعض نہ کرتے تھے۔'' ❸

نوٹ: ......میت کو غسل دینے کی صورت میں غسل نہ کرنا تو جائز ہے، مگر غسل کرنا افضل ہے۔

جمعہ کے لیے غسل:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَةَ فَلْیَغْتَسِلْ .)) ❹

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الطھارة، رقم: ٣٥٥۔ سنن ترمذی، ابواب الجمعة، رقم: ٦٠٤۔ صحیح ابن خزیمه: ١/ ٢٦، رقم: ١٥٤۔١٥٥۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٢٣٤۔ ابن خزیمہ، ابن حبان اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ٣١٦١۔ ٣١٦٢۔ سنن ترمذی، کتاب الجنائز، رقم: ٩٩٤۔ سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، رقم: ١٤٦٣۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٧٥١۔ محلی ابن حزم: ٢/ ٢٣۔ ابن حبان، ابن حزم اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ السنن الکبریٰ للبیهقی: ١/ ٣٠٦۔ حافظ ابن حجر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ٨٧٧۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ٨٤٤.

''جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔''

بوجہ مجبوری کوئی شخص غسل کے بجائے صرف وضو کرلے تو بھی جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَبِهَا وَنِعِمَتْ ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ .)) ❶

''جو شخص جمعہ کے دن وضو کرے تو یہ صحیح اور اچھا ہے، اور جو غسل کرے تو یہ افضل ہے۔''

عیدین کے روز غسل:

امام نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن غسل کیا کرتے تھے۔ ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جمعہ، عرفہ، قربانی اور عید الفطر کے دن غسل کرنا چاہیے۔'' ❸

احرام کے لیے غسل:

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِاِهْلَالِهِ وَاغْتَسِلْ .)) ❹

''بے شک میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے احرام باندھنے سے پہلے غسل کیا۔''

---

❶ سنن أبو داؤد، كتاب الطهارة، رقم: ٣٥٤۔ سنن ترمذی، كتاب الجمعة، رقم: ٤٩٧۔ سنن نسائی، كتاب الجمعة، رقم: ١٣٨١۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مؤطا مالك: ١/ ١٧٧.

❸ سنن الکبری للبيهقی: ٣/ ٢٧٨، رقم: ٦١٢٤.

❹ سنن ترمذی، كتاب الحج، رقم: ٨٣٠۔ إرواء الغليل، رقم: ١٤٦۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن غریب'' اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

مکہ میں داخل ہونے کے لیے غسل:

امام نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں داخل ہونے سے پہلے وادیٔ ذی طویٰ میں رات بسر کرتے، حتی کہ صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے، پھر مکہ میں دن کے وقت داخل ہوتے اور فرماتے: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔'' ❶

غسل واجب کا طریقہ:

سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر شرمگاہ کو دھویا، پھر بایاں ہاتھ، جس سے شرمگاہ کو دھویا تھا، زمین پر رگڑا پھر اس کو دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر چہرہ دھویا، پھر کہنیوں تک ہاتھ دھوئے، پھر سر پر پانی ڈالا اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچایا۔ تین بار سر پر پانی ڈالا، پھر تمام بدن پر پانی ڈالا، پھر جہاں آپ نے غسل کیا تھا اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔ ❷

عورت کا غسل:

عورت کا غسل بھی مرد ہی کی طرح ہے سوائے اس کے کہ اگر وہ حیض سے طہارت کا غسل کر رہی ہو تو اپنے سر کے بال کھولے جب کہ بال کھولنا ضروری نہیں۔ ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بال بڑے سخت کر کے باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے انہیں کھولا کروں؟ اور ایک روایت میں جنابت کے ساتھ ساتھ حیض سے طہارت کے غسل کا بھی ذکر آیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: نہیں! تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اپنے سر پر تین لپ پانی ڈال لیا کرو۔'' ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۲۵۹۔ صحیح بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۵۷۳.

❷ صحیح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ۲۵۷۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم: ۳۱۷.

❸ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم: ۳۳۰.

حیض ونفاس کا بیان:

☆ حیض وہ سیاہی مائل خون ہے جو بالغ عورتوں کو ہر ماہ آتا ہے، عام طور پر اس کی مدت تین سے سات دن تک ہوتی ہے۔

☆ نفاس وہ خون ہے جو بچے کی پیدائش کے بعد جاری ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے نزدیک نفاس کے خون کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ [1]

☆ حیض اور نفاس سے غسل فرض ہو جاتا ہے، غسل خون بند ہونے پر کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِيْ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ .)) [2]

''پس جب حیض شروع ہو جائے تو نماز چھوڑ دے۔ اور جب چلا جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔''

حیض ونفاس میں ممنوع کام:

حیض اور نفاس میں مندرجہ ذیل چار کام ممنوع قرار دیئے گئے ہیں:

(۱) نماز پڑھنا۔ (۲) روزہ رکھنا۔ (۳) جماع کرنا۔ اور (۴) طواف کرنا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب عورت حیض سے ہوتی ہے تو نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔'' [3]

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''تو طواف نہ کرحتی کہ پاک ہو جائے۔'' [4]

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، رقم: ٣١٢ـ إرواء الغليل، رقم: ٢٠١ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] صحيح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ٣٢٠ـ صحيح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ٦٥/ ٣٣٤.

[3] صحيح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ٣٠٤ـ صحيح مسلم، کتاب الايمان، رقم: ٧٩.

[4] صحيح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ٣٠٥.

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ (البقرة: ٢٢٢)

''عورتوں سے حالت حیض میں کنارہ کشی کرو۔''

حیض و نفاس کے ضروری مسائل:

۱۔ حیض و نفاس والی عورت باقی تمام کام کرسکتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجُسُ .)) ❶

''تحقیق مومن ناپاک نہیں ہوتا۔''

۲۔ فرض روزہ اور فرض طواف کی قضا دی جائے گی، جب کہ نماز کی قضا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((اَنْ لَا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَطْهُرِیْ .)) ❷

''تو طواف نہ کرحتی کہ پاک ہوجائے۔''

ایک عورت معاذہ رحمۃ اللہ علیہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا، کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزے کی قضا تو دیتی ہے، نماز کی نہیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہمیں حیض آیا کرتا تھا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم تو دیا جاتا مگر نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔'' ❸

۳۔ حیض یا نفاس کا خون ختم ہوجائے تو تمام پابندیاں ختم ہوجائیں گی اور نماز و روزہ فرض ہوجائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب حیض شروع ہوجائے تو نماز چھوڑ دے اور جب چلا جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔'' ❹

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ٢٨٣۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم: ٣٧١.

❷ صحیح بخاری، کتاب الحیض، رقم: ٣٠٥.

❸ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم: ٦٩/ ٣٣٥.

❹ صحیح بخاری، کتاب الحیض، رقم: ٣٢٠۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم: ٦٥/ ٣٣٤.

کیا حائضہ عورت قرآن مجید کی تلاوت کرسکتی ہے؟

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حیض اور نفاس والی خواتین کے لیے دورانِ حج دعاؤں پر مشتمل کتابیں پڑھنا جائز ہے اور صحیح مذہب کی رو سے ایسی عورتیں قرآن کو ہاتھ لگائے بغیر اس کی تلاوت بھی کرسکتی ہیں۔ کوئی صحیح اور صریح نص ایسی نہیں ہے جو ایسی عورتوں کو تلاوتِ قرآنِ مجید سے روکتی ہو۔ اس بارے میں جو حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ صرف جنبی کے بارے میں ہے کہ وہ جنابت کی حالت میں قرآنِ مجید نہ پڑھے۔

جہاں تک حیض یا نفاس والی عورت کا تعلق ہے تو اس بارے میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت منقول ہے:

((لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا فِي الْقُرْآنِ .)) [1]

''حائضہ اور نفاس والی عورت قرآن سے کچھ نہ پڑھے۔''

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، کیوں کہ اسماعیل بن عیاش کی یہ روایت اہل حجاز سے نقل کی گئی ہے، اور اہل حجاز سے اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

لیکن حائضہ عورت قرآن کو ہاتھ لگائے بغیر زبانی طور پر پڑھ سکتی ہے، جہاں تک جنبی کا تعلق ہے تو اس کے لیے قرآنِ مجید کو ہاتھ لگانا یا زبانی طور پر اس کی تلاوت کرنا ناجائز ہے۔ دونوں میں فرق اس لیے ہے کہ جنابت کا وقت مختصر ہے۔ لہٰذا جنبی شخص کے لیے فراغت کے فوراً بعد غسل کرنا ممکن ہوتا ہے اس کی مدت لمبی نہیں ہوتی وہ جب چاہے غسل کرسکتا ہے، اور اگر پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو تو تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے اور تلاوتِ قرآنِ مجید بھی کرسکتا ہے، مگر حائضہ اور نفاس سے دوچار عورت کے لیے یہ ممکن نہیں، کیوں کہ مسئلہ ان کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ حیض اور نفاس کی مدت کئی دنوں

---

[1] سنن ترمذی، ابواب الطھارۃ، رقم: ۱۳۱.

پر محیط ہوتی ہے، لہٰذا ان کے لیے قرآنِ مجید کی تلاوت کو جائز قرار دیا گیا تاکہ وہ اسے بھول نہ جائیں اور تلاوت کلام کے ثواب سے محروم نہ رہیں۔ جب ان کے لیے کتاب اللہ کی تلاوت اور کتاب اللہ سے شرعی احکام کا سیکھنا جائز ہے تو قرآن وحدیث پر مبنی دعاؤں پر مشتمل کتابوں کا پڑھنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ یہی رائے صاحب علم علماء رحمہم اللہ کے اقوال میں سے صحیح تر ہے۔'' ❶

علامہ نووی فرماتے ہیں: ''جنبی کے لیے تسبیح وتحمید، تکبیر اور دیگر دعائیں اور اذکار بالاجماع جائز ہیں۔'' ❷

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں حج کے دنوں میں حائضہ ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی ہر وہ کام کرو جو حاجی کرتا ہے۔'' ❸

سیدہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والی عورتوں کو بھی عید کے روز عیدگاہ جانے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہیں اور اُن کی دعا کے ساتھ دعا کریں لیکن نماز نہ پڑھیں۔ ❹

خونِ استحاضہ کا مسئلہ:

خونِ استحاضہ وہ خون ہے جو حیض کے معتاد دنوں کے بعد خاکی یا زرد رنگ کا جاری ہوتا ہے۔ یہ ایک بیماری ہے۔

استحاضہ کے اہم مسائل:

۱۔ مستحاضہ پاک عورت کی طرح ہے۔ ایام حیض کے بعد غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ فتاویٰ برائے خواتین، ص: ۹۰، ۹۱، طبع دار السلام۔ ❷ المجموع۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الحیض، رقم: ۲۹۴، کتاب الحج، رقم: ۱۶۵۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۲۱۱۔

❹ صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: ۹۷۴۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ العیدین، رقم: ۸۹۰۔

کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے اور میں خونِ استحاضہ کے سبب پاک نہیں ہوتی ہوں۔ تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، خون استحاصہ ایک اندرونی رگ سے بہتا ہے اور یہ خون حیض نہیں ہے۔ پس جب تجھے حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دے اور جس وقت خون حیض بند ہو جائے اور خون استحاضہ شروع ہو تو اپنے استحاضہ کے خون کو دھو اور نماز پڑھ۔'' ❶

۲۔ مستحاضہ عورت ہر نماز کے وقت خون صاف کرے اور وضو کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مستحاضہ عورت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((تَوَضَّئِيْ لِكُلِّ صَلٰوةٍ .)) ❷

''ہر نماز کے لیے وضو کرلیا کرو۔''

۳۔ مستحاضہ عورت ہر نماز کے وقت خون صاف کرے اور وضو کرے۔ ❸

۴۔ مستحاضہ عورت دو نمازوں کے لیے ایک غسل کرنا چاہے تو دو نمازیں جمع کرے، یعنی ظہر کو لیٹ کرے اور عصر کو مقدم کرے، اسی طرح مغرب کو لیٹ کرے اور عشاء کو مقدم کر کے جمع کرلے اور فجر کی نماز الگ پڑھ لے۔ ❹

مسواک کا اہتمام:

مؤکدہ سنن مبارکہ میں منہ کی بدبو کو دُور کرنا، اور مسواک سے دانتوں کو صاف رکھنا بھی شامل ہے، اور یہ بات رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ہاشمی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں اپنی اُمت کے لیے مشکل نہ جانتا تو اپنی

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الحیض، رقم: ۳۰۶، ۳۲۰، ۳۲۵، ۳۳۱۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم: ۳۳۳. ❷ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۲۸.

❸ صحیح بخاری، کتاب الحیض، رقم: ۳۰۶۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم: ۳۳۳.

❹ سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، رقم: ۲۹۴۔ سنن ترمذی، کتاب الطهارة، رقم: ۱۲۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

اُمت کو عشاء کی نماز میں تاخیر کرنے اور ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'' ❶

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب رات کو تہجد کے لیے اُٹھتے تو مسواک کرتے۔'' ❷

مسواک رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ:

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسواک منہ کے لیے طہارت کا سبب، اور اللہ کی رضا مندی کا ذریعہ ہے۔'' ❸

(۲) وضوء کا مسنون طریقہ:

☆ وضوء کے ابتداء میں پڑھیں۔

((بِسْمِ اللّٰهِ .)) ❹

☆ حمران سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ: ''انہوں نے سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا...... آپ نے اپنے ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر انہیں دھویا۔ اس کے بعد اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا۔ اور پانی لے کر کلی کی اور ناک صاف کیا، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور کہنیوں تک تین بار دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر پانی لے کر ٹخنوں تک تین مرتبہ اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر کہا کہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے۔ تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' ❺

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رمق: ۸۸۷۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ۲۵۲.

❷ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ۲۵۵.

❸ سنن نسائی، کتاب الطهارة، رقم: ۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ اروا ء الغلیل، رقم: ٦٥.

❹ صحیح سنن النسائی: ۱/ ۱۸، رقم: ۷٦۔ مسند أحمد: ۳/ ۱٦۵، رقم: ۱۲٦۹٤.

❺ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، رقم: ۱۵۹.

سر کے مسح کا طریقہ:

سر کا مسح اس طرح کریں کہ دونوں ہاتھ سر کے اگلے حصے سے گدی تک لے جائیں، پھر وہیں سے آگے کی طرف واپس لے آئیں جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ [1]

کانوں کا مسح:

☆ کانوں کے مسح کے لیے دوبارہ نئے سرے سے پانی لینے کی ضرورت نہیں، سر کا مسح کرنے کے بعد اسی پانی سے کانوں کا مسح کر لیں۔

☆ کانوں کے مسح کا طریقہ یہ ہے کہ شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں سے گزار کر کانوں کی پشت پر انگوٹھوں کے ساتھ مسح کریں۔ [2]

وضو سے فراغت کی دعائیں:

وضوء سے فراغت کے موقع پر آپ مسنون دعائیں پڑھنا مت بھولیے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پورا وضو کرے، اور پھر یہ دعا پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جس دروازے سے بھی چاہے وہ جنت میں داخل ہو جائے:

۱۔ ((أَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ .)) [3]

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۸۵، ۱۸۶۔ صحیح سنن نسائی للألبانی: ۱/ ۲۳، رقم: ۹۶.

[2] صحیح سنن نسائی، کتاب الطھارۃ، باب مسح الأذنین مع الرأس، وما یستدل بہ علی أنھما من الرأس، رقم: ۹۹.

[3] صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الذکر المستَحب عقب الوضوء، رقم: ۲۳۴.

وضو کے بعد شہادتین کے ساتھ امام ترمذی نے اپنی سنن میں یہ دعا پڑھنی بھی روایت کیا ہے:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ ، وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ)) ❶

''اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کردے، اور مجھے پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں بنا۔''

۲۔ وضو کے بعد یہ دعا بھی پڑھ سکتے ہیں:

((سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ إِلٰـهَ إِلَّآ أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ .)) ❷

''اے اللہ! تو اپنی تمام تر تعریفات کے ساتھ ہر عیب سے پاک ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں، اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔''

وضو کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''پاکیزگی یعنی وضو آدھا ایمان ہے۔'' ❸

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یقیناً رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ گناہوں کو دُور اور درجات کو بلند کرتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''ناچاہتے وقت کامل اور سنوار کر وضو کرنا، کثرت سے مسجدوں کی طرف جانا، اور نماز کے بعد ایک نماز کا انتظار کرنا گناہوں کو دُور

❶ سنن ترمذی، کتاب الطھارۃ، رقم: ٥٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ عمل الیوم واللیلة للنسائی، رقم: ٤٢٦۔ فتح الباری: ٥٤٥/١٢۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٦٠٤٦۔ حافظ ابن حجر اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، رقم: ٢٢٣.

کرتا اور درجات کو بلند کرتا ہے۔'' ❶

سیّدنا عبداللہ الصنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی مسلم یا مومن بندہ وضو کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کیے ہوتے ہیں، اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، جو اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کیے ہوتے ہیں، حتی کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔'' ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ .)) ❸

''جنت میں مومنوں کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا، جہاں تک ان کے وضو کا پانی پہنچتا ہے۔''

تحیۃ الوضوء سے جنت لازم:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر کے وقت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے بلال! میرے سامنے اپنا وہ عمل بیان کرو جو تم نے اسلام میں کیا۔ اور جس سے تجھے ثواب کی بہت زیادہ اُمید ہے کیونکہ میں نے جنت میں تمھارے جوتوں کی آواز سنی ہے۔''

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے نزدیک جس عمل پر مجھے ثواب کی بہت زیادہ اُمید

❶ صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، رقم: ۲۵۱.

❷ سنن ترمذی، ابواب الطھارۃ، رقم: ۲۔ مسند احمد: ۳۰۳/۲۔ سنن دارمی: ۳۰۳/۲۔ مؤطا مالك، رقم: ۷۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، رقم: ۲۵۰.

ہے، وہ یہ ہے کہ میں نے رات یا دن میں جب بھی وضو کیا تو اس وضو کے ساتھ جس قدر نفل نماز میرے مقدر میں تھی ضرور پڑھی۔ ❶

تحیۃ الوضوء سے گناہ دھل جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❷

''جس نے میرے اس طریقے پر وضو کیا، پھر دو رکعات پڑھیں، اس طرح کہ ان میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کی، تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

وضو کے دیگر مسائل:

۱۔ جب وضو کریں تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کریں۔ ❸ سیّدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنے پاؤں کی انگلیوں کا خلال ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے کر رہے تھے۔ ❹

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال واجب ہے۔ ❺

امیر صنعانی، علامہ مبارکپوری اور علامہ البانی رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ ❻

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ۱۱۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم، رقم: ۲۴۵۸.

❷ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۵۹.

❸ سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ، رقم: ۳۹۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، رقم: ۱۳۰۶.

❹ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۴۸۔ الجرح والتعدیل: ۱/ ۳۱۔۳۲۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❺ نیل الأوطار: ۱/ ۲۴۱.

❻ تحفۃ الاحوذی: ۱/ ۱۵۶۔ سبل السلام: ۱/ ۸۹۔ تمام المنۃ، ص: ۹۳.

۲۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر زخم پر پٹی بندھی ہو تو وضو کرتے وقت پٹی پر مسح کر لے، اور ارد گرد کو دھو لے۔ ❶

۳۔ وضو کرتے ہوئے ہر عضو میں پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف دھوئیں۔ ❷

۴۔ ایک چلو میں پانی لیں، آدھے سے کلی کریں اور آدھا ناک میں ڈالیں۔ ❸

۵۔ منہ اور ناک کے لیے علیحدہ علیحدہ پانی لینا بھی جائز ہے۔ ❹

۶۔ ایک چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے سے داخل کر کے ڈاڑھی کا خلال کریں۔ ❺

۷۔ وضو میں گردن کا علیحدہ مسح کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس کے متعلق کوئی صحیح اور مرفوع روایت نہیں ہے۔ اس کے متعلق جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ موضوع ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''گردن کے مسح کے بارے میں قطعاً کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔'' ❻

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((هٰذَا مَوْضُوْعٌ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ .)) ❼

''گردن کے مسح والی روایت موضوع اور من گھڑت ہے، نبی کریم ﷺ کا کلام نہیں۔''

مرغینانی حنفی نے لکھا ہے کہ گردن کا مسح بدعت ہے۔ ❽

---

❶ سنن الکبریٰ للبیهقی: ۲۲۸/۱۔ امام بیہقی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب اللباس، رقم: ۵۸۵۴۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ۶۱۷.

❸ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۸۶۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ۵۵۵.

❹ التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمة: ۱۴۰۱.

❺ سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، رقم: ۱۴۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❻ زاد المعاد: ۱/ ۱۹۵.

❼ المجموع شرح المهذب.

❽ هداية: ۱/ ۲۰۔۲۱.

۸۔ وضو کے بعد شرم گاہ کی طرف چھینٹے مارنا استحبابی عمل ہے۔ ❶

۹۔ وضو مسلسل بغیر وقفے کے ہو۔ ❷

۱۰۔ اعضائے وضو، کو ایک ایک، دو دو اور تین تین مرتبہ دھونا جائز ہے۔ ❸

۱۱۔ تین سے زیادہ مرتبہ دھونا ہرگز جائز نہیں۔ ❹

۱۲۔ اعضائے وضو میں سے تھوڑی سی جگہ خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا، اس نے وضو کیا تو پاؤں پر ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وضو اور نماز لوٹانے کا حکم دیا۔'' ❺

۱۳۔ اعضائے وضو میں کسی جگہ کا خشک رہ جانا باعث عذاب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کی ایڑھیاں خشک دیکھیں تو فرمایا:

((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) ❻

''خشک ایڑھیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔''

پگڑی اور پٹی پر مسح کرنا:

☆ سر پر پگڑی باندھی ہو تو اس پر مسح کر لیں، اس حالت میں مسح پیشانی سے شروع کریں، حدیث پاک میں ہے:

---

❶ سنن نسائی، کتاب الطهارة، رقم: ۱۳۵۔ سنن ابن ماجة، رقم: ٤٦١۔ المشكاة، رقم: ٣٦١۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح سنن ابوداؤد، كتاب الطهارة، رقم: ١٧٥۔ مسند احمد: ٣/ ٤٢٤.

❸ صحيح بخاری، كتاب الوضوء، رقم: ١٥٧، ١٥٨، ١٥٩.

❹ سنن نسائی، كتاب الطهارة، رقم: ١٤۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٤٢٢۔ سنن ابوداؤد، رقم: ١٣٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❺ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، رقم: ٦٦٦۔ صحيح سنن ابی داؤد، رقم: ١٦٥۔ إرواء الغليل: ١/ ١٢٧.

❻ صحيح بخاری، كتاب الوضوء، رقم: ١٦٥۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: ٢٤٠.

''نبی کریم ﷺ نے وضو کیا، تو اپنی پیشانی اور پگڑی پر مسح کیا۔'' ❶

☆ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''اگر زخم پر پٹی بندھی ہو تو دورانِ وضو میں پٹی پر مسح کرلیں اور اس کے اردگرد کو دھولیں۔'' ❷

موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا:

☆ سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِىْ سَفَرٍ فَاَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ ، فَقَالَ: "دَعْهُمَا ، فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ" فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا .)) ❸

''ایک سفر میں، میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے بوقت وضو چاہا کہ آپ کے دونوں موزے اُتار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں رہنے دو، میں نے انہیں حالت طہارت میں پہنا تھا۔ پھر آپ نے ان پر مسح کیا۔''

صاحب ''غاية المقصود'' رقم طراز ہیں: ''جوربین کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ وہ کھال اور چمڑا کی ہیں، یا اس سے عام یعنی اون اور روئی کی ہیں؟ صاحب قاموس نے اس کی وضاحت ''لفافة الرجل'' سے کی ہے۔ یہ تفسیر اپنے عموم کے پیش نظر پاؤں پر پہننے والے لفافہ پر دلالت کرتی ہے، خواہ وہ لفافہ کھال اور چمڑے کا ہو، یا اون اور روئی کا۔ علامہ طیبی اور قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے اسے چمڑے سے مقید کیا ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی کے کلام کا ماحصل بھی یہی ہے۔ امام ابوبکر ابن العربی اور علامہ عینی نے تصریح کی ہے کہ وہ اون کا ہے اور شمس الائمہ الحلوانی نے اسے پانچ انواع پر تقسیم کیا ہے۔

یہ اختلاف (واللہ اعلم) اس لیے ہوا کہ یا تو اہل لغہ نے اس کی مختلف تفسیر کی ہے، یا مختلف علاقوں میں جراب کی ہیئت وصورت مختلف ہوتی تھی، بعض علاقوں میں چمڑے کی اور

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: ٢٧٤/٨٣.

❷ السنن الكبرىٰ للبيهقي: ٢٢٨/١، رقم: ١٠٧٩.

❸ صحيح بخارى، كتاب الوضوء، رقم: ٢٠٦.

بعض علاقوں میں اون کی اور بعض میں تمام انواع کی، ہر کسی نے اپنے اپنے علاقوں میں پائی جانے والی جرابوں کی ہیئت کے لحاظ سے اس کی شرح کر دی ہے اور بعض نے تمام علاقوں میں پائی جانے والی جرابوں کی تفسیر کر دی، خواہ وہ جس بھی نوع سے تعلق رکھتی ہوں۔'' ❶

صاحب قاموس کہتے ہیں: ''ہر وہ چیز جو پاؤں پر پہنی جائے جراب ہے۔'' ❷

صاحب ''تاج العروس'' کا کہنا ہے: ''جو چیز لفافے کی طرح پاؤں پر پہنی جائے وہ ''جراب'' ہے۔ ❸

ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: ''جراب'' وہ چیز ہے جو پاؤں کو ڈھانپنے کے لیے اون کی بنائی جاتی ہے۔ ❹

''عمدۃ الرعایۃ'' میں مرقوم ہے کہ جرابیں روئی یعنی اون کی ہوتی ہیں اور بالوں کی بھی بنتی ہیں۔

اب اُن احادیث کو ملاحظہ کیجیے گا جن میں واضح طور پر جرابوں پر مسح کا ذکر ہے، تا کہ کسی کے پاس عذر باقی نہ رہے۔ چنانچہ ارزق بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کرتے ہوئے اپنی اون کی جرابوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا: آپ ان پر بھی مسح کرتے ہیں؟ تو سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ بھی خفاف یعنی موزے ہیں لیکن اُون کے ہیں۔'' ❺

پس ثابت ہوا کہ ''جراب'' پاؤں پر چڑھانے والے لباس کو کہتے ہیں، وہ خواہ چمڑے کا ہو، سوتی ہو یا اونی، جیسا کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے اس کی وضاحت کر دی۔

اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تفسیر قرآن و تفہیم سنت میں حجت ہیں، کیونکہ یہ پاکیزہ ہستیاں ایک تو یہ کہ نزولِ قرآن اور ورودِ احادیث کے حالات سے اچھی طرح باخبر اور قرآن وسنت کی اوّلیں مخاطب تھیں، آیات کا شانِ نزول اور ورودِ احادیث کا پس منظر اُن کے سامنے

---

❶ غایة المقصود: ٢٤/ ٣٦، ٣٧.
❷ القاموس: ١/ ٤٦.
❸ تاج العروس.
❹ عارضة الأحوذی.
❺ الكنىٰ والاسماء للدولابی: ١/ ١٨ـ السنن الكبرىٰ للبیهقی: ١/ ٢٨٥.

تھا۔اس لیے یہ لوگ قرآن وسنت کے مطالب ومفاہیم سے اچھی طرح باخبر تھے۔دوسرے یہ کہ انہیں رسولِ کریم ﷺ کی صحبت و رفاقت کا شرف حاصل ہوا اور آپ کی شاگردی نصیب ہوئی۔تیسرے یہ کہ وہ اکثر عربی الاصل والنسل تھے۔ظاہر ہے کہ نبی رحمت ﷺ کے براہِ راست شاگرد قرآن وسنت فہمی کی دولت سے بقیہ اُمت کی نسبت کہیں زیادہ مالا مال تھے۔چنانچہ اُن کے اقوال وآثار کو بھی بجا طور پر تفسیر قرآن وتشریح حدیث وسنت کا بنیادی ماخذ تسلیم کیا گیا۔اور درحقیقت یہی فقہ اسلامی ہے۔اس کے اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، نہ کہ اتباعِ آراء الرجال کا۔چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ﴾ (البقرہ: ۱۳۷)

''پس اگر یہ تمہاری طرح ایمان لے آئیں، تو راہِ راست پر آ گئے، اور اگر انہوں نے حق سے منہ پھیر لیا، تو مخالفت وعداوت پر آ گئے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہا، وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ پس میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کا التزام کرو، اور اس پر اپنی داڑھیں گاڑ لو۔اور تم نئی نئی چیزوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' [1]

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے:

''جب ہم قرآن اور سنت میں (کسی آیت کی) تفسیر نہ پائیں، تو اس میں ہم اقوالِ صحابہ کی طرف رجوع کریں گے۔پس بے شک وہ اس کو زیادہ سمجھتے تھے کیونکہ انہوں نے ان قرائن اور احوال کا مشاہدہ کیا تھا کہ جو اس کے ساتھ مختص

---

[1] سنن أبوداؤد، کتاب السنة، رقم: ٤٦٠٧۔ سنن ابن ماجح، رقم: ٤٢۔ سنن ترمذی، کتاب العلم، رقم: ٢٦٧٦۔ سنن دارمی، مقدمه، رقم: ٩٥۔ مستدرك حاكم: ١/٩٦، ٩٧۔ امام حاکم اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ہیں اور اس لیے کہ اُن کا فہم تام اور علم صحیح اور عمل صالح ہے۔‘‘

پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو جاننے والا کون ہو سکتا ہے؟ لہٰذا جرابوں پر مسح کیا جائے گا۔

حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

’’حضرت انس صحابی اور عربی الاصل ہیں، وہ ’’خُف‘‘ کے معنی بیان کرتے ہیں کہ وہ صرف چمڑے کا ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر اس چیز کو شامل ہے جو قدم کو چھپا لے، آپ کی یہ وضاحت معنی کے اعتبار سے نہایت دقیق ہے کیونکہ ان کے نزدیک لفظ ’’جوربین‘‘ لغوی، وضعی معنی کے لحاظ سے ’’خُفّین‘‘ کے مدلول میں داخل ہیں اور ’’خفین‘‘ پر مسح میں کوئی اختلاف نہیں۔ لہٰذا جرابوں پر مسح میں کسی اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے، ملاحظہ ہو: محلیٰ ابن حزم: ۲/۸۵۔‘‘

اس پر مستزاد فقہ حنفی میں جرابوں کے ساتھ ’’موٹے‘‘ ہونے کی قید لگائی گئی ہے، وہ قید کس لغت میں یا پھر کس صحابی سے مروی ہے، حالانکہ ایسا قطعی نہیں۔ تو پھر حب صحابہ کا دَم بھرنے والوں کو فہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت اور چڑ کیوں کر ہے؟ کیونکہ صحابہ کا فہم تو یہ ہے کہ ’’جراب‘‘ پاؤں پر چڑھانے والے لباس کو کہتے ہیں۔ وہ خواہ کیسا ہی ہو، موٹا یا باریک، اس میں کوئی فرق نہیں۔ فلیتدبر!

اور سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((اَمَرَهُمْ اَنْ يَّمْسَحُوْا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِيْنِ .)) [1]

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے وقت صحابہ کو پگڑیوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔‘‘

فائدہ:...... ((التساخین)) کا لفظ ’’س، خ، ن‘‘ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی گرم

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، رقم: ۱٤٦۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

کرنے والی اشیاء ہے، جس میں جرابیں اور موزے داخل ہیں۔

سیّدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔'' ❶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کرنے کا ثبوت:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علی بن ابی طالب، ابومسعود، براء بن عازب، انس بن مالک، ابوامامہ، سہل بن سعد اور عمرو بن حریث (رضی اللہ عنہم اجمعین) جرابوں پر مسح کرتے تھے اور اسی طرح کی روایات عمر بن خطاب اور ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے بھی ہیں۔'' ❷

ابن حزم رحمہ اللہ نے بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کرنا ذکر کیا ہے۔ جن میں عبداللہ بن مسعود، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمرو اور ابووائل رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ ❸

امام ابن المنذر النیسا پوری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے کہ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے کہا:

((رَأَيْتُ عَلِيًّا بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ .)) ❹

''میں نے دیکھا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔''

اسی طرح سہل بن سعد رضی اللہ عنہ جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ ❺

ابوامامہ رضی اللہ عنہ بھی جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ ❻

ابن المنذر نے کہا: اسحاق بن راہویہ نے فرمایا: ''صحابہ کا اس مسئلے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔'' ❼

تقریباً یہی بات ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہی ہے۔ ❽

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، رقم: ٥٦٠۔ سنن ابو داؤد، رقم: ١٤٨. محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابو داؤد، كتاب الطهارة، تحت الحديث: ١٥٩۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❸ المحلى: ٦١٣/١.

❹ الأوسط لابن المنذر: ٤٦٢/١۔ إسناده صحيح.

❺ مصنف ابن ابی شيبه: ١٧٣/١.

❻ مصنف ابن ابی شيبة: ١٨٨/١، رقم: ١٩٧٩.

❼ الأوسط لإبن المنذر: ٤٦٤/١، ٤٦٥.

❽ المحلىٰ لإبن حزم: ٨٦/٢، مسئله نمبر: ٢١٢.

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جرابوں پر مسح کے جواز پر اجماع ہے۔ ❶

ائمہ کرام رحمہم اللہ سے جرابوں پر مسح کرنے کا ثبوت

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

یاد رہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی آخر عمر میں جرابوں پر مسح کے قائل ہو گئے تھے۔ یعنی انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔ ❷

ملا مرغینانی لکھتے ہیں:

((وَعَنْهُ أَنَّهُ رَجَعَ إِلَى قَوْلِهَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى .)) ❸

"اور امام صاحب سے مروی ہے کہ انہوں نے صاحبین کے قول پر رجوع کر لیا تھا اور اسی پر فتویٰ ہے۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ سے مروی ہے: صالح بن محمد ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے ابومقاتل سمرقندی سے سنا، آپ فرماتے ہیں: "میں امام ابوحنیفہ کے پاس اس وقت گیا جب آپ مرض الموت میں تھے، چنانچہ آپ نے پانی منگوایا اور وضو کیا، جب کہ آپ نے جرابیں پہن رکھی تھیں، جوتا نہیں پہنا تھا، لیکن آپ نے جرابوں پر مسح کیا، پھر فرمانے لگے: آج میں نے وہ کام کیا ہے جو اس سے پہلے نہیں کیا کرتا تھا کہ میں نے جرابوں پر مسح کیا ہے۔ ❹

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جب اپنے غلط موقف سے رجوع کیا، اور جرابوں پر مسح کیا، کیا انہوں نے اپنی طرف سے کوئی خود ساختہ شرط لگائی؟ غور فرمائیں کہ پہلے امام صاحب مطلق طور عدم مسح کے قائل تھے، اور بعد میں مطلق طور پر اسے جائز سمجھنے لگتے ہیں، مگر جب حنفی، مالکی، شافعی یورپین ممالک اور خصوصاً امریکہ میں جرابوں پر مسح کرتے ہوئے دکھائی دیتے

❶ المغنی : ۱/۳۳۲، مسئلہ نمبر : ۴۲۶. ❷ اللباب: ۱/۱۶۰. ❸ الهداية: ۱/۶۱.

❹ سنن ترمذی، ابواب الطهارة، باب فی المسح عل الجوربين والنعلين، تحت حديث، رقم: ۹۹، طبع مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض.

ہیں تو عدم مسح کے قائلین اپنی طرف سے جرابوں کی ساخت کا تعین کر کے اپنے مذہب باطل کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اس باب میں امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جرابوں پر مسح کے جواز کے قائلین کئی اہل علم ہیں، ان میں سے سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق قابل ذکر ہیں۔ (حوالہ مذکورہ)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا مسلک:

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (استاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ [1]

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا مذہب:

عطاء بن أبی رباح (استاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وشاگرد ابن عباس و أبی ہریرہ رضی اللہ عنہما) جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔ [2]

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا مذہب:

سعید بن جبیر رحمہ اللہ (شاگرد ابن عباس وابی ہریرہ رضی اللہ عنہما) نے جرابوں پر مسح کیا۔ [3]

امام نووی رحمہ اللہ کا قول:

نیز امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''جب تک موزے پاؤں میں پہنے رہیں، ان پر مسح کرتے رہو۔'' [4]

قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول:

ایسے ہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد قاضی ابو یوسف اور امام محمد بن حسن الشیبانی

---

[1] مصنف ابن أبی شیبہ: ۱/۱۸۸، رقم: ۱۹۷۷.

[2] المحلّٰی: ۲/۸۶.

[3] مصنف ابن ابی شیبہ.

[4] محلی ابن حزم: ۲/۱۰۲.

جرابوں پر مسح کے جواز کے قائل تھے۔ ❶

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ:

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ فتاویٰ ابن باز (۱/۴۶) میں رقمطراز ہیں کہ موزوں اور جرابوں پر مسح جائز ہے۔

جوتوں پر مسح کرنا:

جوتوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ چنانچہ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔'' ❷

اور سیّدنا ابوالاشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جوتوں اور جرابوں پر مسح کیا۔'' ❸

مسح کرنے کا طریقہ:

مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ پانی سے تر کر کے پاؤں کے اوپر والے حصے پر مسح کرلیں۔ سیّدنا مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ موزوں کے اوپر ظاہر والے حصہ پر مسح کرتے تھے۔'' ❹

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ '' اگر دین محض انسانی رائے سے بنتا تو پھر مسح علی الخفین میں پاؤں کی نچلی جانب مسح کیا جاتا اور یہ زیادہ درست تھا کہ پاؤں کے ظاہر والے

❶ بداية المجتهد، ص: ٦٥.

❷ سنن ابو داؤد، كتاب الطهارة، رقم: ١٥٩ـ سنن ترمذى، كتاب الطهارة، رقم: ٩٩ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، رقم: ٥٦٠ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے سے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ سنن ترمذى، كتاب الطهارة، رقم: ٩٨ـ سنن ابو داؤد، كتاب الطهارة، رقم: ١٦١ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

حصے پر مسح کیا جائے۔ جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ موزوں کے اوپر ظاہر والے حصہ پر مسح کرتے۔'' ❶

مسح کی مدت:

☆ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ اَيَّـامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ)) ❷

''رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن رات مسح کی مدت مقرر کی۔''

☆ مسح کی مدت پہلے مسح سے شمار ہوگی۔ ❸

☆ اگر جورابیں اور موزے پہن کر سفر شروع کر دیا تو مسافر والی مدت تک مسح کریں اور اگر سفر میں مسح شروع کیا ہے اور گھر آ گئے ہیں تو مقیم کی مدت تک مسح کریں گے، یعنی اگر مسح کرتے ہوئے مقیم کی مدت سے اوپر وقت ہو گیا ہے تو مسح نہ کریں۔

حالت جنابت میں مسح کا حکم:

جنبی ہونا مسح کی مدت ختم کر دیتا ہے۔ سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـأْمُـرُنَا اِذَا كُنَّا سَفَرًا اَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَيَّـامٍ وَلَيَـالِيَهُـنَّ إِلَّا مِـنْ جَـنَـابَةٍ ، وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ .)) ❹

---

❶ الکافی لابن قدامة: ١/ ٨٠.

❷ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ٢٧٦.

❸ الکافی لابن قدامة: ١/ ٨٠.

❹ سنن ترمذی، ابواب الطهارة، رقم: ٩٦۔ سنن نسائی، کتاب الطهارة، رقم: ١٢٧۔ سنن ابن ماجة، رقم: ٤٧٨۔ إرواء الغلیل، رقم: ١٠٤۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

''رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم سفر میں تین دن رات تک پاخانہ، پیشاب اور نیند کی وجہ سے اپنے موزے نہ اتاریں، لیکن جنبی ہونے پر اتارنے ہوں گے۔''

نواقض وضو:

وہ اُمور جن سے وضوٹوٹ جاتا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ پیشاب، پاخانہ کرنا۔ ❶

۲۔ ہوا خارج ہونے سے۔ ❷

۳۔ مذی خارج ہونے سے۔ ❸

۴۔ گہری نیند سے جو لیٹے یا ٹیک لگانے کی صورت میں ہو۔ البتہ اگر صرف بیٹھے بیٹھے اونگھا ہے تو اُونگھنے سے وضونہیں ٹوٹتا۔ ❹

۵۔ شرم گاہ کو بغیر کپڑے کے ہاتھ لگنے سے۔ ❺

۶۔ استحاضہ سے یعنی وہ خون جو حیض کے علاوہ کسی بیماری کی وجہ سے آتا ہے۔ ❻

۷۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے۔ ❼

جن چیزوں سے وضونہیں ٹوٹتا:

۱۔ نکسیر پھوٹنے سے اور قے آنے سے۔ اور جس روایت میں قے یا نکسیر سے وضو

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۰۳.

❷ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۳۷.

❸ صحیح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ۲۶۹.

❹ صحیح بخاری، کتاب الوضو، رقم: ۱۶۲۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، رقم: ۲۰۳.

❺ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، رقم: ۴۷۹، ۴۸۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۱۱۸۔ ابن حبان اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ مزید دیکھئے: صحیح ابی داؤد، رقم: ۱۷۴۔ ارواء الغلیل، رقم: ۱۱۶.

❻ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۲۸.

❼ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم: ۳۶۰۔ صحیح ابوداؤد، رقم: ۱۷۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۴۹۴، ۴۹۵.

ٹوٹنے کا بیان ہے۔ اسے امام احمد اور دیگر محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ محدث البانی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ❶

۲۔ شرمگاہ کے علاوہ باقی جسم کے حصے سے خون بہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو آپ اسی حالت میں نماز پڑھتے رہے حالانکہ آپ کے جسم سے خون جاری تھا۔ ❷

۳۔ معمولی نیند یعنی اونگھ سے جس سے حواس بالکل ختم نہیں ہوتے، مثلاً کھڑے یا بیٹھے نیند آجانا۔ ❸

۴۔ قہقہہ لگانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ جس روایت میں قہقہہ سے وضو ٹوٹنے کا ذکر ہے اُسے امام دار قطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ❹

---

❶ سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة، رقم: ۱۲۲۱۔ التعليق على سبل السلام.

❷ مؤطا مالك، كتاب الطهارة، باب العمل فيمن غلبه الدم من جرح أو رعاف: ۱/ ۳۹۔ السنن الكبرىٰ للبيهقى: ۱/ ۳۵۷.

❸ صحيح بخارى، كتاب مواقيت الصلاة، رقم: ۵٦٦.

❹ السنن الدار قطنى: ۱/ ۳۷۹، طبع دار المعرفة بيروت.

فصل نمبر 6:

تیمّم کا بیان

طہارت کے سلسلہ میں مسلمانوں کے لیے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ایک آسانی یہ بھی ہے کہ جس کے پاس پانی نہ ہو یا پانی کے استعمال سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے پاک مٹی سے تیمّم کرنا جائز قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ﴾ (المائدہ: ٦)

''...... اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، پس اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں پر اس سے مسح کرلو۔''

تیمّم کی مشروعت کا پس منظر:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بنی مصطلق کے غزوہ سے واپسی پر دورانِ سفر میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی تلاش کے لیے قافلے کو رکوا دیا حتی کہ فجر کا وقت ہوگیا اور لوگوں کے پاس وضو کے لیے پانی میسر نہیں تھا۔ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شکایت بھی کی کہ تمہاری بیٹی کی وجہ سے سارا قافلہ پریشان ہوا ہے اور نماز کا بھی مسئلہ ہوگیا ہے کہ بغیر وضو کیوں کر پڑھی جائے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سخت سست کہا کہ تمہاری وجہ سے یہ تاخیر ہو رہی ہے۔ اتنے میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی پریشانی کا مداویٰ کرتے ہوئے درج ذیل آیت نازل فرمائی:

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ﴾ (النسآء: ٤٣)

''اور اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو یا تم قضائے حاجت سے فارغ ہوئے ہو یا تم عورتوں سے مل چکے ہو پھر تمہیں پانی میسر نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمّم کرو پس اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو۔'' ❶

تیمّم کا طریقہ:

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارے پھر ان کو اپنے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں پر پھیر لے۔ سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک مہم پر روانہ فرمایا، میں جنبی ہو گیا اور مجھے پانی نہ مل سکا، تو میں طہارت حاصل کرنے کے لیے زمین پر اس طرح لوٹ گیا جس طرح چوپایہ لوٹتا ہے، پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اس طرح کرتے۔''

اس کے بعد آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک مرتبہ زمین پر مارا، اور ان میں پھونکا، پھر ان کے ساتھ چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح فرمایا۔ ❷

تیمّم کے اہم مسائل:

۱۔ تیمّم کے لیے پاک مٹی کا ہونا ضروری ہے۔ ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (النساء: ۴۳)

۲۔ ایک تیمّم سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں، کیونکہ یہ وضو کا قائم مقام ہے اور ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح ثابت ہے۔ ❸

۳۔ شور والی زمین ریت اور پکی دیوار جہاں غبار ہو تو تیمّم جائز ہے۔

❶ صحیح بخاری، کتاب التیمم، رقم: ۳۳۴ و کتاب التفسیر، رقم: ۴۵۸۳۔ سنن نسائی، رقم: ۳۱۴۔ صحیح ابوداؤد، رقم: ۳۳۷.

❷ صحیح بخاری، کتاب التیمم، رقم: ۳۳۸۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب التیمم، رقم: ۳۶۸.

❸ سنن ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، رقم: ۱۶۲۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن: ١٦)

۴۔ وہ تمام چیزیں جن سے وضوٹوٹ جاتا ہے اُن سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

۵۔ نماز پڑھ لینے کے بعد پانی مل گیا تو نماز دہرانے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر کوئی دہرالے تو اسے دگنا اجر ملے گا۔ [1]

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، رقم: ٣٣٨. محدث البانی نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

فصل نمبر 7:

مریض اور معذور کے طہارت کے احکام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرہ: ۲۸۶)

''اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کرتا۔''

اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا .)) [1]

''آسانی پیدا کرو، نہ کہ تنگی۔''

فائدہ:...... اس آیت کریمہ اور حدیث شریفہ سے یہ شرعی قاعدہ ماخوذ ہے کہ دین اسلام میں تمام اعمال کی بنیاد نرمی اور آسانی پر ہے۔

زخمی اور مریض کی طہارت:

مریض کے لیے ایسی صورت میں تیمّم کرنا جائز ہے جب اس کے لیے پانی کا استعمال نقصان دہ ہو۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا اور اس کے سر میں زخم ہو گیا، پھر اسے احتلام بھی ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا میرے لیے کوئی اجازت ہے کہ میں تیمّم کر لوں؟ انھوں نے کہا کہ ہم تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں پاتے جبکہ تم کو پانی پر قدرت حاصل ہے۔ چنانچہ اس نے غسل کر لیا اور مر گیا۔ جب ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ کو اس کی خبر دی گئی، تو آپ نے فرمایا: ''انھوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اللہ انھیں ہلاک کرے، انھوں نے پوچھ کیوں نہ لیا، جب کہ انھیں علم نہ تھا، بے شک لاعلمی کی شفا سوال کر لینے میں ہے۔ اس شخص

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ٦٩.

کے لیے یہی کافی تھا کہ تیمّم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھے رہتا۔ پھر اس پر مسح کرتا اور باقی سارا جسم دھو لیتا۔'' [1]

❀: سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زخمی کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ''وہ غسل اور وضو میں اس کے اردگرد جگہ کو دھولے اور زخم پر مسح کر لے۔'' [2]

مریض کی طہارت کب ٹوٹے گی؟

مستحاضہ عورت، لیکوریا اور جریان، پیشاب کے قطرے آنا یا ہوا خارج ہونے کا مرض ہو تو ایک وضو سے ایک نماز پڑھ سکتے ہیں، نماز کے دوران استحاضہ کا خون، پیشاب کے قطرے اور ہوا نکلنے کی وجہ سے وضو ختم ہوگا اور نہ نماز ٹوٹے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ خاتون سے ارشاد فرمایا: ''تو ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کر۔'' [3]

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، رقم : ٣٣٦۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، رقم : ٥٧٢۔ مسند أحمد : ١/ ٣٣٠۔ مستدرك حاكم : ١/ ١٧٨۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' اور علامہ البانی نے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

[2] السنن الكبرى للبيهقى : ١/ ٢٢٨، رقم : ١٠٧٩.

[3] سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، رقم : ٢٩٢۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

فصل نمبر 8:

لباس کا بیان

اللہ تعالیٰ نے انسان کو لباس عطا فرمایا ہے جس کے ذریعہ وہ ستر پوشی کرتا ہے، اور زیب وزینت اختیار کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾ ﴾

(الاعراف: ٢٦)

''اے آدم کے بیٹو! ہم نے تمہارے لیے لباس اُتارا ہے جو تمہاری شرمگاہوں کو پردہ کرتا ہے، اور وسیلہ زینت بھی ہے، اور پرہیزگاری کا لباس ہی بہترین ہے۔ یہ لباس اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔''

اسلام عالمگیر مذہب ہے، اس کے ماننے والے مسلمانوں کو ایک مسلم معاشرے اور اسلامی سوسائٹی کو سامنے رکھ کر اپنے لباس اور وضع قطع کو ترتیب دینا ہوگا۔

چنانچہ سیدنا عبید بن خالد رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ مدینہ منورہ میں چلتا جا رہا تھا کہ مجھے پیچھے سے یہ آواز سنائی دی کہ ''اپنا تہبند اُوپر اٹھا لو کیوں کہ اس سے آدمی ظاہری نجاست سے بھی محفوظ رہتا ہے اور باطنی پلیدی سے بھی، میں نے مڑ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز تھی۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ تو ایک معمولی سی چادر ہے اس میں کیا تکبر اور غرور ہو سکتا ہے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہارے لیے میری اتباع ضروری نہیں ہے؟''

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سن کر فوراً آپ کے تہبند کی طرف نظر ڈالی، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہبند نصف پنڈلی تک اونچا ہے۔

معلوم ہوا کہ اسلام نے لباس پہننا اور اس کے شروط وضوابط بیان کر دیئے ہیں۔ پس جس لباس میں وہ شروط اور ضوابط پورے ہوں گے وہ اسلامی اور شرعی لباس کہلائے گا، وگرنہ نہیں۔

نماز میں مرد کا لباس:

۱۔ نماز میں مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا ستر ڈھانپ کر رکھے، ناف سے لے کر گھٹنے تک کا حصہ ستر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ عَوْرَةٌ .)) ❶

۲۔ اس کے علاوہ مردوں کے لیے نماز میں کندھوں کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُصَلِّيْ اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ .)) ❷

''کوئی شخص کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کپڑا نہ ہو۔''

۳۔ مرد حضرات نماز اور غیر نماز میں اپنے ٹخنوں کو ننگا رکھیں گے۔ ❸

۴۔ چہرہ ننگا ہو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی شخص کو دیکھتے کہ اس نے نماز میں اپنا منہ ڈھانپ رکھا ہے تو وہ زور سے کپڑا کھینچ کر اس کا منہ ننگا کر دیا کرتے تھے۔ ❹

۵۔ نماز میں سدل جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں منہ ڈھانپنے اور سدل کرنے سے منع فرمایا۔ ❺

نوٹ:...... سدل یہ ہے کہ کوئی کپڑا سر یا کندھوں پر اس طرح ڈالا جائے کہ اس کے

---

❶ مسند احمد: ۲/ ۱۸۷۔ إرواء الغليل، رقم: ۲۷۱۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۵۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۱۶.

❸ صحیح بخاری، کتاب اللباس، رقم: ۵۷۸۷۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۰۶.

❹ مصنف ابن ابی شیبة: ۲/ ۲۴۲.

❺ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۶۴۳۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

دونوں کنارے چہرے کے سامنے لٹک رہے ہوں۔

نماز میں عورت کا لباس:

۱۔ دوپٹے کے بغیر عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ۔" (1)

"اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے قبول نہیں کرتا۔"

۲۔ عورت کو نماز میں پورا جسم ڈھانپنا چاہیے، سوائے چہرہ اور ہاتھ کے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عورتیں نماز فجر ادا کرتیں تو وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوا کرتی تھیں۔ (2)

"سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: عورت اوڑھنی اور ایسے لمبے کرتے میں نماز پڑھے کہ جس میں اس کے قدم بھی چھپ جائیں۔" (3)

۳۔ بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ (4)

اہم مسائل:

۱۔ لباس سادہ ہو، ایسا نہ ہو کہ نماز میں اسی کی طرف خیال رہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دھاری دار چادر میں نماز پڑھی۔ پھر فرمایا: "میری اس چادر کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور اس کی چادر میرے پاس لے آؤ۔ اس نے تو مجھے نماز سے غافل کر دیا تھا۔" (5)

۲۔ کپڑا سمیٹا ہوا نہ ہو، یعنی کف اوپر کو موڑے ہوئے نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجھے سات اعضاء پر اس طرح سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے کہ نہ میں بال

---

(1) سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ٦٤١۔ سنن ترمذی، رقم: ٣٧٧۔ سنن ابن ماجة، رقم: ٦٥٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

(2) صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ٣٧٢۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ٦٤٥.

(3) السنن الکبریٰ للبیهقی: ٢/ ٢٣٢۔ بلوغ المرام، رقم: ٢٠٧.

(4) صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ٨١٥۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ٤٩٠، ٤٩٢.

(5) صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ٣٧٣۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ٥٥٦.

باندھوں اور نہ کپڑے سمیٹوں۔'' ❶

۳۔ کپڑا کم ہو تو صرف تہبند باندھ کر ستر ڈھانک لے۔ ❷

۴۔ صرف ایک لمبا قمیص پہنا ہو تو نماز پڑھتے وقت گریبان بند کر لیا جائے، تاکہ رکوع کرتے ہوئے شرمگاہ پر نظر نہ پڑھے۔ ❸

۵۔ فقہ حنفی کی معتبر اور مستند کتاب درمختار میں لکھا ہے کہ جو شخص عاجزی کے لیے ننگے سر نماز پڑھے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ ❹ احمد رضا خاں بریلوی نے احکام شریعت حصہ اوّل صفحہ ۱۳۰ میں لکھا ہے کہ اگر بنیت عاجزی ننگے سر پڑھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

۶۔ (پینٹ) پتلون کشادہ ہو، تنگ نہ ہو تو اس میں نماز درست ہے۔ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ''اگر پتلون، مرد کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کے حصہ کو چھپائے ہوئے ہو، کشادہ ہو اور تنگ نہ ہو تو اس میں نماز صحیح ہوگی۔ افضل یہ ہے کہ اس کے اوپر ایسی قمیص پہنی ہو جس سے ناف سے لے کر گھٹنے تک کے مقام کو چھپا رکھا ہو اور اگر قمیص نصف پنڈلی یا ٹخنے تک ہو تو اور بھی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس سے مکمل ستر پوشی ہوگی۔ پتلون کی نسبت ایسے تہہ بند میں نماز ادا کرنا زیادہ افضل ہے جس نے جسم کو چھپا رکھا ہو کیونکہ اگر پتلون کے اوپر قمیص نہ پہن رکھی ہو تو پھر تہہ بند اس کی نسبت ستر پوشی کے تقاضوں کو زیادہ مکمل طریقے سے پورا کرتا ہے۔ ❺

۷۔ اگر حج کے دوران سر کو ننگا رکھنا اور ننگے سر نماز پڑھنا مسنون ہے، تو غیر حج میں ننگے سر نماز پڑھنے کی ممانعت بیان کرنا درست نہیں۔ کیونکہ حج میں سر کو ننگا رکھنا خشوع و خضوع کے منافی نہیں بلکہ عاجزی اور خشوع و خضوع کے انتہا کی دلیل ہے۔

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۱٦۔ صحیح مسلم، رقم: ٤٩٠.

❷ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب إذا کان الثوب ضیقا، رقم: ۳٦١.

❸ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ٦۳۲۔ سنن نسائی، رقم: ۷٦٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❹ درمختار مع رد المحتار: ٤٧٤/١.

❺ مقالات و فتاویٰ از شیخ ابن باز، ص: ۲۳٦.

۸۔ جان بوجھ کر سر سے کپڑا اتارنا اور صف میں رکھ کر ننگے سر نماز پڑھنا بھی آداب شریعت کے خلاف ہے۔

۹۔ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا افضل اور بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا تو سنت سے ثابت ہے، لیکن ڈاڑھی مونڈھ کر نماز پڑھنا خلاف سنت ہے۔

فصل نمبر 9:

مساجد کا بیان

دنیا کا بہترین خطہ:

مساجد اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین جگہیں ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مَسَاجِدُهَا .)) ❶

''اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام جگہوں سے زیادہ محبوب جگہیں مساجد ہیں۔''

مسجد کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾

(التوبة: ١٨)

''اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يَبْتَغِيْ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ ، بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ .)) ❷

''جو شخص اللہ کی رضا کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنت میں ویسا ہی گھر بناتا ہے۔''

اور ایک دوسری جگہ فرمایا:

''جس نے پرندے کے گھونسلے کے برابر، یا اس سے بھی چھوٹی مسجد تعمیر کر دی،

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ٦٧١.

❷ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ٤٠٠ ـ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ٥٣٣.

اللہ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔'' ❶

مسجد جانے اور اس کی آبادکاری کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، جب اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ایک وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا ہوا تھا۔'' ❷

جو شخص مسجد میں جاتا ہے وہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی اور ضیافت جنت میں کرتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ .)) ❸

''جو شخص صبح وشام مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی تیار کرتا ہے۔ جب وہ صبح یا شام مسجد میں جاتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص گھر سے اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف صرف نماز کی نیت سے جاتا ہے، نماز کے علاوہ اور کوئی چیز اسے لے جانے کا باعث نہیں بنتی، تو جو بھی قدم وہ اٹھاتا ہے اس سے ایک درجہ اس کا بلند ہوتا ہے، اور جب تک کوئی شخص اس جگہ بیٹھا رہتا ہے جہاں اس نے نماز ادا کی ہے تو فرشتے برابر اس کے لیے رحمت کی دعائیں یوں کرتے ہیں:

---

❶ سنن ابن ماجة، كتاب المساجد والجماعة، رقم: ٧٣٨۔ الروض النضير، رقم: ٩٣٥۔ التعليق الرغيب: ١/ ١١٧۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، كتاب الاذان، رقم: ٦٦٠۔ صحيح مسلم، رقم: ١٠٣١.

❸ صحيح بخاری، كتاب الاذان، رقم: ٦٦٢۔ صحيح مسلم، رقم: ٦٦٩.

''اے اللہ! اس پر رحمت کر۔ اے اللہ! اس پر رحم کر۔ یہ دعائیں اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک وہ بے وضو نہیں ہوتا اور کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: جتنی دیر تک کوئی آدمی نماز کی وجہ سے رکا رہتا ہے وہ سب وقت نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔'' [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تک لوگ مساجد میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت اور اس کی تعلیم میں لگے رہتے ہیں، تب تک ان پر سکینت نازل ہوتی رہتی ہے، اور انہیں رحمت ڈھانپے رہتی ہے، اور فرشتے انہیں گھیرے رکھتے ہیں اور اللہ اپنے فرشتوں میں ان کا ذکر خیر فرماتا ہے۔'' [2]

سب سے بڑا ظالم:

مساجد کی عظمت وشان کا یہ عالم کہ جو بھی ان کی مخالفت کرتا ہے، سب سے بڑا ظالم کہلاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِیْ خَرَابِهَا﴾ (البقرة: ۱۱٤)

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لیے جانے سے روکتا ہے، اور اس کی بربادی کے لیے کوشاں رہتا ہے۔''

آدابِ مسجد:

۱۔ مساجد میں خالص اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دینی چاہیے۔ غیر اللہ کی دعوت دینا حرام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾﴾ (الجن: ۱۸)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب البیوع، رقم: ۲۱۱۹۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ٦٤٩.

[2] صحیح مسلم، الذکر والدعا، رقم: ۲٦۹۹.

''اور بے شک مساجد اللہ کے لیے ہیں۔ پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔''

۲۔ مسجد میں دو رکعات تحیۃ المسجد پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ . "[1]

''جب تم مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھا کرو۔''

۳۔ مسجد میں بآواز بلند گفتگو نہ کی جائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسجد میں دو آدمی اونچی آواز میں باتیں کر رہے ہیں، وہ طائف کے رہائشی تھے، تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم مدینہ کے رہائشی ہوتے تو میں ضرور تمہیں سزا دیتا، تم رسول اللہ کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو۔''[2]

۴۔ مسجد میں تھوکنا منع ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس پر مٹی ڈال دینا ہے۔''[3]

۵۔ مسجدوں میں مجلس لگا کر دنیاوی باتیں کرنا بھی ممنوع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ . "[4]

''مساجد تو صرف اللہ عزوجل کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہوتی ہیں۔''

۶۔ پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں مت آؤ، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو کوئی ان دونوں کو کھائے تو مسجد کے قریب نہ آئے اور فرمایا: اگر تم نے انہیں کھانا ہی ہے تو ان کو پکا کر ان کی بو مار لو۔''[5]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٤٤۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ٧١٤.

[2] صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٧٠.

[3] صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤١٥۔ صحیح مسلم، رقم: ٥٥٢.

[4] صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ٢٨٥.

[5] سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمة، رقم: ٣٨٢٧۔ إرواء الغليل: ٨/ ١٥٥، ١٥٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

۷۔ مسجد میں کوئی ایسی چیز نہ لائی جائے جو لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ہماری مساجد یا بازار سے نوک والی چیز (تلوار، تیر، چھری، برچھی) لے کر گزرے تو لازمی طور پر اسے نوک سے پکڑنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ وہ مسلمان کو تکلیف دے۔'' ❶

۸۔ رسول اللہ ﷺ نے مساجد میں عشقیہ شعر گوئی، خرید و فروخت کرنے اور گم شدہ چیز کا اعلان کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ❷

بعض مساجد میں نمازوں کا ثواب

مسجد حرام:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مسجد حرام میں ایک نماز ادا کرنا دوسری مساجد میں ادا کی گئی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔'' ❸

مسجد نبوی:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام کے سوا دوسری مساجد میں ادا کی گئی ایک ہزار نماز سے بہتر ہے۔'' ❹

نوٹ:...... اس حدیث میں ''میری مسجد'' سے مراد مسجد نبوی ہے۔

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٥٢۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ٢٦١٥.

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ١٠٧٩۔ سنن ترمذی، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم: ٣٢٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❸ سنن ابن ماجة، کتاب إقامة الصلاۃ، رقم: ١٤٠٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحیح بخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکة والمدینة، رقم: ١١٩٠۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ١٣٩٤.

مسجد قباء:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مسجد قبا میں ایک نماز ادا کرنا ایک عمرہ کے برابر ہے۔'' [1]

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے مسجد قباء میں آئے اور ایک نماز پڑھے اسے ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ [2]

مسجد اقصیٰ:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تین مساجد، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی اور مقام کی (زیارت پر ثواب کی نیت سے) طرف سفر نہ کرو۔'' [3]

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ جب سلیمان بن داوٗد علیہما السلام نے بیت المقدس تعمیر کیا تو اس دوران اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا:

۱۔ اسے ایسی حکومت دے جو اس کی حکومت کے مطابق ہو تو اللہ نے اس کو یہ چیز دے دی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اسے ایسی حکومت دے جو اس کے بعد کسی دوسرے کے لیے نہ ہو، پس وہ انہیں دے دی گئی۔

۳۔ جب مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ جو شخص بھی صرف نماز کی نیت سے اس مسجد میں آئے تو اس کو گناہوں سے اس دن کی طرح صاف کر دے جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ [4]

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، رقم: ٣٢٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، رقم: ١٤١٢۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحیح بخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، رقم: ١١٨٩۔ صحیح مسلم، رقم: ١٣٩٧.

[4] سنن نسائی، کتاب المساجد، رقم: ٦٩٣۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ١٤٠٨۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعائیں:

(۱)...... ((اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ .)) ❶

''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

(۲)......((بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ . رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ .)) ❷

''اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ پر رحمتیں اور سلامتی ہو۔ اے ربّ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

(۳)...... اگر نمازی مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو سارا دن شیطان سے محفوظ رہتا ہے:

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ .)) ❸

''میں عظمت والے اللہ کی، اس کے کریم چہرے کی اور قدیم سلطنت کی پناہ چاہتا ہوں، شیطان مردود سے۔''

مسجد سے نکلتے وقت کی دعائیں:

(۱)......سیدنا ابواسید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم مسجد سے نکلو تو یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ .)) ❹

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلاة المسافرين، رقم: ٧١٣.

❷ سنن ابن ماجة، كتاب المساجد، رقم: ٧٧١ـ سنن ترمذی، كتاب مواقيت الصلاة، رقم: ٣١٤ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابوداؤد، كتاب الصلاة، رقم: ٤٦٦ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ٧١٣.

''اے اللہ! بلاشبہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔''

(۲)...... ((بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ . اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ .)) ❶

''اللہ کے نام کے ساتھ، اور رسول اللہ پر سلامتی ہو۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔''

ضروری مسائل:

۱۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں داخل کریں اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالیں۔ ❷

۲۔ عورتوں کے لیے مسجد میں جانا جائز ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہاری عورتیں تم سے رات کو مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دو۔ ❸

حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ اس حدیث میں یہ فقہ ہے کہ عورت کے لیے رات کو مسجد جانا جائز ہے۔ اور اس میں ہر نماز داخل ہو۔ ❹

۳۔ کسی شخص کو مسجد میں احتلام یا کسی عورت کو حیض شروع ہو جائے تو وہ فوراً مسجد سے نکل جائے۔ ❺

۴۔ نابالغ بچے مسجد میں آ سکتے ہیں۔ ❻

۵۔ کافر کا مسجد میں داخلہ بوقت ضرورت جائز ہے۔ ❼

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب المساجد، رقم: ۷۷۱۔ سنن ترمذی، کتاب مواقیت الصلاة، رقم: ۳۱۴۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، كتاب الصلاة، رقم: ۴۱۰۶.

❸ صحيح بخاری ، كتاب الأذان، رقم: ۸۶۵۔ صحيح مسلم، رقم: ۴۴۲.

❹ التمهيد لابن عبدالبر: ۲۸۱/۲۴.

❺ صحيح بخاری، كتاب الغسل، رقم: ۲۷۵۔ صحيح مسلم، رقم: ۶۰۵.

❻ صحيح بخاری، كتاب الصلاة، رقم: ۵۱۶۔ صحيح مسلم، رقم: ۵۴۳.

❼ صحيح بخاری، كتاب الصلاة، رقم: ۴۶۹.

جن مقامات پر نماز پڑھنا ممنوع ہے:

(۱)...... قبرستان اور حمام میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمام روئے زمین مسجد ہے، سوائے حمام اور قبرستان کے۔'' ❶

(۲)...... اونٹوں کے باڑہ میں ...... ایک شخص کے سوال کرنے پر، کیا میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔'' ❷

(۳)...... قبروں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُصَلُّوْا اِلَی الْقُبُوْرِ .)) ❸

''قبروں کا رُخ کرکے نماز مت پڑھو۔''

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰة، رقم : ٤٩٢۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم : ٣١٧۔ مستدرک حاکم : ٢٥١/١۔ صحیح ابن خزیمه، رقم : ٧٩١۔ صحیح ابن حبان، رقم : ٣٣٨، ٣٣٩۔ حاکم، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم : ٣٦٠.

❸ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم : ٩٧٢/٩٨.

فصل نمبر 10:

اوقاتِ نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾﴾ (النساء: ۱۰۳)

''بلاشبہ مومنوں پر نماز اس کے مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے افضل عمل کے متعلق سوال کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اَلصَّلَاةُ فِيْ اَوَّلِ وَقْتِهَا ۔'' ❶

''نماز اوّل وقت میں ادا کرنا۔''

نمازِ فجر کا وقت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ ۔'' ❷

''نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر پڑھتے تھے، عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔'' ❸

نمازِ ظہر کا وقت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❶ سنن ترمذی، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم: ۱۷۰۔ صحیح ابوداؤد، رقم: ۴۵۲۔ المشکاۃ، رقم: ۶۰۷.

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۷۳/ ۶۱۲.

❸ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۶۷۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۴۵.

''نماز ظہر کا وقت سورج کے زوال سے لے کر آدمی کا سایہ اس کے قد کے مطابق ہوجانے تک ہے۔'' ❶

شدید گرمی کے موسم میں نمازِ ظہر ذرا ٹھنڈے وقت میں ادا کرنی چاہیے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب گرمی سخت ہوتو نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔'' ❷

نوٹ: مطلب یہ کہ سورج ڈھلتے ہی فوراً نہ پڑھو، تھوڑی لیٹ کرلو۔

سوید بن غفلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازِ ظہر اوّل وقت میں پڑھتے تھے۔ ❸

نمازِ عصر کا وقت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ظہر کا وقت اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب آدمی کا سایہ اس کے جسم کے برابر ہوجائے، جب تک کہ عصر کا وقت نہ ہوجائے اور عصر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے کہ سورج زرد نہ ہو۔'' ❹

سیدنا بریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا فرمائی تو اس وقت سورج صاف ستھرا تھا، اس میں ذرا بھی زردی نہ ملی ہوئی تھی اور بلند وبالا تھا۔'' ❺

نماز عصر کو بلا وجہ لیٹ پڑھنا نفاق کی علامت ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

---

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ١٧٣/ ٦١٢.

❷ صحيح بخاری، كتاب مواقيت الصلاة، رقم: ٥٣٣۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ٦١٥.

❸ مصنف ابن أبي شيبة: ١/ ٣٢٣، رقم: ٣٢٧١.

❹ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ١٧٣/ ٦١٢.

❺ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم: ٦١٣.

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''منافق کی نماز عصر یہ ہے کہ وہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے، حتی کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوجاتا ہے، تو وہ اٹھتا ہے اور چار ٹھونگے مارتا ہے اور اس میں اللہ کو کم یاد کرتا ہے۔'' ❶

نمازِ مغرب کا وقت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نماز مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے سرخی غائب ہونے تک ہے۔'' ❷

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ آفتاب غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ ❸

نمازِ عشاء کا وقت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نماز عشاء کا وقت ٹھیک آدھی رات تک ہے۔'' ❹

نبی کریم ﷺ نماز عشاء میں نمازیوں کا یوں خیال رکھتے تھے، لوگ جلدی جمع ہوجاتے تو جماعت جلدی کروادیتے، اور اگر لوگ دیر کرتے تو تاخیر سے جماعت کراتے تھے۔ ❺

نمازِ جمعہ کا وقت:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نمازِ جمعہ اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔ ❻

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ٦٢٢.

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ١٧٤/ ٦١٢.

❸ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم: ٥٥٠.

❹ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ١٧٣/ ٦١٢.

❺ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم: ٥٦٠۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ٦٤٦.

❻ صحیح بخاری، باب وقت الجمعة، رقم: ٩٠٤.

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم جمعہ پڑھنے کے بعد کھانا کھاتے اور دوپہر کا قیلولہ کرتے۔ [1]

نمازوں کے ممنوع اوقات:

☆ جب سورج طلوع ہو رہا ہو، یہاں تک کہ مکمل طلوع ہو جائے۔

☆ دوپہر کو سورج کے بالکل سر پر کھڑا ہونے سے لے کر سورج کے ڈھلنے تک۔

☆ سورج کے غروب ہونے سے لے کر مکمل غروب ہو جانے تک۔ [2]

اوقات نماز کے اہم مسائل:

۱۔ حرم مکی میں کوئی وقت ممنوع نہیں۔ [3]

۲۔ اگر صحیح وقت میں نماز شروع کی پھر ممنوع وقت شروع ہو گیا تو نماز مکمل کر لے۔ [4]

۳۔ ممانعت اسی نماز کی ہے جو کسی سبب کے بغیر نفلی نوعیت کی ہو، کیوں کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے بلال! اپنا وہ عمل بتاؤ جو تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے، اور تمہارے نزدیک سب سے زیادہ قابل اُمید ہے کہ وہ قبول ہوگا، بلاشبہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: میں نے تو کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو میرے نزدیک بہت زیادہ قابل اُمید ہو سوائے اس کے کہ میں نے رات یا دن میں جب بھی کسی وقت وضو کیا ہے تو میں نے اس وضو سے

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الجمعة، رقم: ٩٣٩ـ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، رقم: ٨٥٩.

[2] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ٨٣٢.

[3] سنن ابوداؤد، كتاب المناسك، رقم: ١٨٩٤ـ سنن نسائی، رقم: ٢٩٢٧ـ سنن ترمذی، رقم: ٨٦٨ـ صحيح ابن ماجه، رقم: ١٢٥٤.

[4] صحيح بخاری، كتاب مواقيت الصلاة، رقم: ٥٥٦ـ صحيح مسلم، رقم: ٦٠٨.

جس قدر توفیق ہوئی، نماز پڑھی ہے۔'' ❶

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ نَسِيَ صَلَاةً اَوْ نَامَ عَنهَا ، فَكَفَّارَتُهَا اَنْ يُّصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا .)) ❷

''جو کوئی نماز بھول گیا ہو، یا سویا رہا ہو تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب اسے یاد آئے (یا بیدار ہو) تو پڑھ لے۔''

ابو قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَن يَّجْلِسَ .)) ❸

''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔''

چنانچہ ان مذکورہ دلائل سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ ان ممنوعہ اوقات میں کسی سبب کے بغیر عام نفل نماز منع ہے۔ ہاں! اگر کوئی مشروع سبب ہو تو جائز ہے۔

۴۔ جب فرضوں کی اقامت ہو جائے تو سنتیں اور نفل منع ہیں۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب فرض نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔ ❹

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو کوئی نماز نہیں، سوائے اس نماز کے جس کے لیے اقامت کہہ دی گئی ہو۔ ❺

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ۱۱۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۵۸.

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ٦٨٤.

❸ صحیح بخاری ، کتاب الصلاة، رقم: ٤٤٤۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، رقم: ٧١٤.

❹ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، رقم: ٧١٠۔ مسند أحمد: ٣٣١/٢.

❺ المعجم الأوسط للطبرانی ، رقم: ٨٦٥٤.

اہل علم میں سے سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک شاگرد امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، امام ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن عبدالبر، علامہ خطابی، ابن الجوزی، نووی، ابن القیم اور حافظ ابن حجر اسی کے قائل ہیں کہ فرض نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔

فصل نمبر 11:

اذان واقامت

اذان کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٣﴾ ﴾ (حم السجده : ٣٣)

''اوراس آدمی سے زیادہ اچھی بات والا کون ہوسکتا ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔''

''مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کے مصداق سب سے پہلے انبیائے کرام ہیں، پھر علماء، پھر مجاہدین، پھر اذان دینے والے اور پھر توحید خالص اور قرآن وسنت کی دعوت دینے والے۔'' [1] (تیسیر الرحمن : ٢/١٣٤٣)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) [2]

''قیامت کے روز اذان دینے والوں کی گردنیں لمبی ہوں گی (یعنی وہ اللہ کا نام بلند کرنے کی وجہ سے مرتبے میں سب سے اونچے ہوں گے)''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مؤذن کو بلند آواز سے اذان دینے کی وجہ سے بخش دیا جاتا ہے، اور جو بھی تر یا خشک چیز اس کی آواز سنتی ہے وہ (قیامت کے دن) اس کے لیے گواہی دے

---

[1] صحیح مسلم ، کتاب الطهارة ، رقم: ٢٧٧.

[2] صحیح مسلم ،کتاب الصلاة ، رقم: ٣٨٧.

گی اور اس کے لیے ان لوگوں کے ثواب کے برابر ثواب ہے جو اس کی اذان سن کر نماز کے لیے آتے ہیں۔'' ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''امام ضامن اور ذمہ دار ہے اور مؤذن امین اور قابل اعتماد ہے۔ اے اللہ! اماموں کو ہدایت نصیب فرما اور مؤذنوں کو بخش دے۔'' ❷

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''آپ کا رب بکریوں کے اُس چرواہے سے خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر اذان کہتا اور نماز پڑھتا ہے۔ پس اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''میرے اس بندے کو دیکھو، مجھ سے ڈر کر اذان کہہ رہا ہے اور نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اسے بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔'' ❸

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا (خیر و برکت) ہے تو پھر وہ اذان اور پہلی صف کو قرعہ اندازی کے علاوہ حاصل نہ کر سکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔ اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز باجماعت ادا کرنے میں کیا خیر و برکت ہے تو ان دونوں نمازوں میں حاضر ہوں اگرچہ انہیں گھسٹ کر آنا پڑے۔'' ❹

اذان کے کلمات، پس منظر اور طریقہ:

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس بنانے کا

---

❶ سنن نسائی ، کتاب الاذان، رقم: ٦٤٧ـ صحیح بخاری ، کتاب الأذان، رقم: ٦٠٩.

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ ، رقم: ٢٠٧ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابوداؤد، تفریع صلاۃ السفر، رقم: ١٢٠٣ـ سنن نسائی ، کتاب الاذان، رقم: ٦٦٦ـ إرواء الغلیل، رقم: ٢١٤ـ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ٤١.

❹ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ٦١٥ـ صحیح مسلم، رقم: ٤٣٧.

کہا تا کہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے جمع کیا جا سکے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی ناقوس اُٹھائے میرے پاس سے گزر رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس بیچنا چاہتا ہے؟ اس نے پوچھا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے سے لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے تو اس نے کہا: کیا میں تمھیں وہ طریقہ نہ بتا دوں جو اس سے بہتر ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! تو اس نے کہا: تم کہو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ .
اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ .
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه .
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ .
حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ، حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ .
حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ .
اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ .
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ . [1]

”اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے سچے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آؤ نماز کی طرف، آؤ نماز کی طرف۔ آؤ کامیابی کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔“

---

[1] سنن ابوداؤد، كتاب الصلاة ، رقم: ٤٩٩ ـ سنن ابن ماجه ، كتاب الأذان، رقم: ٦ ـ مسند احمد: ٤/ ٤٢، ٤٣ ـ إرواء الغليل: ١/ ٢٦٤، ٢٦٥ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

پھر وہ مجھ سے تھوڑا پیچھے ہٹا، اور بولا کہ جب تم نماز کے لیے اقامت کہو تو یوں کہو:

((اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَيَّ عَلَی الصَّلاۃِ، حَيَّ عَلَی الْفَلاحِ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .))

جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور جو میں نے دیکھا تھا، وہ آپ کو بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''بلا شبہ ان شاء اللہ یہ سچا خواب ہے۔ تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور جو تم نے دیکھا ہے، اسے بتاتے جاؤ تاکہ وہ انہی الفاظ سے اذان کہے کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہے۔''

چنانچہ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہو کر انہیں بتاتا گیا اور وہ اذان کہتے تھے۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ ندا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں سنی تو وہ بھی اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آ گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی اسی طرح دیکھا جو انہوں نے دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ .))

فجر کی اذان میں '' اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ '' کہنے کی مشروعیت:

فجر کی اذان میں ((حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ)) کے بعد دوبار یہ کلمات بھی کہیں:

((اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ .))

''نماز نیند سے بہتر ہے، نماز نیند سے بہتر ہے۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ اذانِ فجر میں مؤذن ((حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ)) کے بعد ((اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ)) کہے۔ [1]

---

[1] سنن الدار قطني: ۱/ ۲۴۳۔ السنن الکبریٰ للبیهقي: ۱/ ۴۲۳۔ صحیح ابن خزیمة: ۱/ ۲۰۲، رقم: ۳۸٦۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

نعیم بن النحام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے نمازِ صبح کے لیے اذان کہتے ہوئے کہا:

((اَلصَّلاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ)) ❶

ابومحذورۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: پس اگر اذانِ نمازِ فجر ہو تو تم کہو:

((اَلصَّلاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ)) ❷

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فجر کی پہلی اذان میں ((حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ)) کے بعد ((اَلصَّلاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ)) دو بار کہا جاتا تھا۔ ❸

فوائد: ......(۱) اس حدیث میں اذانِ اوّل سے مراد، اذانِ فجر ہے اور اسے ''الاول'' اقامت کے مقابلے میں کہا گیا ہے، کیوں کہ اقامت کو بھی اذان کہا جاتا ہے۔

(۲) یہ کہنا کہ ((اَلصَّلاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ)) کلمات سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ایجاد ہیں، فحش غلطی ہے۔

اقامت کے طاق کلمات:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ .

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ .

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ .

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ .

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ .

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ .

---

❶ السنن الکبریٰ للبیھقی: ۱/ ۴۲۳.

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۰۰. محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ السنن الکبریٰ للبیھقی: ۱/ ۴۲۳۔ شرح معانی الآثار: ۱/ ۱۳۷۔ تمام المنۃ، ص: ۱۴۶۔ سبل السلام: ۱/ ۱۲۰۔ حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ .

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ . ❶

نوٹ: ......سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار اور تکبیر کے کلمات ایک ایک بار تھے، سوائے اس کے کہ اقامت کہنے والا ((قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ)) دو بار کہتا تھا۔ ❷

دوہری اذان:

دوہری ''ترجیع والی'' اذان میں شہادتین والے کلمات پہلے دھیمی آواز میں کہے جائیں اور پھر دوبارہ بلند آواز سے کہے جائیں گے، یعنی مؤذن پہلی مرتبہ آہستہ آواز میں کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه (دومرتبہ)

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (دومرتبہ)

اور پھر دوسری دفعہ باآواز بلند کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه (دومرتبہ)

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (دومرتبہ)

باقی الفاظ عام اذان والے ہیں۔ ❸

دوہری اقامت:

دوہری اقامت میں مندرجہ ذیل کلمات ہیں:

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰة ، رقم: ٤٩٩ ـ سنن ابن ماجه ، رقم: ٧٠٦ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة ، رقم: ٥١٠ ـ سنن دارمی : ٢٧٠/١ ـ مستدرك حاكم: ١٩٧/١ ـ ذہبی اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰة ، رقم: ٥٠٢ ـ سنن ترمذی ، ابواب الصلوٰة، رقم: ١٩٢ ـ سنن نسائی، رقم: ٦٣٢ ـ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة ، رقم: ٣٧٩.

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔ [1]

اذان کا جواب دینا:

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”جب مؤذن کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ .
پس تم بھی کہو: اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ .
پھر جب مؤذن کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه .
تم بھی کہو: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه .
پھر جب مؤذن کہے: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ .
تم بھی کہو: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ .
پھر جب مؤذن کہے: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ .
تو تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ .

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ٥٠٢۔ سنن نسائی، رقم: ٦٣٢۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

پھر جب مؤذن کہے: حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ .

تو تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ .

پھر جب مؤذن کہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ .

تو تم کہو: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ .

پھر جب مؤذن کہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .

تو تم کہو: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .

جو شخص اپنے صدق دل سے مؤذن کے کلمات کا جواب دے گا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔'' [1]

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص مؤذن کے شہادتین کے کلمات ادا کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے، اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے:

((وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا .)) [2]

''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے پر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، رقم: ٣٨٥ .

[2] صحیح ابن خزیمه: ٢٢٠/١، رقم: ٤٢٢۔ سنن الکبری للبیهقی: ٤١٠/١۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اذان کے بعد کی دعائیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم مؤذن کی اذان سنو، تو وہی کہو جو وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو، جس نے مجھ پر درود پڑھا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا، پھر میرے لیے اللہ سے مقام وسیلہ کا سوال کرو کیونکہ جس نے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔'' [1]

مسنون درود شریف کے کلمات:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. [2]

''اے اللہ! رحمت بھیج محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر جیسے رحمت بھیجی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر، بے شک تو تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت بھیج محمد (ﷺ) پر اور آلِ محمد (ﷺ) پر جیسے برکت بھیجی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر۔ بے شک تو تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے۔''

پھر یہ دعائے وسیلہ پڑھیں:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ.))

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٣٨٤.

[2] صحیح بخاری، کتاب الأنبیاء، رقم: ٣٣٧٠.

''اے اللہ! اس کامل دعوت اور (تا قیامت) قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو مقام وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر فائز فرما، جس کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے۔'' ❶

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص مؤذن کی اذان سن کر یہ دُعا پڑھے:

((أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا .))

تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' ❷

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے ربّ ہونے پر، محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوگیا۔''

اذان اور اقامت کے اہم مسائل وآداب:

۱۔ ((حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ)) اور ((حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ)) کہتے ہوئے مؤذن کا اپنی گردن دائیں بائیں موڑنا مستحب عمل ہے۔ ❸

۲۔ اذان دیتے ہوئے کانوں میں انگلیاں رکھنا مستحب عمل ہے۔ ❹

۳۔ کھڑے ہوکر اذان دینا سنت ہے۔ اور اس پر اہل علم کا اجماع بھی ہے۔ ❺

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٦١٤. السنن الكبرىٰ للبيهقي: ١/٤١٠، رقم: ١٩٣٣.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ٣٨٦۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ٤٢١.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٦٣٤۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ٥٠٣.

❹ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ١٩٧۔ سنن ابن ماجة، کتاب الأذان والسنة فيها، رقم: ٧١١۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ٣٨٨۔ ابن خزیمہ اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❺ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٦٠٤۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ٣٧٧۔ الأوسط لإبن المنذر: ٣/٢٨، م: ٣٥٣.

۴۔ قبلہ رُخ ہو کر اذان دینا مستحب ہے۔ چنانچہ امام ابن المنذر فرماتے ہیں: ''اہل علم کا اجماع ہے کہ قبلہ رُخ ہو کر اذان دینا سنت ہے۔'' ❶

۵۔ اذان اور اقامت کے درمیان زیادہ سے زیادہ دعائیں کریں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان مانگی جانے والی دعا ردّ نہیں ہوگی۔'' ❷

۶۔ اذان ہو جانے کے بعد بغیر شرعی عذر مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ ❸

۷۔ اگر شرعی عذر ہے تو اذان بلکہ اقامت کے بعد بھی مسجد سے نکلا جا سکتا ہے۔ ❹

۸۔ اذان کے جواب میں وہی کلمات دہرائے جائیں جو مؤذن کہہ رہا ہے، سوائے ((حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ)) اور ((حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ)) کے۔ جب مؤذن یہ کلمات کہے تو سننے والا کہے ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ)) ❺

۹۔ ((اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ)) کے جواب میں یہی کلمات دہرائے جائیں۔ اذان کے ان کلمات سننے والوں کا ہاتھ کے انگوٹھوں کا چومنا بدعت ہے۔ ❻

۱۰۔ ((اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ)) کے جواب میں یہی کلمات کہے جائیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ)) کہنا ثابت نہیں، پس ان الفاظ کی کوئی اصل نہیں۔

۱۱۔ اقامت میں ((قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ)) کے جواب میں ((اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا)) کہنا درست نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ❼

---

❶ الأوسط لإبن المنذر، رقم: ۲۸/۳، م: ۳۵۳.

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۲۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۱۲۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۴۲۵، ۴۲۶۔ ابن خزیمہ اور علامہ البانی رحمہم اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۵۵.

❹ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۴۰.

❺ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۱۱۔ صحیح مسلم، رقم: ۳۸۳.

❻ بدعات اوران کا شرعی پوسٹ مارٹم، ص: ۲۹۷. ❼ المجموع للنووی.

۱۲۔ اذان کے اختتام پر ((لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ)) پڑھنے کے بعد ((مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) پڑھا جاتا ہے۔ یہ بدعت ہے کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

۱۳۔ بارش کے دن اذان میں ''اَلصَّلٰوةُ فِی الرِّحَالِ'' یا ''صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ'' کہا جائے۔ [1]

اذان سے قبل خود ساختہ درود پڑھنا:

بعض لوگ اذان سے پہلے خود ساختہ درود ''الصلوة والسلام عليك يا رسول الله ، و على آلك و أصحابك و يا حبيب الله'' پڑھتے ہیں۔ زمانۂ نبوی اور خلفائے راشدین کے عہد سے ایسے الفاظ کا ثبوت نہیں ملتا، اس کا رواج مصر کی رافضی حکومت کے زمانہ میں ہوا ہے۔ [2]

لیکن بعد میں سری آواز سے مسنون دُرود پڑھا جائے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

شیخ محمد بن عبدہ مفتی مصر سے یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''اذان کے کلمات پندرہ ہیں، جس کے آخر میں لا الٰــہ الا اللّٰــہ ہے۔ اس سے پہلے اور بعد میں جو کلمات کہے جاتے ہیں سب نو ایجاد بدعات ہیں۔'' [3]

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ٦٦٨ـ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ١٦٩٩.

[2] السنن والمبتدعات.

[3] بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم، ص: ۲۹۷۔۲۹۸۔

فصل نمبر 12:

قبلہ اور سترہ

قبلہ کی طرف رُخ کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ (البقرہ: ١٤٤)

''جہاں بھی تم ہو اپنے چہرے مسجد حرام کی طرف پھیرو۔''

جب فرض نماز ادا کرنا مقصود ہوتا، تو آپ ﷺ سواری سے اُترتے اور قبلہ رُخ کھڑے ہو جاتے۔ ❶

اگر ایسی جگہ ہو جہاں قبلہ نظر نہیں آتا تو قبلہ کی سمت نماز پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''مشرق اور مغرب کے درمیان (مغرب کی طرف) تمام سمت قبلہ ہے۔'' ❷

سترہ رکھنا:

سترہ سے مراد وہ چیز ہے جسے نمازی اپنے آگے کھڑا کر کے نماز ادا کرتا ہے، تاکہ آگے سے گزرنے والا گزر جائے اور گناہ گار نہ ٹھہرے اور اس کی نماز میں بھی خلل واقع نہ ہو۔ یہ سترہ لاٹھی، برچھی، دیوار، ستون اور درخت سمیت کسی بھی آڑ بننے والی چیز کو بنایا جاسکتا ہے۔ اور یہ طول میں ہونا چاہیے، عرض میں نہیں۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ سترہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

((يَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ بِالطُّوْلِ لَا بِالْعَرْضِ.)) ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب تقصیر الصلاۃ، رقم: ١٠٩٩.

❷ سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، رقم: ٣٤٢، ٣٤٤۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٠١١۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن'' اور علامہ البانی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح ابن حبان، رقم: ٢٣٧٧.

''سترہ طول میں ہونا چاہیے، نہ کہ عرض یعنی چوڑائی میں۔''

سترہ کی اہمیت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ ، فَاِنَّهُ يَسْتُرُهُ اِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ آخِرَةِ الرَّحْلِ .)) [1]

''تمہارا جب کوئی نماز پڑھنے لگے اور اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی شے ہوتو وہ آڑ کے لیے کافی ہے۔''

ایک اور مقام پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُصَلِّ اِلَّا اِلٰى سُتْرَةٍ .)) [2]

''سترے کے بغیر نماز نہ پڑھو۔''

فائدہ :...... سامنے سترہ رکھ کر نماز پڑھنا افضل ہے، لیکن یہ فرض نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بغیر سترہ کے نماز پڑھنا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ میں اور بنو ہاشم کا ایک لڑکا گدھے پر سوار ہوکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔ ہم گدھے سے اُترے اور اسے چرنے کے لیے چھوڑ آئے، پھر آپ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ ایک شخص نے پوچھا: ''کیا آپ کے سامنے نیزہ تھا؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''نہیں۔'' [3]

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں:

((إِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ ، قَالَ الشَّافِعِيْ : إِلٰى غَيْرِ سُتْرَةٍ .))

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب الصلاة ، رقم: ٥١٠.

[2] صحيح ابن خزيمه : ٣٠٥/٣، رقم: ٧٧٥۔ صحيح ابن حبان ، رقم: ٢٣٦٢۔ ابن خزیمہ، ابن حبان اور علامہ البانی رحمہم اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحيح بخاری ، كتاب الصلاة ، رقم: ٤٩٣.

''یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ ﷺ بغیر سترہ کے نماز پڑھ رہے تھے۔''

اسی لیے اس حدیث پر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں باب قائم کیا ہے:

((باب من صلى إلى غير سُتْرَةٍ .)) [1]

''باب اس شخص کے متعلق جو بغیر سترہ کے نماز پڑھے۔''

اسی حدیث کو دلیل بناتے ہوئے جمہور علماء نے سترہ رکھنا مستحب قرار دیا ہے۔ [2]

سیّد سابق کہتے ہیں: ''نمازی کے لیے سترہ رکھنا مستحب ہے۔'' [3]

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو اس کے گناہ کا علم ہو جائے، تو وہ چالیس (سال، ماہ یا دن) تک ٹھہر جائے، یہ اس کے لیے اس کے سامنے سے گزرنے سے بہتر ہے۔''

راوی حدیث سالم بن ابی امیہ ابوالنضر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے چالیس دن کہا، یا چالیس مہینے، یا پھر چالیس سال کہا۔'' [4]

سترہ کے اندر سے گزرنے والے کو روکنا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص کسی ایسی چیز کو سامنے رکھ کر نماز پڑھے، جو اسے لوگوں سے بچائے، پھر اگر کوئی اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو وہ نمازی اسے روکے، اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کرے، کیوں کہ وہ شیطان ہے۔'' [5]

---

[1] ملخصًا از شرح بخاری، داؤد راز دهلوی: ۱/ ۵۱۹.

[2] سبل السلام: ۱/ ۳۲۹.

[3] فقه السنة: ۱/ ۲۲٤.

[4] صحيح بخاری، كتاب الصلاة، رقم: ۵۱۰۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ۵۰۷.

[5] صحيح بخاری، كتاب الصلاة، رقم: ۵۰۹۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ۵۰۵.

سترہ کتنے فاصلے پر ہو:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ اور دیوار کے درمیان صرف بکری گزرنے کی جگہ ہوتی تھی۔'' ❶

سترہ کی مقدار:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازی کے سترہ کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مِثْلَ مُؤْخَرَةِ الرَّحْلِ.'' ❷

''اونٹ کے پالان کے پچھلے حصہ کی اونچائی کے برابر ہونا چاہیے۔''

فائدہ:...... عطا رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''پالان کی پچھلی لکڑی ایک ہاتھ یا اس سے کچھ بڑی ہوتی ہے۔'' ❸

سترہ کے اہم مسائل واحکام:

۱۔ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔ ❹

۲۔ بیٹھے یا لیٹے شخص کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے اور اس کی حرکت سے کوئی فرق نہیں پڑتا، جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔ ❺

۳: جانور کو بھی سترہ بنانا جائز ہے۔ ❻

❶ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٩٦۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٥٠٨.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٩٩.

❸ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ٦٨٦۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب سترة الإمام سترة فی خلفه، قبل حدیث رقم: ٤٩٣.

❺ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ٥١٣۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٥١٢.

❻ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٥٠٢.

فصل نمبر 13:

نماز با جماعت ادا کرنا

مسجدوں میں کیوں نہ مسلم کو ملے تسکین دل
کوچۂ محبوب آخر کوچۂ محبوب ہے

نماز با جماعت کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾﴾

(البقرة: ٤٣)

''نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

سلف صالحین اور مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ آیت نماز با جماعت کے متعلق ہے۔

با جماعت نماز ادا کرنا ہر اس شخص پر واجب ہے، جو قادر ہو اور اذان کی آواز سنتا ہو۔

چنانچہ شافع محشر، سرکارِ مدینہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:

((مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ ، فَلاَ صَلاَةَ لَهُ ، إِلاَّ مِنْ عُذْرٍ .)) [1]

''جو شخص اذان سنے اور مسجد میں نہ آئے، تو اس شخص کی نماز ہی نہیں ہوتی، اِلاّ یہ کہ کوئی (شرعی) عذر ہو۔''

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ اس عذر سے مراد خوف، یا بیماری ہے۔'' [2]

---

[1] مسند ابو يعلى : ٢/ ٢٨١، رقم: ٢٤٢٦ـ طبع دار الفكر ، بيروت.

[2] سنن ابن ماجة، كتاب المساجد والجماعات، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة، رقم: ٧٩٣ـ سنن دار قطنی: ١/ ٤٢٠ـ طبرانی کبير، رقم: ١٢٢٦٥ـ سنن الكبرىٰ، للبيهقی: ٣/ ٥٧ـ صحيح ابن حبان، رقم: ٢٠٦٤ـ مستدرك حاكم: ١/ ٢٤٥، رقم: ٩٣٢ـ ابن حبان، حاکم اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا آدمی حاضر ہوا، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایک نابینا آدمی ہوں، اور مجھے مسجد تک لے جانے والا کوئی شخص نہیں ہے، تو کیا آپ مجھے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت دیتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا: جی ہاں! ضرور سنتا ہوں، پس خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر اللہ کے داعی کی آواز پر لبیک کہو، یعنی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے ضرور جاؤ۔ [1]

اور بعض روایات کے الفاظ ہیں:

((مَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً .)) [2]

''میں تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی '' صحیح ، کتاب الصلاۃ '' میں باب قائم کیا ہے:
((بَابُ وُجُوْبِ صَلاَةِ الْجَمَاعَةِ......)) ''باب نماز باجماعت پڑھنا فرض ہے۔''
اور اس کے بعد بطورِ تمہید امام حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے:

((اِنْ مَنَعَتْهُ أُمُّهُ عَنِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ شَفَقَةً لَمْ يُطِعْهَا))

''کہ اگر کسی شخص کی ماں اس کو محبت کی بناء پر عشاء کی نماز باجماعت کے لیے مسجد میں جانے سے روک دے تو اس شخص کے لیے ضروری ہے کہ ماں کی بات نہ مانے۔''

اور پھر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کردہ روایت ذکر کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے ارادہ کیا کہ میں یہ حکم دوں کہ نماز کی جماعت کھڑی کی جائے، پھر

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب یجب ایتان المسجد علی من سمع النداء، رقم: ٦٥٣.

[2] سنن ابن ماجة، کتاب المساجد والجماعات، رقم: ٧٩٢۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید في ترك الجماعة، رقم: ٥٥٢۔ مسند أحمد: ٣/ ٤٢٣۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ١٤٨٠۔ مستدرك حاکم ١/ ٢٤٦، رقم: ٩٣٨۔ ابن خزیمہ اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے، پھر میں چند لوگوں کو لے کر، جن کے ساتھ لکڑیوں کا بنڈل ہو ایسے لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے، پھر میں انہیں ان کے گھروں سمیت آگ لگا کر خاکستر کردوں۔'' ❶

مولانا داؤد راز رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث سے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا جس قدر ضروری معلوم ہوتا ہے وہ الفاظ سے ظاہر ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جماعت کے لیے ان کے گھروں کو آگ لگانے تک کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اسی لیے جن علماء نے نماز کو جماعت کے ساتھ فرض قرار دیا ہے، یہ حدیث ان کی اہم دلیل ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَالْحَدِيْثُ اِسْتَدَلَّ بِهِ الْقَائِلُونَ بِوُجُوْبِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّهَا لَوْ كَانَتْ سُنَّةً لَمْ يُهَدِّدْ تَارِكَهَا بِالتَّحْرِيْقِ))

''اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل پکڑی ہے جو نماز باجماعت کو واجب قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ محض سنت ہوتی تو اس کے چھوڑنے والے کو آگ میں جلانے کی دھمکی نہ دی جاتی۔'' ❷

نماز باجماعت کی فضیلت:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً)) ❸

''کہ باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس (۲۷) درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب وجوب صلاۃ الجماعۃ، رقم: ٦٤٤.

❷ شرح صحیح بخاری، از داؤد راز دھلویؒ: ١/ ٦١٠.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ، رقم: ٦٤٥.

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَإِنَّ الصَّلوٰةَ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ أَكْبَرِ شَعَائِرِ الدِّيْنِ وَ عَلَامَاتِهِ)) ❶

''مسجد میں نماز پڑھنا دین کے شعائر اور علامات میں سے سب سے بڑھ کر ہے۔''

نماز باجماعت کے شوقین سلف صالحین کے نمونے:

☆ سیّدنا ابن مسیّب فرماتے ہیں کہ پچھلے چالیس سالوں سے میری جماعت فوت نہیں ہوئی۔ ❷

☆ جناب وکیع بن الجراح نے اُعمش سے بیان کیا ہے، کہ وہ اعمش ستر (۷۰) سال کے تھے، اور کبھی ان کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی تھی۔ ❸

☆ جناب اسود رحمہ اللہ سے جب جماعت فوت ہوجاتی تو آپ کسی دوسری مسجد میں تشریف لے جاتے۔ جہاں نماز باجماعت ملنے کا امکان ہوتا۔ ❹

☆ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک ایسی مسجد میں حاضر ہوئے جہاں نماز ہوچکی تھی۔ آپ نے پھر اذان دی، اقامت کہی اور باجماعت نماز پڑھی۔ ❺

☆ محمد بن المبارک الصوری فرماتے ہیں: جب سعید بن عبدالعزیز کی نماز باجماعت فوت ہوجاتی تھی، تو رونے لگتے تھے۔ ❻

☆ اور امام نافع رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب عشاء کی جماعت فوت ہوجاتی تھی، تو وہ اپنی باقی رات کو زندہ کرتے تھے یعنی باقی رات اللہ

---

❶ كتاب الصلوٰة، ص: ١٠٥.

❷ حلية الأولياء: ٢/ ١٦٢۔ سير أعلام النبلاء: ٤/ ٢٢١.

❸ سير أعلام النبلاء: ٦/ ٢٢٨.

❹ صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة.

❺ صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة.

❻ سير أعلام النبلاء: ٨/ ٣٤.

تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں گزارتے تھے۔ ❶

☆ بشر بن الحسن البصری رحمہ اللہ کے متعلق آتا ہے کہ انہیں ''صفی'' کہا جاتا تھا، اور ان کا نام ''صفی'' صرف اس لیے رکھا گیا تھا کہ انہوں نے بصرہ کی ایک مسجد میں پچاس (۵۰) سال تک پہلی صف میں بالالتزام نماز ادا کی۔ ❷

ترکِ جماعت پر وعید:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں مؤذن کو اذان کا حکم دوں، پھر ایک آدمی کو جماعت کرانے کا کہوں، پھر آگ کا ایک شعلہ لے کر ان لوگوں کے گھروں کو جلادوں جو نماز پڑھنے کے لیے نہ نکلے ہوں۔'' ❸

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کسی بستی یا جنگل میں صرف تین مسلمان ہوں اور نماز با جماعت کا اہتمام نہ کریں تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، تم پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا لازم ہے، کیونکہ بھیڑیا تنہا بکری کو کھا جاتا ہے۔'' ❹

نماز کے لیے جانے کے آداب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اقامت کی آواز سنو، تو نماز کے لیے سکون اور وقار کے ساتھ چل کر آؤ، جلدی نہ کرو اور جتنی نماز جماعت سے پالو، وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے بعد

❶ سیر أعلام النبلاء: ۳/ ۲۱۵۔ حلیة الأولیاء: ۱/ ۳۰۳.

❷ تهذیب الکمال: ۲/ ۱۱۳۔ تهذیب التهذیب: ۱/ ۲۸۲.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۰۷۔ صحیح مسلم، رقم: ۶۵۱.

❹ سنن نسائی، کتاب الامامة، رقم: ۸۴۸۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵۴۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

میں پوری کرلو۔'' ❶

''یاد رکھیے! بندہ جب اپنے گھر سے مسجد کے ارادے سے نکلتا ہے تو وہ اس اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاتا ہے، جوزبردست ہے، یکتا ہے، غالب ہے، طاقت ور ہے، بخشش کرنے والا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، چاہے کہیں بھی ہو، رائی کا ایک دانہ اس سے مخفی ہے نہ اس سے چھوٹا نہ بڑا، ساتوں زمین میں نہ ساتوں آسمان میں، نہ ساتوں سمندروں میں، نہ بلند وبالا پہاڑوں کی چوٹیوں پر، وہ اللہ کے گھر آتا ہے، اور اللہ کا قصد کرتا ہے، اور اللہ کی طرف رخ کرتا ہے اور اس کے ایسے گھر کی طرف جس کے بارے میں حکم ہے:

﴿ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۟ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۪ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۟ۙ ﴾ (النور: ٣٦، ٣٧)

''جنہیں بلند کرنے کا اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ نے اذن دیا ہے ان میں ایسے لوگ صبح وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں، جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد اور اقامت نماز اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کردیتی، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آجائے گی۔''

اس لیے جب آپ گھر سے نکلیں تو غیر معمولی سنجیدگی اور ادب کا مظاہرہ کریں اور دنیاوی حالات اور اس کی مشغولیتوں سے کٹ کر صرف اللہ کے لیے یکسو ہو کر نکلیں، سکینت اور وقار کے ساتھ نکلیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے رغبت وخوف، مسرت وحسرت اور خشوع وخضوع اور پستی و اخبات یعنی تذلل کے جذبات ہمارے اوپر طاری ہوں، اس لیے کہ جتنی زیادہ پستی اور ذلت، خشوع ودناءت یعنی

❶ صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: ٦٣٦ـ صحيح مسلم، رقم: ٣٠٢.

تذلل اور اخبات وانابت کا مظاہرہ ہوگا اتنی ہی ہماری نماز پاکیزہ ہوگی، اسی قدر اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے قبولیت حاصل ہوگی، بندے کا مقام اسی حیثیت سے بلند ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا ہی قرب حاصل ہوگا اور اگر وہ تکبر کرے گا تو اللہ اسے توڑ دے گا، اس کا عمل ردّ کر دے گا اور متکبر کا کوئی عمل اللہ قبول نہیں کرتا۔'' ❶

❀ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر مسجد کی طرف جائے تو وہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے، کیونکہ وہ نماز میں ہوتا ہے۔'' ❷

❀ اور رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے:

''کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعات ضرور پڑھ لے۔'' ❸

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرے۔'' ❹

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے منع نہ کرو، جب کہ وہ مسجد میں جائیں تو زیب وزینت اختیار کیے ہوئے نہ ہوں۔'' ❺

---

❶ نماز، تالیف امام احمد بن حنبل، تحقیق وتقدیم شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ، صفحہ نمبر ۱۰۱، ۱۰۲.

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۶۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۸۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۴۴.

❹ سنن دارمی، رقم: ۱۳۴۔ صحیح بخاری، رقم: ۵۲۳۸۔ صحیح مسلم، رقم: ۹۸۷.

❺ سنن دارمی، رقم: ۱۳۱۵۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۵۶۵۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

فصل نمبر 14:

نماز میں صف بندی کی فضیلت واہمیت

ایک ہی صف میں ہوئے صف بستہ شاہ و گدا
کیا عجب یہ منظر الفت دکھاتی ہے نماز

صفیں درست کرنا فرض ہے:

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ)) [1]

''تم اپنی صفوں کو برابر کرو۔ پس تحقیق صفوں کا برابر کرنا نماز کے پورا کرنے میں سے ہے۔''

مذکورہ بالا حدیث میں ((إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ)) کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، اور صحیح مسلم وغیرہ میں ((مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ)) ''نماز کے مکمل ہونے میں سے'' کے الفاظ ہیں۔ ان ہر دو الفاظ سے معلوم ہوا کہ صفوں کا ٹیڑھا ہونا، ان کے درمیان خلال ہونا، نقصان کا موجب ہے۔

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا کراتے، گویا اس کے ساتھ تیر کو سیدھا کیا جائے گا، یہاں تک کہ آپ کو اطمینان ہو گیا کہ ہم نے اس مسئلہ کو آپ سے خوب سمجھ لیا ہے۔ ایک دن آپ مصلےٰ پر تشریف لائے، اور ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ باہر نکلا ہوا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو برابر کرلو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔'' [2]

مذکورہ بالا حدیث پاک کی رو سے صفوں کا سیدھا کرنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب اقامة الصف من تمام الصلاة، رقم: ۷۲۳۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف واقامتها......، رقم: ۹۷۵.

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۹۷۹.

صفیں درست نہ کرنے کی سزا:

خبردار! صفیں کج اور ٹیڑھی نہ ہوں کہ صفوں کا ٹیڑھا پن باہمی پھوٹ، اختلافِ قلوب اور باطنی کدورت کا موجب ہے۔ سیّدنا اُنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((رَصُّوْا صُفُوْفَكُمْ، وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا، وَحَاذُوْا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ، كَأَنَّهَا الْحَذَفُ.)) ❶

''سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو، اور صفوں کو قریب قریب رکھو۔ اور گردنیں برابر رکھو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً میں شیطان کو صف کے شگافوں میں داخل ہوتا دیکھتا ہوں، گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔''

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف کے اندر تشریف لاتے، ادھر اُدھر چکر لگاتے اور ہمارے سینوں اور مونڈھوں کو برابر کرتے، اور ارشاد فرماتے تھے:

((لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ.)) ❷

''اختلاف نہ کرو وگرنہ تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' صفوں کو قائم کرو، اور کندھوں کو برابر کرو، اور خلال مت چھوڑو، اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، اور صفوں کے درمیان شیطان کے لیے جگہ نہ چھوڑو، اور جو صف ملائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا، اور جو صف کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو اپنے سے کاٹ دے گا۔'' ❸

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب تسوية الصوف: ١/ ١٩٨، رقم: ٦٦٧۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح سنن ابو داؤد للألبانی، تفريع ابواب الصفوف، باب تسوية الصفوف: ١/١٩٧، رقم: ٦٦٤.

❸ صحيح سنن ابو داؤد، للألبانی، تفريع ابواب الصفوف، باب تسوية الصفوف، رقم: ٦٦٦۔ سنن الكبرىٰ للبيهقي: ٣/ ١٠١.

اس حدیث مبارکہ میں صفیں درست نہ کرنے پر سخت وعید ہے۔ اور صفیں اس صورت میں ہی مضبوط ہوسکتی ہیں۔

صفیں درست کرنے کا طریقہ:

جب نمازی اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے کے ساتھ کندھا اور قدم کے ساتھ قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر کھڑا ہو۔ جیسا کہ سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((رَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهِ .)) [1]

''میں نے دیکھا کہ ہر آدمی اپنے ساتھ کے کندھے کے ساتھ کندھا ملایا کرتا تھا۔''

اور سیّدنا اُنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ، فَإِنِّي اَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ .)) [2]

''صفیں برابر کرلو۔ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں، اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر) ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا کہ (صف میں) اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے، اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا تھا۔''

فائدہ :...... ان احادیث سے کئی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ (ا) یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو سیدھا رکھنے کی بڑی تاکید فرماتے، (۲) دوسرا یہ کہ صفوں کے درست نہ رکھنے سے آپس میں باہمی محبت کا خاتمہ ہوتا ہے اور اختلافات شروع ہوجاتے ہیں۔ جس کا مظاہرہ مسلمانوں میں کیا جاسکتا ہے کہ مساجد میں مسلمانوں کا عجب حال ہے۔ نمازی ایک ایک فٹ دور کھڑے ہوتے ہیں، اور باہمی قدم مل جانے کو بڑا خطرناک تصور کیا جاتا ہے، اور اس پرہیز کے لیے خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں میں سے محبت اور اخوت کا خاتمہ ہوچکا، سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب مسلمانوں کو دوبارہ آپس میں محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الزاق المنکب بالمنکب ......

[2] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۲۵.

مسلمانوں میں خون باقی نہیں ہے
محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشان، سجدہ بے ذوق
کہ جذب اندروں باقی نہیں ہے

فرشتوں کی طرح صفوں کو درست کرو:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ①﴾ (الصافات: ۱)

''قسم ہے قطار در قطار صفیں باندھنے والوں کی۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔

قتادہ کہتے ہیں کہ فرشتے آسمانوں میں صفیں باندھے ہوئے ہیں۔ [1]

امام مسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہمیں لوگوں پر تین چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے: (۱) ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی طرح بنا دیا گیا ہے۔ (۲) اور ساری زمین کو ہمارے لیے مسجد بنا دیا گیا ہے۔ اور اگر ہم پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی کو ہمارے لیے ذریعۂ طہارت بنا دیا گیا ہے۔'' [2]

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے پاس صفیں بناتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: فرشتے اپنے رب کے پاس کس طرح صفیں

[1] مختصر تفسیر ابن کثیر: ۱۳۵/۵۔ تفسیر الطبری: ۴۱/۲۳.

[2] صحیح مسلم، کتاب و باب المساجد و مواضع الصلاۃ، رقم: ۵۲۲.

بناتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ پہلے اگلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور وہ صف کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح بناتے ہیں۔'' ❶

صف بندی کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف:

☆ امام محمد بن الحسن الشیبانی فرماتے ہیں:

((عَنْ اِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ، وَسَوُّوْا مَنَاكِبَكُمْ، تَرَاصُوْا أَوْ لِيَتَخَلَّلَنكم الشَّيْطَانُ كَأَوْلَادِ الْحَذْفِ الخ . قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهِ نَأْخُذُ، لَا يَنْبَغِي أَنْ يُتْرَكَ الصَّفُّ وَفِيْهِ الْخَلَلُ حَتَّى يُسَوُّوْا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى .)) ❷

''ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: ''صفیں اور شانہ برابر کرو، اور گچ کرو، ایسا نہ ہو کہ شیطان بکری کے بچہ کی طرح تمہارے درمیان داخل ہوجائے۔ امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم بھی اسی کو لیتے ہیں کہ صف میں خلل چھوڑ دینا لائق نہیں۔ جب تک ان کو درست نہ کرلیا جائے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔''

صفوں کی ترتیب اور مسائل:

❀ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پہلے اوّل صف کو پورا کرو، پھر اس کو جو پہلے کے نزدیک ہے۔'' ❸

❀ امام کے پیچھے وہ مرد کھڑے ہوں جو دینی اعتبار سے زیادہ عقل مند ہیں، تاکہ وہ بھولنے پر یاد کراسکیں اور کوئی مشکل پیش آنے پر امام بن سکیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٣٠۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ٦٦١۔ سنن النسائی، کتاب الإمامۃ، رقم: ٨١٧۔ سنن ابن ماجه، کتاب إقامة الصلوٰت، رقم: ٩٩٢.

❷ کتاب الآثار، باب اقامة الصفوف، ص: ٢٦۔٢٧۔ طبع مکتبہ امدادیہ، ملتان.

❸ سنن ابوداؤد، ابواب الصفوف، رقم: ٦٧١۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ١٥٤٦، ١٥٦٧۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٣٩٠۔ ابن خزیمہ، ابن حبان اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ارشاد فرمایا:

''میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو سب سے زیادہ سمجھ دار اور عقل مند ہیں، پھر وہ کھڑے ہوں جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔'' ❶

❀ اگر عورتوں کے لیے الگ انتظام نہ ہو تو، مردوں اور بچوں کے بعد عورتوں کی صف بنائی جائے گی۔ ❷

❀ یاد رہے کہ اگر بچے مردوں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تنہا ہونے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی پتا چلا کہ دو آدمیوں کی جماعت کے وقت امام بائیں طرف، اور مقتدی اس کے دائیں طرف کھڑا ہوگا۔ ❸

❀ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے اور ایک یتیم لڑکے نے ہمارے گھر میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں تھی۔'' ❹

❀ ستونوں کے درمیان صفیں بنانے سے اجتناب کیا جائے۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں ستونوں کے درمیان صفیں بنانے سے بچتے تھے۔ ❺

پہلی صف میں کھڑے ہونے کی فضیلت:

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں میں ایک جانب سے دوسری جانب چلتے اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو چھوتے جاتے اور فرماتے تھے:

((لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ .))

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، رقم: ٤٣٢.

❷ صحيح مسلم، كتاب الفتن، رقم: ٢٩٤٢.

❸ صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: ٦٩٧.

❹ صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: ٧٢٧ـ صحيح مسلم، رقم: ٦٥٨.

❺ سنن ابوداؤد، ابواب الصفوف، رقم: ٦٧٣ـ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''صف میں اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔''

اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

((إِنَّ اللّٰـهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْاَوَّلِ)) ❶

''بلاشبہ اللہ عزوجل پہلی صفوں والوں پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے ان لوگوں کے لیے دُعائیں کرتے ہیں۔''

صف کے داہنی جانب کھڑے ہونے کی فضیلت:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ .)) ❷

''بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ صفوں کے داہنی طرف کھڑے ہونے والے لوگوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دُعائیں کرتے ہیں۔''

---

❶ سنن ابو دؤد، کتاب الصلاة، رقم: ٦٦٤۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه، کتاب إقامة الصلاة، رقم: ١٠٠٥۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٣٩٣۔ فتح الباری: ٢١٣/٢۔ ابن حبان نے اسے '' صحيح ''اور ابن حجر نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

فصل نمبر 15:

امامت کا بیان

امامت کا حق دار کون ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’ لوگوں کا امام وہ ہونا چاہیے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن اچھی طرح جانتا ہو اور اگر قراءت میں سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔ پھر اگر سنت کے علم میں سب برابر ہوں تو امام وہ ہوگا جس نے ہجرت پہلے کی ، اگر اس میں بھی وہ سب یکساں ہوں تو پھر جو اسلام پہلے لایا۔ اور بلا اجازت کوئی شخص کسی کی جگہ امامت نہ کرائے اور نہ کسی کے گھر میں صاحب خانہ کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔‘‘ [1]

بچے کا امامت کرانا:

مندرجہ بالا شرائط چھوٹے سمجھ دار بچے میں پوری ہوں تو اسے امام بنایا جا سکتا ہے۔ سیّدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’ہمارے قبیلے میں سب سے زیادہ قرآن مجھے یاد تھا، پس مجھے امام بنایا گیا حالانکہ میری عمر سات سال تھی۔‘‘ [2]

نابینے کی امامت:

مذکورہ بالا شرائط کسی معذور آدمی میں ہوں تو اسے امام بنانا چاہیے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے سیّدنا عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا تھا۔ حالانکہ وہ نابینا تھے۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد ، رقم: ٦٧٣.

[2] صحیح بخاری ، کتاب المغازی ، رقم: ٤٣٠٢.

[3] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ ، رقم: ٥٩٥۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٣٧٠۔ ابن حبان نے اسے ’’صحیح‘‘ اور شیخ البانی نے اسے ’’حسن صحیح‘‘ کہا ہے۔

غلام کی امامت:

غلام ابھی امامت کرا سکتا ہے۔ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرین کی ایک جماعت قبا میں اکٹھی ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مدینہ تشریف نہیں لائے تھے، تو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام سالم ان کی امامت کراتا تھا۔ ❶

افضل کی مفضول کے پیچھے نماز:

افضل کا مفضول کے پیچھے یعنی بڑے عالم کا اپنے سے چھوٹے عالم کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے پہلے قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے، میں بھی پانی کا برتن اٹھائے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو ہم نے دیکھا کہ لوگ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت لوگوں کے ساتھ ادا کی، پھر جب عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت کھڑے ہو کر ادا کی۔'' ❷

مقرر امام کی جگہ جماعت کروانا:

کسی مقرر امام کی جگہ اس کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر جماعت کروانا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ .)) ❸

''کوئی شخص کسی کی مقرر کردہ جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر ہرگز امامت نہ کرائے۔''

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم : ٦٩٢.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم : ٢٧٤۔ بعد الحدیث : ٤٢١.

❸ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم : ٦٧٣.

امام کے فرائض اور ذمہ داریاں:

۱۔ امام کمزوروں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص لوگوں کی جماعت کرائے، تو اسے مختصر جماعت کرانی چاہیے، کیوں کہ اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔'' ❶

۲۔ کوئی مسئلہ درپیش ہو تو نماز مختصر کر دینی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ بچے کے رونے کی وجہ سے بھی نماز مختصر کر دیتے تھے۔ ❷

۳۔ اعتدال و اطمینان کے ساتھ نماز پڑھانی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارکان میں اطمینان نہ کرنے والے شخص سے کہا تھا: ''تیری نماز شمار نہیں ہوئی۔'' ❸

۴: امام نماز سے قبل صفیں درست کرائے اور مقتدیوں کو ترتیب دے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے کیا کرتے تھے۔ ❹

مردوں کی امامت مرد ہی کرائے:

مردوں کی امامت مرد ہی کروائے۔ چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ان کی نانی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا جو انہوں نے آپ کے لیے تیار کیا تھا۔ آپ نے ان کی ضیافت کا کھانا تناول فرمایا، پھر کہا: ((قُوْمُوْا فِلأُصَلِّیْ لَکُمْ .))

''اُٹھو تاکہ میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک چٹائی لے آیا جو زیادہ استعمال ہونے کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی۔ میں نے اس پر پانی چھڑکا، تو آپ ﷺ اس پر کھڑے ہو گئے۔ میں اور ایک یتیم نے آپ کے پیچھے اور میری بوڑھی نانی نے ہمارے پیچھے صف بنائی۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، پھر آپ تشریف لے گئے۔ ❹

عورت مردوں کی امامت نہیں کرواسکتی:

عورت مردوں کی جماعت نہیں کرواسکتی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۰۴۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۶۶.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۰۸۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۷۰/۱۹۲.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۳۔ صحیح مسلم، رقم: ۳۹۷.

❹ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۶۰۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد،م رقم: ۶۵۸.

''جب کوئی عورت مردوں، عورتوں اور لڑکوں کو نماز پڑھائے تو عورتوں کی نماز تو کفایت کرے گی لیکن، مردوں اور لڑکوں کی نماز کفایت نہیں کرے گی۔ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے مردوں کو عورتوں پر قوام و حاکم بنایا ہے اور عورتیں ولی وغیرہ بننے سے معذور ہیں اور کسی بھی حال میں عورت نماز میں مرد کی امام نہیں بن سکتی۔'' [1]

علامہ ابوبکر محمد بن احمد الشاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وَلَا تَصِحُّ إِمَامَةُ الْمَرْأَةِ لِلرِّجَالِ .)) [2]

''عورتوں کے لیے مردوں کی امامت کروانا صحیح نہیں ہے۔''

کیا عورت، عورتوں کی جماعت کرواسکتی ہے؟

عورت، عورتوں کی جماعت کرواسکتی ہے۔ چنانچہ سیّدہ اُم ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر میں زیارت کے لیے جاتے تھے اور آپ نے اس کے لیے ایک مؤذن مقرر کر دیا جو اس کے لیے اذان کہتا۔ اور آپ نے ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائے۔ عبدالرحمٰن بن خلاد انصاری کہتے ہیں: میں نے اس کے مؤذن کو دیکھا وہ بوڑھا آدمی تھا۔'' [3]

عورت کی امامت کے حوالے سے یہ بھی یاد رہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گھر کی خواتین کو ان کے درمیان کھڑے ہو کر فرض نماز کی امامت کرواتی تھیں۔ [4]

---

[1] کتاب الأم، إمامة المرأة للرجال: ۱/۱۹۱۔ [2] حلية العلماء في معرفة مذاهب الفقهاء: ۲/۱۹۹.

[3] سنن أبوداود، باب إمامة النساء، رقم: ۵۹۲۔ صحيح ابن خزيمه: ۳/۸۹، رقم: ۱۶۷۶۔ منتقى ابن الجارود، رقم: ۳۳۳۔ ابن خزیمہ اور ابن الجارود نے اسے ''صحیح'' اور شیخ البانی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

[4] مصنف عبدالرزاق، رقم: ۵۰۸۶۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي: ۳/۱۳۱، رقم: ۵۳۵۵۔ مصنف ابن ابي شيبه: ۲/۸۹۔ آثار السنن: ۵۱۴۔ ظفر احمد تھانوی نے اعلاء السنن: ۴/۲۴۳ میں اس کی سند کو ''حسن صحیح'' قرار دیا ہے۔

نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض اور فرض والے کے پیچھے نفل پڑھنا:

نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض اور فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل پڑھنا صحیح ہے۔

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب معاذ رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، پھر اپنی قوم میں واپس جا کر انہیں وہی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ [1]

مذکورہ حدیث میں سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نفل پڑھا کرتے اور آپ کے قبیلے والے اپنی فرض نماز پڑھتے تھے، معلوم ہوا نفل پڑھنے والے کی اقتدا میں فرض ادا کرنا درست ہے۔

اور نفل پڑھنے والے امام کے پیچھے نفل پڑھنے کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک ہے، یعنی آپ نے رات کو نماز شروع کی تو سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کے ساتھ نماز شروع کر دی۔ [2]

جناب یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ یزید ان دنوں نوجوان تھے، جب آپ نماز پڑھ چکے تو مسجد میں ایک طرف دو آدمیوں کو دیکھا جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے انہیں بلوایا۔ انہیں لایا گیا تو ان کے پٹھے لرز رہے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا:

''تمہیں کس چیز نے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے نماز اپنے پڑاؤ میں پڑھ لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح مت کیا کرو، جب تم میں سے کوئی اپنی منزل میں نماز پڑھ چکا ہو، پھر امام کو پائے کہ اس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تو اس کے ساتھ مل کر پھر نماز پڑھ لے، یہ نماز اس کے لیے نفل ہو جائے گی۔'' [3]

اس حدیث کی روشنی میں یہ بات پتا چلتی ہے کہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل پڑھنے والے کی اقتداء بھی صحیح ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٧١١۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٦٥.

[2] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ١٣٨.

[3] سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ٥٧٥۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس بارے میں حکم یہ ہے کہ یہ نماز صحیح ہوئی۔ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض سفروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ نمازِ خوف کی دو رکعات پڑھیں اور پھر آپ نے دوسری جماعت کو دو رکعات پڑھائیں تو آپ کی یہ دوسری مرتبہ کی دو رکعات نماز نفل تھیں۔ [1]

اسی طرح سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی نماز عشاء کے فرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کرتے تھے اور پھر اپنے محلّہ میں جا کر اہل محلّہ کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ نماز نفل اور اہل محلّہ کی فرض ہوتی تھی۔ [2]

امام کو لقمہ دینا:

سیّدنا مسور بن یزید مالکی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز پڑھائی تو آیت چھوڑ گئے۔ نماز کے بعد ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! آیت تو اس طرح ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ((هَلَّا اَذْكَرْتَنِيْهَا .)) [3]

''تو نے مجھے یاد کیوں نہ کروائی۔''

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور آپ نے اس میں قراءت فرمائی مگر آپ کو کچھ مغالطہ ہوگیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے:

((اَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَمَا مَنَعَكَ؟)) [4]

''کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تجھے کس چیز نے روکا تھا؟ یعنی مجھے آیت کیوں نہیں بتلائی؟''

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب صلاۃ السفر، رقم: ۱۲۴۴.

[2] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۵، ۷۱۱، ۶۱۰۶۔ فتاویٰ اسلامیہ: ۳۳۹/۱.

[3] سنن أبو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۹۰۷۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[4] سنن أبو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۹۰۷۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

کسی کو متنبہ کرنے کے لیے مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تصفیق کریں:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ .))

''سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے اور تصفیق عورتوں کے لیے ہے۔''

اور مسلم کی روایت میں ((فِي الصَّلاةِ)) ''نماز کے دوران میں'' کی صراحت ہے۔

نوٹ:...... ہتھیلی کو ہتھیلی پر یا ہاتھ کی پشت پر مارنے کو ''تصفیق'' کہتے ہیں۔ [1]

ایک مسجد میں دو جماعتیں:

ایک مسجد میں جماعت ہو چکی، اور کچھ لوگ بعد میں آئیں تو وہ دوسری جماعت کروا سکتے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک شخص آیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا چکے تھے، آپ نے فرمایا: ''اس شخص پر کون صدقہ کرتا ہے؟'' تو لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اس کے ساتھ با جماعت نماز پڑھی۔'' [2]

امام ترمذی فرماتے ہیں: اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد تابعین کا یہی قول ہے کہ ایک مسجد میں دوسری جماعت کروانے میں کوئی حرج نہیں۔ امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ (حوالہ ایضا)

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب محلے کے امام نے نماز پڑھ لی اور دوسری جماعت حاضر ہوگئی تو ان کے لیے مستحب ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں۔ یہ قول عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عطا، نخعی، قتادہ اور اسحاق بن راھویہ رحمہم اللہ کا ہے۔'' [3]

---

[1] معجم لغة الفقهاء.

[2] سنن ترمذی ، کتاب الصلاة ، رقم: ۲۲۰۔ سنن ابو داؤد، رقم: ۵۷۴۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] المغنی : ۳/ ۱۰.

باب نمبر 4:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقۂ نماز

فریاد اے خدایا شیطان سے بچانا
رحمان نام تیرا تو ہی میرا سہارا

قیام:

پچھلے باب میں مذکورہ طریقہ سے جسم اور جگہ کی طہارت حاصل کرنے کے بعد بندہ نماز کا وقت ہو جانے کا اطمینان کر لے اور قبلہ رخ کھڑا ہو جائے۔ [1]

نماز کی نیت:

جس نماز کی ادائیگی کا ارادہ ہو، فرض ہو یا نفل دل میں اس کی نیت کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) [2]

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

نیت کا محل دل ہے، اور زبان سے نیت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قطعی ثابت نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الفاظ سے نیت کرنا علماء مسلمین میں سے کسی کے نزدیک بھی مشروع نہیں۔'' [3]

مزید فرماتے ہیں: ''اگر کوئی انسان سیدنا نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر تلاش کرتا رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے زبان سے نیت کی ہو تو ہرگز کامیاب نہیں ہوگا، سوائے چٹا جھوٹ بولنے کے۔ اگر اس میں خیر و بھلائی ہوتی تو صحابہ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب تقصیر الصلاۃ، باب ینزل للمکتوبۃ، رقم: ۱۰۹۹.

[2] صحیح بخاری، کتاب الإیمان والنذور، رقم: ٦٦٨٩۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۹۰۷.

[3] الفتاویٰ الکبریٰ.

کرام رضی اللہ عنہم سب سے پہلے ایسا کرتے اور ہمیں بتا کر جاتے۔'' ❶

مزید فرماتے ہیں: نیت دل کے ارادے اور قصد کو کہتے ہیں۔ قصد و ارادہ کا مقام دل ہے، زبان نہیں ہے۔ ❷

امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ زبان سے نیت کو بدعت گردانتے ہیں۔ ❸

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نیت صرف دل کے ارادے کو کہتے ہیں۔ ❹

مزید فرماتے ہیں: زبان سے نیت کرنا نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ کسی صحابی سے نہ تابعی سے اور نہ ہی ائمہ اربعہ (ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد) سے۔ ❺

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الفاظ کے ساتھ نیت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔ ❻

شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی اپنے مکتوب (دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۱۸۶) میں لکھتے ہیں: ''زبان سے نیت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت صحیح اور نہ بروایت ضعیف ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ زبان سے نیت نہیں کرتے تھے، بلکہ جب اقامت کہتے تو صرف اللہ اکبر کہتے تھے، پس زبان سے نیت بدعت ہے۔''

ابن عابدین حنفی کہتے ہیں: زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔ ❼

ابن ہمام حنفی کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک سے بھی زبان کے ساتھ نیت کرنا منقول نہیں۔ ❽

علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی فرماتے ہیں: نیت صرف دل کا معاملہ ہے۔ ❾

---

❶ إغاثة اللفهان: ١/ ٦٠٨. ❷ الفتاوىٰ الكبرىٰ: ١/١.

❸ زاد المعاد: ١/ ٢٠١. ❹ شرح المهذب: ٣٥٢/١.

❺ حوالہ ایضًا.

❻ مرقاة شرح مشكوٰة: ٤١/١.

❼ ردّ المختار: ٢٧٩/١.

❽ فتح القدير: ٢٣٢/١.

❾ فيض القدير: ٨/١.

پھر مندرجہ ذیل کام کرے:

تکبیر تحریمہ:

سجدہ کی جگہ پر نظر رکھ کر " اللّٰہ اکبر " کے الفاظ سے تکبیر تحریمہ کہے۔ [1]

رفع الیدین:

تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا کانوں کی لو تک اٹھائے۔ [2]

رفع الیدین کے اہم مسائل:

۱۔ رفع الیدین کے وقت انگلیاں نارمل حالت میں کھلی ہوں، یعنی ان کے درمیان فاصلہ نہ تو زیادہ ہو اور نہ ہی وہ ملی ہوئی ہوں۔ [3]

۲۔ رفع الیدین کے وقت ہاتھوں سے کانوں کو چھونا رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

۳۔ کچھ لوگ رفع الیدین کی مقدار میں مرد و عورت کا فرق کرتے ہیں کہ مرد حضرات کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں گے اور خواتین کندھوں تک۔ یہ بات قطعی درست نہیں ہے، چنانچہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَمْ يَرِدْ مَا يَدُلُّ عَلَى الْفَرْقِ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِيْ مِقْدَارِ الرَّفْعِ .)) [4]

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوات والسنة فيها، رقم : ٨٠٣۔ البحر الزخاز : ١٦٨/٢۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

[2] صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب رفع اليدين في التكبيرة الأولىٰ مع الإفتتاح سواء، رقم: ٧٣٥۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٣٩٠، ٣٩١.

[3] سنن ترمذى ، ابواب الصلاة، باب ما جاء فى نشر الأصابع عند التكبير، رقم: ٢٤٠۔ سنن ابوداؤد، رقم: ٧٥٣۔ مستدرك حاكم: ٢٣٤/١۔ صحيح ابن خزيمه: ٢٣٣/١، ٢٣٤۔ امام حاکم، ابن خزیمہ اور علامہ البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

[4] نيل الأوطار: ٢١٤/٢، بعد حديث رقم: ٦٧١.

''مرد اور عورت کے درمیان ہاتھ اُٹھانے کی مقدار کے فرق پر دلالت کرنے والی کوئی حدیث موجود نہیں۔''

سینے پر ہاتھ باندھنا:

پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لے۔ چنانچہ سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهِ .)) ❶

''میں نے رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو آپ نے اپنے ہاتھ، دایاں ہاتھ، بائیں ہاتھ پر رکھ کر، سینے پر باندھے۔''

سیّدنا ھلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔ ❷

فائدہ:...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں، ابن سیّد الناس نے شرح الترمذی میں اور علامہ نیموی حنفی نے آثار السنن (۶۷/۱) میں اس کی حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔

مزید برآں علامہ محدث مبارکپوری رحمہ اللہ نے تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہے:

((رُوَاةُ هٰذَا الْحَدِيْثِ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَّ اِسْنَادُهُ مُتَّصِلٌ .))

''اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں، اور اس کی سند متصل ہے۔''

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَمِيْنَهُ عَلٰى شِمَالِهٖ ثُمَّ وَضَعَهُمَا عَلٰى صَدْرِهِ .)) ❸

''انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ

---

❶ صحیح ابن خزیمه، رقم: ۴۷۹۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مسند أحمد: ۲۲۶/۵۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح لغیرہ'' کہا ہے۔

❸ السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الحیض، باب وضع الیدین علی الصدر: ۳۰/۲، رقم: ۲۳۳۶۔ طبقات المحدثین بأصبهان، لأبی الشیخ: ۴۳۲۔ اس کی سند ''حسن'' درجہ کی ہے۔

پر رکھ کر انہیں سینے پر باندھا۔“

طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ .)) [1]

”نبی اکرم ﷺ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر انہیں سینے پر باندھا کرتے تھے۔“

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِيْ الصَّلَاةِ .)) [2]

”لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔“

نوٹ: (۱) ”ذراع“ کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک کے حصہ کو کہتے ہیں۔(القاموس الوحید: ۵۶۸)

(۲) صحیح بخاری کی اس حدیث پر عمل کیا جائے تو ہاتھ سینے پر ہی باندھے جاسکتے ہیں، اگر ناف کے نیچے لے جانے کی کوشش بھی کی جائے تو وہ کوشش ناکام ہی ٹھہرے گی۔ الحمدللہ!

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا، یوں کہ وہ پہنچے اور کلائی پر بھی آ گیا۔ [3]

زیرِ ناف ہاتھ باندھنے والی روایت کی تحقیق:

زیرِ ناف ہاتھ باندھنے والی روایت انتہائی ضعیف ہے۔ اسے امام بیہقی اور ابن حجر نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ: ((متفق علی

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۷۵۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۷۴۰.

[3] سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۷۲۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

ضعفه .)) ......''اس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے۔''

''علمائے احناف میں سے علامہ عبدالحیٔ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ نے حاشیہ ھدایہ (۱/ ۱۰۲) میں اور شیخ ابن الھمام رحمہ اللہ نے فتح القدیر شرح الھدایۃ (۱/ ۲۰۱) میں اس سے اتفاق کیا ہے۔ علامہ ابن نجیم حنفی بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں فرماتے ہیں: نماز میں ہاتھ باندھنے کی جگہ متعین کرنے والی کوئی بھی حدیث صحیح ثابت نہیں، سوائے ابن خزیمہ کی روایت کے۔'' ......

یہی بات علامہ ابن الحاج نے ''شرح منیۃ المصلی'' میں بیان فرمائی ہے۔

(بحوالہ فتح الغفور)

علاوہ ازیں فقہ حنفی کی ایک اور معتبر کتاب ''شرح وقایہ'' میں بھی صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے کہ ''تحت السرۃ ہاتھ باندھنا کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ بس حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جب کہ وہ بھی ضعیف ہے۔''

عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق:

یاد رہے کہ عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام کہنے تک مردوں اور عورتوں کی نماز کی ہیئت اور شکل ایک ہی ہے۔ یعنی سب کا قیام، رکوع، سجدہ، جلسہ استراحت، قعدہ اور ہر ہر مقام پر پڑھنے کی دعائیں ایک جیسی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عمومی حدیث ہے:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ .)) [1]

''نماز اسی طرح پڑھو جیسا کہ تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔''

اس حکم میں مرد و زن سب برابر ہیں۔ لہٰذا اپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں رفع الیدین کرتے ہوئے کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں اور مرد کانوں تک، عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیرِ ناف اور عورتیں سجدہ کرتے ہوئے زمین پر کوئی اور ہیئت اختیار کریں

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۲۳۱.

اور مرد کچھ اور دین میں احداث اور بدعت ایجاد کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .)) [1]

''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو اس میں پہلے موجود نہیں تھا تو وہ مردود ہے۔''

فائدہ ......: البتہ وہ فروق جو شریعت اسلامیہ نے بیان کیے ہیں، وہ تسلیم کرنا ایک مسلمان کی شان ہے اور وہ یہ ہیں:

❀ مرد ننگے سر نماز پڑھ سکتا ہے، جبکہ عورت ننگے سر نماز نہیں پڑھ سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ .)) [2]

''اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں کرتا۔''

❀ غور فرمائیں کہ دورانِ حج مرد حضرات ننگے سر نمازیں پڑھتے ہیں، جب کہ عورتیں اوڑھنیاں لے کر۔

❀ ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق بریلوی مکتب فکر کے بانی احمد رضا خان لکھتے ہیں:
''اگر بانیت عاجزی ننگے سر پڑھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔'' [3]

❀ نماز باجماعت میں مرد حضرات کی صفیں آگے ہوں گی اور خواتین کی پیچھے۔ [4]

❀ مرد اکیلا صف کے پیچھے کھڑا نماز نہیں پڑھے گا، جبکہ عورت اکیلی ہو تو اس کی تنہا صف ہو جاتی ہے۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۲۶۹۷.

[2] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ٦٤١۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۷۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٦٥٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] أحکام شریعت: ۱/ ٥٤. [4] صحیح مسلم، کتاب الفتن، رقم: ۲۹٤۲.

[5] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب المرأۃ وحدھا تکون صفا، رقم: ۷۲۷۔ صحیح مسلم، رقم: ٦٥٨.

استفتاح کی دعائیں:

تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت شروع کرنے سے پہلے دعائے استفتاح پڑھنا مسنون ہے، جو یہ ہے:

۱...... ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ .)) ❷

'' اے اللہ! تو پاک ہے، تیری ہی تعریف ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان سب سے اونچی ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

۲..... اگر چاہے تو اس کے علاوہ یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ. اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ.)) ❸

'' اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دوری کر دے جیسی مشرق ومغرب کے درمیان تو نے دوری کی ہے۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری خطاؤں سے پانی اور برف اور اولے سے دھو دے۔''

۳..... رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ایک شخص نے کہا:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً

---

❷ سنن ترمذی، ابواب الصلوٰة، رقم: ۲۴۳۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۷۷۵۔۷۷۶۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة، رقم: ۸۰۶۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۲۳۵۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور حافظ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

❸ صحيح بخاری، کتاب الأذان، باب ما يقول بعد التكبير ، رقم: ۷۴۴۔ صحيح مسلم، کتاب المساجد ، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقرأة ، رقم: ۵۹۸.

وَاَصِيْلًا .))

''اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا اور تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں، بہت زیادہ۔ وہ (شراکت اور ہر عیب) سے پاک ہے۔ اور صبح وشام ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔''

فضیلت......: یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کہ اس شخص کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔'' [1]

تعوذ:

پھر کوئی ایک تعوذ پڑھیں:

☆ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ)) [2]

''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔''

☆ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ)) [3]

''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے شر سے، اس کے خطرے سے، اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے۔''

نماز اور سورۃ فاتحہ:

پھر سورۂ فاتحہ پڑھیں:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الاحرام والقراءة، رقم: ٦٠١.

[2] صحيح ابن خزيمه، رقم: ٤٦٧۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] سنن ابو داؤد، كتاب الصلوٰة، رقم: ٧٧٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

عَلَيۡهِمۡ وَ لَا الضَّآلِّيۡنَ ﴿۷﴾

''اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ جو نہایت مہربان بے حد رحم کرنے والا ہے۔ جو مالک ہے روزِ جزا کا۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ ان لوگوں کا جو گمراہ ہوگئے۔''

فائدہ: سورۂ فاتحہ کے ساتھ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' ضرور پڑھیں، یہ جہراً پڑھنا بھی ثابت ہے اور سراً بھی۔ ❶

سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، تو انہوں نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' جہراً پڑھی۔ ❷

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا بیان:

نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، مقتدی امام کے پیچھے چاہے وہ بلند آواز سے قرأت کرے یا نہ کرے سورۃ فاتحہ ضرور پڑھے۔ چنانچہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

(۱) ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .)) ❸

''جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث پر یوں باب قائم کرتے ہیں:

((بَابُ وُجُوْبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا ،

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۹۹۔ سنن نسائی، کتاب الافتتاح، رقم: ۹۰۶۔ صحح ابن خزیمہ: ۱/ ۲۴۹، ۲۵۱، رقم: ۴۹۵، ۴۹۹.

❷ مصنف ابن شيبة، رقم: ۷۸۵۷۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱/۱۳۷.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۵۶۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۹۴.

فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيْهَا وَمَا يُخَافَتُ .))

''باب، سورۂ فاتحہ پڑھنا ہر نمازی پر واجب ہے، خواہ امام ہو، منفرد ہو یا مقتدی، حضر میں ہو یا سفر میں، جہری نماز ہو یا سری۔''

مزید برآں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((تَوَاتَرَ الْخَبَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لا صَلَاةَ اِلَّا بِقَرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآن .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ سے متواتر حدیث مروی ہے کہ امّ القرآن یعنی سورۃ فاتحہ کی قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔''

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اسی مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

((أَيْ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ مُنْفَرِدًا أَوْ اِمَامًا أَوْ مَأْمُوْمًا سَوَاءً اَسَرَّ الْإِمَامُ اَوْجَهَرَ)) ❷

''ہر رکعت میں ہر نمازی خواہ امام ہو یا منفرد یا مقتدی، خواہ امام آہستہ پڑھے یا بآواز بلند، فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔''

علامہ کرمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ تمام نمازوں میں، خواہ امام ہو یا مقتدی، یا اکیلے سب پر سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔'' ❸

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل علم کی ایک جماعت نے مقتدی کے لیے فاتحہ ترک کرنے کے بارے میں سخت بات کہی ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز کافی نہیں اگرچہ نمازی اکیلا ہو یا مقتدی۔ اور وہ عبادۃ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں اور عبادۃ رضی اللہ عنہ

---

❶ جزء القراءۃ، رقم: ۲۵.

❷ ارشاد الساری: ۴۳۹/۲.

❸ شرح الکرمانی: ۱۲۴/۵.

بھی آنحضرت ﷺ کے بعد امام کے پیچھے پڑھتے تھے اور انہوں نے تاویل کی کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کی کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہی قول امام شافعی اور اسحاق وغیرہما کا ہے۔ [1]

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''یہ حدیث عام ہے، اس میں امام یا مقتدی، یا اکیلے نمازی کے لیے تخصیص نہیں ہے۔ بلکہ سب کے لیے حکم ہے۔'' [2]

ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

((اَخَذْتُ الْقِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمَكْحُوْلٍ.)) [3]

''میں نے امام کے ساتھ قراءت کا عمل عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ اور مکحول سے لیا ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی ﷺ کے فرمان ''جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں'' میں امام شافعی اور ان کے ہمنواؤں کی دلیل ہے کہ فاتحہ امام، مقتدی اور منفرد کے لیے واجب ہے۔'' [4]

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ ارکانِ نماز شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((وما ذكره النبى ﷺ بلفظ الركنية لقوله ﷺ لا صلاة إلّا بفاتحة الكتاب وقوله ﷺ لا تجزئ صلاة الرجل حتى يقيم ظهره فى الركوع والسجود وما سمّى الشارع الصلاة به فإنه

---

[1] سنن ترمذی مع تحفة الاحوذی: ۱/۲۵۶، ۲۵۷.

[2] التمهيد: ۱۱/۴۳.

[3] التمهيد: ۱۱/۳۶.

[4] شرح مسلم: ۱۰/ ۱۷۰.

تنبیه بلیغ علی کونه رکنا فی الصلاة .)) ❶

''اور جس کو نبی ﷺ نے لفظ رکن سے ذکر کیا ہو، جیسے آپ نے فرمایا: فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اور آپ کا فرمان ہے کہ آدمی کو نماز کفایت نہیں کرتی جب تک کہ وہ رکوع و سجود میں پیٹھ کو سیدھا نہ کرے۔ اور جسے شارع نے نماز کہا ہو، نماز کے لیے اس کے رکن ہونے پر بڑی بلیغ تنبیہ ہے۔''

اور علامہ خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((قُلْتُ عُمُوْمُ هٰذَا الْقَوْلِ يَأْتِيْ عَلٰى كُلِّ صَلَاةٍ يُصَلِّيْهَا الْمَرْءُ وَحْدَهٗ اَوْ مِنْ وَرَاءِ الْإِمَامِ اَسَرَّ اِمَامُهُ الْقِرَاءَةَ اَوْ جَهَرَ بِهَا .)) ❷

''میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کا عموم ہر اس نماز کو شامل ہے جسے آدمی اکیلے ادا کرتا ہے یا امام کے پیچھے، اس کا امام قراءت سری کر رہا ہو یا جہری۔''

پس معلوم ہوا کہ جو بھی نمازی خواہ وہ امام ہو یا مقتدی، منفرد ہو یا جماعت کے ساتھ، اگر سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ایک صوفی بزرگ خواجہ نظام الدین اولیاء امام کے پیچھے آہستہ قرأت کرتے تھے، تو ان کے کسی مرید نے انہیں ایک روایت پیش کی کہ امام کے پیچھے قراءت کرنے والے کے منہ میں آگ کا انگارا رکھا جائے گا۔ تو انہوں نے فرمایا:

" قَدْ صَحَّ عَنْهُ ﷺ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ . " ❸

''رسولِ کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ جس شخص نے سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔''

جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔ بلکہ نماز میں فاتحہ کی رکنیت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

❶ حجة الله البالغة: ٢/٤.

❷ إعلام الحديث في شرح صحيح البخاری: ١/ ٥٠٠.

❸ نزهة الخواطر: ٢/ ١٢٩.

((ولـم يـحـفظ أنه كان فى الإسلام صلاة بغير الفاتحة ذكره ابن عطية وغيره .)) ❶

''یہ بات کبھی ذکر میں نہیں آئی کہ اسلام میں فاتحہ کے بغیر بھی نماز پڑھی گئی ہو۔''

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ فَلْيَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .)) ❷

''جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے، اسے سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔''

(۳) سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے، آپ نے قرآن پڑھا، پس آپ پر پڑھنا بھاری ہوگیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو؟'' ہم نے کہا: ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''سوائے فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا کرو، کیونکہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔'' ❸

(۴) مزید برآں سیّدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: کیا تم میرے ساتھ قرأت کرتے ہو؟ تو صحابہ کرام نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: سورۂ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھو کیونکہ جو شخص اس کو نہیں پڑھتا اس کی نماز ہی نہیں۔ ❹

فــائـدہ: سیّدنا عبادۃ رضی اللہ عنہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے کے قائل و فاعل تھے، آپ سے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: کیونکہ ((لَا صَلَاةَ اِلَّا بِهَا))

---

❶ الاتقان: ۱/۱۲.

❷ مسند الشاميين، رقم: ۲۹۱۔ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے تمام راوی ''ثقہ'' ہیں۔

❸ سنن أبو داؤد، كتاب الصلاة، رقم: ۸۲۳۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۳۱۱۔ صحيح ابن خزيمه، رقم: ۱۵۸۱۔ صحيح ابن حبان ٤٦٠، ٤٦١۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ كتاب القرأة للبيهقي۔ امام بیہقی اور ضیاء المقدسی نے اس کو ''صحیح'' اور امام دارقطنی نے ''حسن'' کہا ہے۔

''اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔'' ❶

گویا حدیث کے راوی سیّدنا عبادۃ رضی اللہ عنہ اس عمومی حکم کو مقتدی کے لیے بھی سمجھتے تھے۔ پس جن لوگوں نے اس کو منفرد کے لیے خاص کر رکھا ہے، وہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((هٰذَا عُمُوْمٌ لَا يَجُوْزُ تَخْصِيْصُهُ إِلَّا بِدَلِيْلٍ .))

''یہ حدیث عام ہے، اس کو بلا دلیل منفرد کے لیے مخصوص کرنا درست نہیں۔'' ❷

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''عبادۃ رضی اللہ عنہ کا مشہور مذہب فاتحہ خلف الامام ہے۔'' ❸

مولانا سرفراز صفدر دیوبندی نے بھی لکھا ہے کہ:

''یہ بالکل صحیح سند کے ساتھ ہے کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے پڑھتے تھے۔ ان کی یہی تحقیق اور شعار و مذہب ہے۔'' ❹

لانفی جنس یا لانفی کمال:

مذکورہ حدیث میں ''لا'' نفس جنس کا ہے نہ کہ ''لا'' نفی کمال کا۔ یہ اصول مسلم ہے کہ لانفی جنس کی خبر جب محذوف ہو تو اس میں وجود کی نفی مراد ہوتی ہے۔ الا یہ کہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو۔ حنفی علماء میں سے مولانا عبدالحئ لکھنوی، علامہ ابوالحسن سندھی اور علامہ ابن الہمام وغیرہ نے یہاں لانفی جنس یعنی وجود کی نفی ہی مراد لی ہے۔ اور جن لوگوں نے خواہ مخواہ لانفی کمال بنانے کی کوشش کی ہے، ان کا خوب ردّ کیا ہے۔

(۵) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ السنن الکبریٰ للبیھقی: ۲/۱۶۸۔ التمهيد: ۱۱/۳۹.

❷ معالم السنن: ۱/۳۸۹ مع مختصر المنذری.

❸ السنن الکبریٰ: ۲/۱۶۸.

❹ احسن الکلام: ۲/۱۴۲، طبع: ۲.

((وَلْيَقْرَأْ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ نَفْسِهِ .)) [1]

''تم صرف سورۂ فاتحہ دل میں پڑھا کرو۔''

(۶) اور سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی، پس وہ نماز ''خداج'' ناقص ہے، ناقص ہے، پوری نہیں۔''

سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں پھر بھی پڑھیں؟ تو سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (ہاں!) تو اس کو دل میں پڑھو۔ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے اور میں بندے کا سوال پورا کرتا ہوں، جب میرا بندہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے نے میری حمد بیان کی ہے اور جب بندہ ''اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے نے میری ثنا بیان کی ہے۔ جب بندہ ''مَـلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعظیم کی ہے۔ جب بندہ ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے، اور میرے بندے کے لیے ہے جو بھی اس نے سوال کیا۔ اور جب بندہ کہتا ہے: ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ میرے بندے کے لیے خاص ہے اور میرے بندے کے لیے ہے جو اس نے سوال کیا۔'' [2]

فائدہ......: امام بخاری رحمہ اللہ نے ''جزء القراءة'' میں لغت کے امام ابو عبید رحمہ اللہ

---

[1] صحیح ابن حبان، رقم: ۱۸٤٤۔ جزء القراءة، للبخاری، رقم: ٥٦۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، رقم: ۲۷٥۔ التلخیص الحبیر، رقم: ۸۷۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' اور ابن حجر نے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب القراءة في كل ركعة، رقم: ۳۹٥.

سے ”خِدَاج“ کا معنی نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ”خِدَاجُ النَّاقَةِ“ اس وقت بولا جاتا ہے، جب اونٹنی بچے کو وقت سے پہلے مردہ حالت میں گرادے اور ایسے مردہ بچے سے کوئی نفع نہیں حاصل کیا جاسکتا۔“

صحیح ابن خزیمہ میں الفاظ یوں ہیں:

”لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .“ ❶

”جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ کفایت نہیں کرتی۔“

پس واضح معلوم ہوگیا کہ سورۂ کے بغیر پڑھی گئی نماز بے سود اور بے فائدہ ہے۔

(۷) مفسر قرآن سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”اِقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .“ ❷

”امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھو۔“

فائدہ:...... اقوال صحابہ بھی تفسیر قرآن میں حجت ہیں، کیونکہ یہ پاکیزہ ہستیاں ایک تو یہ کہ قرآن حکیم کے نزول کے حالات سے اچھی طرح باخبر اور قرآن حکیم کے اولین مخاطب تھیں۔ اور دوسرے یہ کہ انھیں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و رفاقت کا شرف حاصل ہوا اور آپ کی شاگردی نصیب ہوئی۔ ظاہر ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے براہِ راست شاگرد قرآن فہمی کی دولت سے بقیہ امت کی نسبت کہیں زیادہ مالا مال تھے۔ اور پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو وہ عظیم صحابی ہیں کہ جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دُعا بھی موجود ہے:

((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ .)) ❸

---

❶ صحیح ابن خزیمه: ۱/ ۲۴۸، رقم: ۴۹۰۔ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ کتاب القرأة، للبیهقی ص: ۷۷، وفی السنن الکبریٰ: ۴/ ۱۶۹۔ امام بیہقی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۷۵.

''اے اللہ! اسے کتاب کی تفسیر کا علم سکھا دے۔''

اور یہ دعا سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں مقبول ٹھہری کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس اُمت کا عظیم مفسر قرآن بنایا۔ پس اگر سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قرأت خلف الامام کا حکم دیا ہے تو یہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے۔

(۸) خلیفہ راشد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے یزید بن شریک نے فاتحہ خلف الامام کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: تم سورۃ فاتحہ پڑھا کرو۔

اُس نے کہا: اگر آپ قرأت جہر کر رہے ہوں تو؟ انہوں نے فرمایا: اگرچہ میں جہر سے پڑھ رہا ہوں تو بھی؟ ❶

(۹) سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ ❷

(۱۰) ابونضرۃ منذر بن مالک نے حدیث بیان کی: کہا: میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ ❸

قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے متعلق اقوال تابعین وائمہ رحمہم اللہ:

❀ سعید بن جبیر (شاگرد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ) نے اس سوال (کیا میں امام کے پیچھے قرأت کروں؟) کا جواب دیا کہ جی ہاں! اور اگرچہ تو اس کی قرأت سن رہا ہو۔ ❹

---

❶ مستدرك حاكم: ۲۳۹/۱۔ حاکم اور دارقطنی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ جزء القرأة للبخاری: ۵۲.

❸ جزء القراءة: ۱۰۵۔ کتاب القراءة للبیهقی: ۲۲٤۔ الکامل لابن عدی: ۱۰۳۷/٤.

❹ جزء القرأة: ۲۷۳.

دوسری روایت میں فرمایا: کہ ضروری ہے کہ تو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے۔ ❶

❀ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ امام کے پیچھے ہر نماز میں سورۃ فاتحہ اپنے دل میں پڑھو۔ ❷

❀ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔ ❸

❀ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر رکعت میں امام، مقتدی اور منفرد سب کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ خواہ سری نماز ہو یا جہری ہو، فرض ہو یا نفلی۔

(بحوالہ فقہ الحدیث: ۱/ ۳۸۶)

❀ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح حاصل ہے۔

(تفسیر قرطبی: ۱/ ۱۱۹)

❀ امام خطابی رحمہ اللہ کے نزدیک امام کے پیچھے فاتحہ کی قراءت واجب ہے۔ خواہ امام جہری قرأت کرتا ہو یا سری۔ (معالم السنن: ۱/ ۴۰۵)

❀ امام شوکانی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ: حق یہی ہے کہ امام کے پیچھے قرأت فاتحہ واجب ہے۔ (نیل الأوطار: ۱/ ۳۹)

❀ عبد الحیٔ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ نے فرمایا: کسی مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ممانعت مروی نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسی حدیث ہے تو یا اس کی کوئی اصل نہیں یا وہ صحیح نہیں ہے۔ (التعلیق الممجد، ص: ۱۰۱)

❀ ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک امام اور مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

(المحلی: ۲/ ۲۶۵)

---

❶ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۲۷۸۹۔ کتاب القراءۃ للبیهقی، رقم: ۲۳۷۔ جزء القراءۃ، ص: ۲۹۔ توضیح الکلام: ۱/ ۵۳۰.

❷ مصنف ابن ابی شیبة، رقم: ۳۷۶۲۔ السنن الکبریٰ للبیهقی: ۲/ ۱۷۱۔ کتاب القرأة للبیهقی: ۲۴۲.

❸ کتاب القرأة للبیهقی: ۲۴۷.

سورۂ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کے دلائل اور ان کا تجزیہ

پہلی دلیل:

مقتدی امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہ پڑھے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾﴾

(الأعراف: ٢٠٤)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

جواب: اس آیت سے سورۃ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے پر استدلال غلط ہے۔ چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں: ''میرے نزدیک ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا﴾ ''جب قرآن مجید پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو'' تبلیغ پر محمول ہے، اس جگہ قراءت فی الصلوٰۃ مراد نہیں، سیاق سے یہی معلوم ہوتا ہے۔'' [1]

تھانوی صاحب کے شاگرد مولانا عبدالماجد دریا آبادی رقم طراز ہیں: ''حکم کے مخاطب ظاہر ہے کہ کفار ومنکرین ہیں اور مقصود اصلی یہ ہے کہ جب قرآن بہ غرض تبلیغ وغیرہ پڑھ کر تم کو سنایا جائے تو اسے توجہ اور خاموشی سے سنو، تاکہ اس کا معجزہ ہونا اور اس کی تعلیمات کی خوبیاں تمہاری سمجھ میں آجائیں اور تم ایمان لاکر مستحق رحمت ہو جاؤ۔ اصل حکم تو اسی قدر تھا لیکن علمائے حنفیہ نے اس کے مفہوم میں توسیع پیدا کر کے اس سے حالت نماز میں مقتدی کے لیے قرآنی سورۂ فاتحہ کی ممانعت بھی نکالی ہے۔'' [2]

---

[1] الکلام الحسن، ملفوظات تھانوی صاحب: ۲/۲۱۲، طبع مکتبہ اشرفیہ لاہور، مرتب بانی جامعہ اشرفیہ مفتی محمد حسن صاحب مرحوم۔

[2] تفسیر ماجدی: ۳۷۳، حاشیہ نمبر: ۲۹۹، طبع تاج کمپنی لاہور وکراچی۔

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا﴾ مکہ میں نازل ہوئی ہے اور اس کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں کلام کرلیا کرتے تھے اور سلام کا جواب دے لیا کرتے تھے، نماز میں کلام کرنا تو مدینہ میں آ کر منسوخ ہوا، جب سورۂ بقرہ کی آیت ﴿قُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ نازل ہوئی۔ جب سورۂ اعراف کی اس آیت کریمہ نے نماز میں کلام اور سلام کرنے سے نہیں منع کیا تو پھر سورۂ فاتحہ پڑھنے سے کیسے روکتی ہے۔ یاد رہے کہ نماز میں کلام کے مدینہ میں منسوخ ہونے کا موقف حنفی حضرات نے بھی تسلیم کیا ہے۔ [1]

شیخ العرب والعجم سیّد علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾﴾

''جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اس آیت کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کو ان سب سے زیادہ جانتے تھے، اپنی زندگی میں اپنے قول وفعل سے اس کی تفسیر کرتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے یہ حکم دیا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھی جائے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ اگر قرآن کریم میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے روکا گیا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی اس کے پڑھنے کا حکم نہ دیتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی قرآن کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی قرآن پر صحیح عمل کرنے کا طریقہ سکھایا ہے اور یہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے اس لیے اس طرح آیت اور صحیح احادیث کا آپس میں ٹکرانا عقیدے کی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو تمام مسائل قرآن اور احادیث کی روشنی میں سمجھنے چاہئیں۔ اسی وجہ سے امیر

---

[1] احسن الکلام: ١/ ١٩٤۔ شرح مسلم از غلام رسول سعیدی: ٢/ ٩٦۔ طحاوی: ١/ ٣٠٤، کتاب الصلاۃ، باب الکلام فی الصلاۃ.

المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: کچھ لوگ تمہیں قرآن سے دلیل پیش کر کے شبہات پیدا کر کے جھگڑیں گے۔ پس تم ان کو حدیث سے پکڑنا، مواخذہ کرنا۔ "فإن اصحاب السنن اعلم بكتاب الله" اس لیے کہ حدیث والے (اہل حدیث) ہی قرآن کو اچھی طرح جانتے ہیں۔" [1]

اس کے لیے مضمون خود بتا رہا ہے کہ اس آیت کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن کریم میں سیاق اس طرح ہے:

﴿ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي ۚ هَٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠٣﴾ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾ ﴾

(الاعراف: ۲۰۳ تا ۲۰۴)

ان آیات کا ترجمہ علامہ تاج محمد امروٹی نے اس طرح کیا ہے۔

"اور (اے پیغمبر!) جب تو ان کے پاس کوئی آیت لاتا ہے (تو) کہتے ہیں کہ (اپنی طرف سے) کیوں نہیں بناتا؟ کہہ دے کہ جو کچھ میری طرف اپنے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے اس کے علاوہ (کسی اور کی) تابعداری نہیں کرتا۔ یہ قرآن ہمارے رب کی طرف سے روشنی اور ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو مانتی ہے اور جب قرآن پڑھا جائے (تو) اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔"

اسی طرح مولوی محمد عثمان نورنگ زادہ کی تفسیر تنویر الایمان میں بھی ہے۔

ناظرین! اب اس ترجمہ پر غور کریں کہ یہ کفار کا مطالبہ ہے جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنے کا حکم دیتا ہے کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ اس حکم کا پابند ہوں جو وحی کے ذریعے میری طرف آتا ہے اور یہ قرآن میرے رب کی طرف سے

[1] سنن دارمی، رقم: ٤٧٨.

آیا ہے جس میں تمہارے لیے روشنی اور رہنمائی ہے خاص کر مؤمنوں اور ماننے والوں کے لیے رحمت ہے اس لیے تم اس کو خاموشی سے سنو تاکہ تمہارے لیے بھی رحمت بن جائے یعنی وہ وعظ اور دورانِ خطبہ شور مچاتے تھے اور ان کے بڑوں کی اپنے زیر دستوں کو یہ تعلیم تھی۔
جیسا کہ قرآن کریم میں (دوسری جگہ) فرمایا گیا ہے:

﴿وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝٢٦﴾ (حم السجده: ٢٦)

''اور کفار نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس کے پڑھنے کے دوران شور کرو تاکہ تم غالب ہو جاؤ۔'' (ترجمہ امروئی، صفحہ: ۵۷۳)

یعنی دوران خطبہ کفار کو شور کرنے سے روکا گیا۔ امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۴۔۱۰۵ میں اس بارے میں تفصیلی تقریر کی ہے۔ اور فرماتے ہیں:

''اسی طرح قرآن کریم کے مضمون کی اچھی ترتیب اس کو فائدہ مند بنانے والی ہے اور اس کو امام کے پیچھے قراءت کرنے سے روکنے کی دلیل بنانے سے مضمون کا سلسلے وار ہونا اور ترتیب نہیں رہے گی۔'' [1]

دوسری دلیل:

مسلم، ابن ماجہ، طحاوی اور نسائی میں روایت ہے کہ امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو، اور جب قرأت کرے تو خاموش رہو۔ ''وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا۔''

جواب: ...... **اوّلاً:** ''انصات'' آہستہ پڑھنے کے منافی نہیں۔ جیسا کہ ''وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ'' کے عموم کے اعتبار سے خطبہ سننا چاہیے۔ چنانچہ المبسوط للسرخی: ۲/ ۲۸ میں ہے:

" ولا ينبغي للقوم ان يتكلموا والإمام يخطب لقوله تعالٰى: ﴿فاستمعوا له وانصتوا﴾ . "

[1] فاتحه خلف الإمام، ص: ٤٣-٤٥ـ طبع جمعيت اهلحديث سندهـ.

امام کے خطبہ کے وقت لوگوں کا باہم بات کرنا مناسب نہیں، اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے: ''سنو اور خاموش رہو۔'' جب کہ ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾﴾ کی رو سے محمد ﷺ کا نام سن کر درود پڑھنے کا حکم ہے۔ تو علمائے حنفیہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ درود آہستہ پڑھ لو۔ پس معلوم ہوا کہ آہستہ پڑھنا ''اِنصات'' کے منافی نہیں۔ تفصیل دیکھیں: كفايه: ١/ ٢٩٩۔ فتح القدير لابن الهمام: ٢/ ٣٨۔ البناية للعينى: ٢/ ٣٧٩، ٣٨٠۔ رمز الحقائق شرح كنز الدقائق: ٤٥ قديم: ١/ ٢٧، جديد۔ شرح وقاية: ٧٥۔ الهداية: ١/ ١٢١۔

جب درد و شریف پڑھا جا سکتا ہے تو فاتحہ پڑھنے میں کیا حرج وممانعت ہے؟

علامہ طاہر حنفی بھی انصات کا معنی ''سکوت'' کرتے ہیں اور سکوت سے مراد آہستہ پڑھنا لیتے ہیں۔ دلیل کے طور پر ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ! ''مَا تَقُوْلُ بَيْنَ اِسْكَاتِكَ . '' الخ یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد جب آپ چپ ہوتے کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ...... الخ پڑھتا ہوں۔'' [1]

معلوم ہوا کہ انصات ''چپ رہنا'' جہر کے منافی ہے، آہستہ پڑھنے کے منافی نہیں۔

ثانیاً: حنفی حضرات تو سری نمازوں میں بھی قرأت خلف الامام کے قائل نہیں ہیں، اور جو یہ پڑھتے ہیں وہ احتیاطاً پڑھتے ہیں۔ (غيث الغمام، ص: ١٥٦) حالانکہ ان سری نمازوں میں امام اونچی آواز سے قرأت نہیں کر رہا ہوتا کہ جس بنیاد پر قرأت کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ منطق سمجھ سے باہر ہے۔ یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کو امام شافعی، مالک، احمد، ابن حجر اور ابن قدامہ اور ابن حزم رحمہم اللہ وغیرہ نماز کا رکن قرار دیتے ہیں۔

تیسری دلیل:

❀ جس نے امام کے پیچھے قراءت کی اس کا منہ آگ سے بھر دیا جائے گا۔ [2]

[1] مجمع البحار: ٢/١٢٥.

[2] یہ روایت موضوع ہے۔ دیکھیں: موضوع اور منکر روایات: 59۔

❀ ''جس نے امام کے پیچھے قراءت کی اس کی نماز نہیں ہوگی۔'' ❶

جواب: ...... مولانا عبدالحئ لکھنوی حنفی رقم طراز ہیں:

((اِنَّهٗ لَمْ يُرْوَ فِیْ حَدِيْثٍ مَرْفُوْعٍ صَحِيْحٍ النَّهْیُ عَنْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ وَكُلُّ مَا ذَكَرُوْهُ مَرْفُوْعًا فِيْهِ اِمَّا لَا اَصْلَ لَهٗ وَاِمَّا لَا يَصِحُّ .)) (التعليق الممجد، ص: ۱۰۱)

''کسی بھی مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ممانعت وارد نہیں ہوئی، اس بارے میں حنفی علماء نے جو بھی مرفوع روایت ذکر کی ہے وہ یا تو بے اصل ہے یا صحیح نہیں ہے۔''

آمین کہنے کا مسئلہ:

سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے کے بعد آمین کہے۔ اور جب امام جہری نماز کی امامت کر رہا ہو، وہ بآواز بلند آمین کہے اور اسی طرح مقتدی بھی۔ سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ پھر آپ نے بلند آواز سے آمین کہی۔ ❷

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ پڑھا تو آپ نے بلند آواز سے آمین کہی کہ میں نے سنی اور میں آپ کے پیچھے صف میں کھڑا تھا۔'' ❸

اور سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ پڑھتے تو کہتے: آمین۔ اس قدر اونچی آواز سے کہ پہلی صف میں

---

❶ یہ روایت باطل ہے۔ دیکھیں: موضوع اور منکر روایات: ۶۰۔

❷ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۲۴۸۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۸۵۵۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۹۳۲۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن نسائی، کتاب الإفتتاح، رقم: ۹۳۲۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

آپ کے اردگرد کے لوگ سن لیتے۔ ❶

حجیہ بن عدی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے جب ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہا تو آمین کہی۔ ❷

ابن ام الحصین اپنی دادی ام الحصین سے بیان کرتے ہیں: کہ میں نبی کریم ﷺ کو ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا، پس آپ نے قراءت کی حتی کہ ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پر پہنچ گئے، تو کہا: آمین۔ ❸

دورِ صحابہ میں ''آمین بالجہر'' کا ثبوت:

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے مقتدی اتنی بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔ ❹

فوائد: ......(۱) اس حدیث پر امام بخاری نے باب قائم کیا ہے۔ ''باب جهر الإمام بالتامين''، ''امام کے آمین بالجہر کا بیان'' گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس اثر سے آمین بالجہر کا اثبات کیا ہے۔

(۲) یہ حدیث موقوف ہے، لیکن حکماً مرفوع ہے۔ اور یہ اصول مسلم ہے کہ جب موقوف مرفوع کے حکم میں ہو، تو وہ مرفوع کی طرح حجت اور دلیل قطعی ہوتی ہے۔ ❺

نعیم بن مجمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ...... وہ جب ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِيْنَ'' تک پہنچے تو انھوں نے آمین کہا اور ان کے پیچھے لوگوں نے آمین کہی۔ پھر انھوں نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نے تمھیں

---

❶ سنن الكبرىٰ، للبيهقي: ۵۸/۲، صحيح ابن خزيمه، رقم: ۵۷۱ـ صحيح ابن حبان: ۴۶۲ـ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه، باب الجهر بالتأمين، رقم: ۸۸۴ـ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ معجم أبو يعلى، ص: ۲۵۱، ۲۵۲، رقم: ۳۱۳ـ یہ حدیث حسن ہے۔

❹ صحيح بخاری: معلقًا، باب جهر الأمام بالتأمين ـ مصنف عبدالرزاق: ۹۶/۲.

❺ تيسير مصطلح الحديث، ص: ۱۲۵ـ ۱۲۶، طبع مكتبه قدوسيه.

رسول اللہ ﷺ والی نماز پڑھائی ہے۔'' ❶

جناب عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ امام جب ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا تو لوگوں کے آمین کہنے کی وجہ سے مسجد گونج جاتی۔ ❷ امام نافع، سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں، کہ جب وہ امام کے ساتھ نماز پڑھتے، سورۂ فاتحہ پڑھتے، پھر لوگ آمین کہتے، تو آپ بھی آمین کہتے، اور اسے سنت قرار دیتے۔ ❸

امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما امام ہوتے یا مقتدی، دونوں صورتوں میں آمین بآواز بلند کہتے تھے۔'' ❹

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلَى شَيْءٍ، مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ.)) ❺

''یہود نے تمہارے ساتھ کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا، جتنا سلام اور آمین پر حسد کیا۔''

ائمہ اور اہل علم سے آمین بالجہر کا ثبوت:

امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ امام شافعی، احمد بن حنبل اور اسحاق رحمہم اللہ آمین بالجہر کے قائل ہیں۔

---

❶ مسند أحمد: ۲/۴۹۷۔ صحیح ابن خزیمه: ۱/۲۲۳، ۲۲۴، رقم: ۴۹۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۷۹۷۔ ۱۸۰۱۔ مستدرك حاكم: ۱/۲۳۲۔ سنن دارقطنی: ۱/۳۰۶، رقم: ۲۴۵۱۔ سنن الكبرىٰ للبيهقي: ۲/۵۸، رقم: ۱۱۵۵۔ ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، ذہبی، دارقطنی، بیہقی اور شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مصنف ابن ابی شیبه: ۲/ ۱۸۷.

❸ صحیح ابن خزیمه: ۱/۲۸۷، رقم: ۵۷۲۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ السنن الكبرى: ۲/۵۹.

❺ سنن ابن ماجه، بالجهر بالتأمين، رقم: ۸۵۶۔ الترغيب والترهيب: ۱/۳۲۸۔ علامہ منذری، بوصیری اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا امام بلند آواز سے آمین کہے، انہوں نے کہا: ہاں! اور جو اس کے پیچھے ہیں وہ سب بھی بلند آواز سے آمین کہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے کہا: اہل علم ہمیشہ اسی آمین بالجہر کے اوپر کاربند رہے ہیں۔ ❶

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد کی شہادت:

امام عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے دوسو (۲۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ''غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ'' کہتا، تو سب لوگ بلند آواز سے ''آمین'' کہتے۔'' ❷

فائدہ:...... ہم نے عرب حنفی حضرات کو قائلین رفع الیدین اور بآواز بلند آمین کہتے ہوئے پایا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آج امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی آخری آرام گاہ کے پاس بھی نمازی بآواز بلند آمین کہتے ہیں۔

آمین بالجہر کہنے کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا، فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ تَأْمِیْنُهٗ تَأْمِیْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .)) ❸

''جب امام ''آمین'' کہے تو تم بھی آمین کہو (اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں) تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

فائدہ......: ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے

---

❶ تحفة الاحوذی: ١/ ٣٠٩.

❷ السنن الكبرى، للبيهقي: ٢/٩٥، رقم: ٢٤٥٥ـ كتاب الثقات لإبن حبان: ٦/٢٦٥، تحت ترجمة خالد بن أبي نوف.

❸ صحيح بخاری، كتاب الأذان رقم: ٧٨٠ـ صحيح مسلم، رقم: ٤١٠ـ صحيح ابن خزيمه، كتاب الصلاة: ١/٢٢٥ـ٢٥٦، رقم: ٥٧٠١.

ثابت ہوا کہ امام بلند آواز سے آمین کہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم اس صورت میں دے سکتے ہیں، جب مقتدی کو معلوم ہو کہ امام آمین کہہ رہا ہے۔ کوئی عالم تصور بھی نہیں کرسکتا کہ رسول اللہ ﷺ مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم دیں، جب کہ وہ اپنے امام کی آمین سن ہی نہ سکے۔'' [1]

نماز کی مسنون قرأت:

پھر قرآن میں سے جو آسان لگے اور یاد ہو پڑھے۔ ہم آپ کی سہولت کے لیے چند ایک سورتیں لکھتے ہیں:

سورة الاخلاص مكية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤﴾

''آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔''

سورۃ اخلاص کی فضیلت:

ایک انصاری صحابی، مسجد قباء میں امامت کراتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھنے سے پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (یعنی سورۃ اخلاص) تلاوت فرماتے، ہر رکعت میں اسی طرح کرتے۔ مقتدیوں نے امام سے کہا کہ آپ پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت کرتے ہیں، پھر بعد میں دوسری سورۃ ملاتے ہیں، کیا ایک سورت تلاوت کے لیے کافی نہیں؟ اگر اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت نہیں تو اس کو چھوڑ دیں اور دوسری سورت کی تلاوت کیا کریں۔ امام نے جواب دیا: میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت نہیں چھوڑ سکتا۔ انہوں نے رسول مکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں مسئلہ

[1] مذکورہ حدیث کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

پیش کیا، تو نبی کائنات ﷺ نے اُس امام سے کہا کہ ''تم مقتدیوں کی بات کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ اس سورۃ کو ہر رکعت میں کیوں لازمی پڑھتے ہو؟'' تو اس نے کہا: مجھے اس سورت کے ساتھ محبت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔'' [1]

سُوْرَۃُ الْفَلَقِ مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵ ﴾

''اے میرے نبی! آپ کہہ دیجیے، میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، تمام مخلوقات کی شر سے، اور رات کی برائی سے جب اس کی بھیانک تاریکی ہر جگہ داخل ہو جاتی ہے۔ اور ان جادوگر عورتوں سے جو دھاگے پر جادو پڑھ کر پھونکتی ہیں اور گرہیں ڈالتی ہیں۔ اور حاسد کے حسد سے جب وہ اپنا حسد ظاہر کرتا ہے۔''

سُوْرَۃُ النَّاس مَدَنِیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِکِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰہِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ۝۶ ﴾

''اے میرے نبی! آپ کہہ دیجیے، میں انسانوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الجمع بین السورتین في الرکعة، تعلیقاً۔ سنن ترمذی، ابواب ثواب القرآن، رقم: ۲۹۰۶.

انسانوں کے حقیقی بادشاہ کی پناہ میں، انسانوں کے تنہا معبود کی پناہ میں، وسوسہ پیدا کرنے والے، چھپ جانے والے شیطان کے شر سے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔''

قرأت کے احکام ومسائل:

۱: قرآنِ مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴﴾ (المزمل : ٤)

''اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔''

۲: ہر آیت پر وقف کیا جائے۔ ❶

۳: فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا، اور فاتحہ کے ساتھ کسی دوسری سورت کی تلاوت کرنا دونوں طرح درست ہے۔ ❷

۴: تلاوت کرتے وقت ہونٹوں کا ہلنا ضروری ہے۔ بعض لوگ ہونٹ بند کر کے تلاوت کر رہے ہوتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں ہے۔

رکوع کا بیان:

پھر '' اَللّٰهُ اَكْبَرُ '' کہتے ہوئے رکوع کرے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھائے، اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھے، اور ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ .)) کہے۔ مذکورہ دعا کا تین مرتبہ یا اس سے زیادہ پڑھنا سنت ہے۔ ❸

رکوع کے ضروری مسائل:

۱۔ حالت رکوع میں پیٹھ کو بالکل سیدھا رکھا جائے۔ ❹

❶ صحیح سنن ابوداؤد، کتاب الحروف والقراءات، رقم: ٤٠٠١.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٧٧٦۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٥١، ٤٥٢.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٧٨٩، ٨٢٨۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٣٩٠، ٧٧٢،٣٩٢۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، رقم: ٢٦١.

❹ صحیح سنن ابوداؤد، تفریع ابواب الصفوف، رقم: ٨٥٥.

۲۔ سر نہ زیادہ نیچے ہو اور نہ زیادہ اونچا۔ ❶

۳۔ ہتھیلیاں گھٹنوں پر یوں رکھی ہوئی ہوں کہ گویا ان کو پکڑا ہوا ہو۔ ❷

۴۔ کہنیوں کو پہلوؤں سے دُور رکھنا۔ ❸

۵۔ بازوؤں کو کمان کی تانت کی طرح سیدھا رکھنا۔ ❹

رکوع کی مزید دعائیں:

(i) سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ.)) ❺

''اے اللہ! میں تیرے ہی لیے جھکا ہوں، تجھ ہی پر ایمان لایا اور تیرا ہی اطاعت گزار ہوا۔ تیرے ہی لیے ڈر کر میرے کان، آنکھیں، میرا دماغ، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے عاجز ہو گئے ہیں۔''

(ii) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع میں اکثر کہتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي.)) ❻

''اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

(iii) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں کہتے تھے:

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٤٩٨.

❷ صحيح بخارى، كتاب الأذان، رقم: ٨٢٨.

❸ صحيح سنن ابوداؤد، ابواب تفريع استفتاح الصلاة، رقم: ٨٦٣.

❹ صحيح سنن ابوداؤد، ابواب تفريع استفتاح الصلاة، رقم: ٨٣٤.

❺ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ١٨١٢.

❻ صحيح بخارى، كتاب الأذان، رقم: ٧٩٤، ٨١٧۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٤٨٤.

((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ ، رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوحِ.)) [1]

''بہت پاکیزگی والا، نہایت مقدس ہے تمام فرشتوں اور روح (جبریل علیہ السلام) کا رب۔''

(iv) سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع میں کہتے تھے:

((سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ.)) [2]

''پاک ہے وہ اللہ جو بڑی طاقت اور بادشاہی والا ہے، وہ بہت بڑائی والا اور صاحب عظمت ہے۔''

(v) حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں فرماتے:

((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.)) [3]

''اے اللہ! تیرے ہی لیے پاکی اور تعریف ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔''

(vi) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع وسجود میں تین دفعہ پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ.)) [4]

''اللہ شراکت اور ہر عیب سے پاک ہے، ہم اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔''

قیام بعد الرکوع اور اس کی دعائیں:

پھر اگر امام یا منفرد ہو تو رفع الیدین کرتے ہوئے، اور ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہتے ہوئے رکوع سے کھڑا ہو جائے۔ اور پوری طرح سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد یہ دعا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ٤٨٧.

[2] صحیح سنن ابو داؤد: ١/ ٢٤٧، رقم: ٨٧٣.

[3] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٥٨.

[4] سنن ابوداؤد، باب مقدار الرکوع والسجود، رقم: ٨٨٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

پڑھے: [1]

(i) ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ.))

''اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی تعریف ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت۔''

فضیلت:

سیّدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' پس ایک مقتدی نے کہا: ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ.'' پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ''ابھی کس نے یہ کلمے پڑھے ہیں؟'' ایک شخص نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تیس سے زائد فرشتے دیکھے جو ان کلموں کا ثواب لکھنے میں جلدی کر رہے تھے۔'' [2]

(ii) ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.)) [3]

''اے ہمارے پروردگار اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریفیں ہیں، آسمانوں اور زمینوں کے برابر، اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کے برابر، اور اس کے علاوہ جو چیز بھی تو چاہے اس کے برابر۔''

(iii) ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ وَالْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسْخِ.)) [4]

''اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، اتنی جس سے آسمان بھر جائیں

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الأذان، رقم: ٧٣٥، ٧٣٦، ٧٣٧، ٧٩٦۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٤٧٦.

[2] صحيح البخارى، كتاب الأذان، رقم: ٧٩٥.

[3] صحيح مسلم، كتاب الأذان، رقم: ٤٧٦. [4] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٤٧٦/٢٠٤.

اور زمین بھر جائے اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔ اے اللہ! مجھے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کردے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے اسی طرح پاک کردے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔‘‘

(iv) سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَھْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.)) ❶

’’اے ہمارے رب؛ تیرے لیے ہی ساری تعریف ہے، جس سے آسمان بھر جائیں اور زمین بھر جائے اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ بھر جائے اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے وہ بھر جائے۔ اے تعریف اور بزرگی کے لائق، سب سے سچی بات جو بندے نے کہی، وہ یہ ہے، جبکہ ہم سب تیرے بندے ہیں! اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے عطا کی، اور وہ چیز کوئی دینے والا نہیں جو تو نے روک دی اور کسی کا مقام و مرتبہ اسے تیرے عذاب سے بچا نہیں سکتا۔‘‘

امام اور مقتدی کا ’’سمع اللہ لمن حمدہ‘‘ کہنا:

اگر آپ مقتدی ہیں تو بھی ’’سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ‘‘ ضرور کہیں۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ’’كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ‘‘ قَالَ: اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. ‘‘ ❷

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ’’سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ‘‘ کہتے اور پھر فرماتے:

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٧٧. ❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٧٩٥.

"رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ."

اور یہ حدیث عام ہے جو کہ آپ کی ہر دو حالتوں، حالتِ امامت اور حالت اقتداء کو شامل ہے۔ حالت اقتداء کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آپ نے سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ ❶

یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:

"بَابُ مَا يَقُوْلُ الْإِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهٗ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ."

"باب امام اور مقتدی رکوع سے سر اٹھانے پر جو کہیں۔"

لہٰذا امام کی اقتداء کرتے ہوئے مقتدی بھی یہ کلمات ادا کرے، کیونکہ مقتدی پر امام کی اقتداء ضروری ہے۔

میں رفع الیدین کیوں کروں؟

نماز میں رفع الیدین ہے سنت رسولؐ کی
ملتا ہے ثواب اور خوشنودی الرّحمٰن کی

نماز میں رفع الیدین کرنا امام اعظم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اہل بیت رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، تبع تابعین، محدثین کرام، فقہا اسلام اور اہل علم کا اس پر عمل صحیح اسناد اور تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ پس اس سنت کا مذاق اڑانا اور کہنا کہ:

۱۔ رفع الیدین کرنا "چہرے سے مکھیاں اڑانے" کے مترادف ہے۔

۲۔ ارے بھئی! آپ تو ایسے لگ رہے تھے جیسے نماز میں اڑنے کی کوشش کر رہے تھے وغیرہ۔ انتہائی گھناؤنا عمل ہے۔

۳: بقول مولوی عاشق الٰہی میرٹھی: "بعض حنفیوں نے اہلحدیث یعنی غیر مقلدین زمانہ کو رفع الیدین پر کافر کہنا شروع کر دیا تھا۔" ❷

---

❶ سنن ابوداؤد، باب المسح علی الخفین، رقم: ۱۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۳۲۱/۱۰۵.

❷ تذكرة الخليل، ص: ۱۳۲، ۱۳۳، حاشیه.

۴۔ اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ شروع زمانہ میں رفع الیدین کرتے تھے اور بعد میں چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ اس لیے کیا جاتا تھا کہ لوگ نئے مسلمان تھے وہ بغلوں میں بت لے کر آتے تھے، پھر جب ان کا اسلام پختہ ہوگیا تو رفع الیدین منسوخ ہوگیا۔

یہ سب بلا دلیل اپنی طرف سے گھڑی ہوئی فضول باتیں، اور نبی کریم ﷺ پر بہتان ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان میں شک کے مترادف ہے۔ بلکہ یقینی طور پر ایسے ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں دس ایسی احادیث موجود ہیں جن سے نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور مدینہ منورہ میں پیارے رسول ﷺ کی آخری زندگی میں مسلمان ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی رفع الیدین ثابت ہے، تو پھر کب منسوخ ہوا؟ یہ صرف فرقہ بندی، اپنے ائمہ کی بات کو امام الانبیاء ﷺ کی سنت پر ترجیح دینا اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہیں۔

اہل سنت والجماعت، امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ کتاب اللہ کے بعد ان دونوں کتابوں کا درجہ ہے، اور ان کی مشترکہ احادیث متفق علیہ کہلاتی ہیں۔ رفع الیدین کی حدیث متفق علیہ بھی ہے، پھر بھی کوئی رفع الیدین نہیں کرتا تو امتیوں کے رتبہ کو رحمۃ العالمین ﷺ سے بڑھانے کی سازش نہیں تو اور کیا ہے کہ جس پر وحی بھی نہ اترے اور نبی بھی نہ ہو۔ اس کی بات کو بلا دلیل حجت اور حرف آخر مان لیا جائے۔ یہ کیسی سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبت ہے؟

رفع الیدین سنت متواترہ ہے:

علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ رفع الیدین کی اتنی کثیر احادیث و آثار ہیں جو چار صد تک پہنچ جاتے ہیں اور رفع الیدین سنت متواترہ ہے۔ [1]

علمائے احناف میں سے علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی نے اسے متواتر تسلیم کیا ہے۔ [2]

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''رفع الیدین کی روایت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی

---

[1] سفر السعادة، ص: ١٨، طبع قطر.

[2] العرف الشذى: ١/١٢٤.

تعداد نے بیان کی ہے کہ شاید اس سے زیادہ تعداد نے دوسری کوئی حدیث روایت نہیں کی۔'' ❶
رفع الیدین کے سنت متواترہ ہونے کی مزید تفصیل کے لیے آپ حدیث متواتر پر لکھی جانے والی کتب حدیث ملاحظہ فرمائیں: نظم المتناثر فی الحدیث المتواتر، ص: ٥٨، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت ، قطف الأزهار المتناثرة فی الأخبار المتواترة، ص: ٩٥، مطبوعة المكتب الإسلامی بیروت ، الآلي المتناثرة في الأحاديث المتواترة، ص: ٢٠٧، مطبوعة دارالكتب العلمية بيروت ، وغيرها .

امام حاکم اور ابوالقاسم ابن منزہ فرماتے ہیں: ''ہمیں کسی ایسی سنت کا پتا نہیں، جس کی نبی کریم ﷺ سے روایت پر چاروں خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ اور دیگر کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق ہوں، اگرچہ خود دور دراز ممالک میں پھیلے ہوئے تھے، سوائے اس سنت (رفع الیدین) کے۔'' ❷

امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں لکھا ہے کہ:

((فَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْهُمْ عِلْمٌ فِی تَرْكِ رَفْعِ الْأَيْدِیْ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ)) ❸

''ائمہ دین میں سے کسی کے پاس بھی نبی علیہ السلام کے ترک رفع الیدین کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح کسی صحابی سے بھی رفع الیدین نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔''

اور رسولِ مکرم، محمد مصطفیٰ ﷺ نے حکم فرمایا کہ:

((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِیْ أُصَلِّیْ .)) ❹

---

❶ نیل الأوطار: ٢/٣/٩.
❷ فتح الباری: ٢/ ٢٢٠_ نصب الراية، باب صفة الصلاة: ١/ ٤١٧، ٤١٨.
❸ جزء رفع الیدین بخاری، ص: ١٣٢.
❹ صحیح بخاری ، کتاب الأذان، رقم: ٦٣١.

''نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔''

اگر نماز کو سنت رسول ﷺ کے مطابق نہیں پڑھیں گے تو قبولیت کی اہم شرط گم ہوجائے گی۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع وسجود مکمل طور پر نہیں کر رہا تھا، تو آپ نے اس سے کہا:

((مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللّٰهُ مَحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .)) [1]

''تم نے نماز نہیں پڑھی، اگر تم ایسے ہی مرگئے تو اس دین فطرت پر نہیں مروگے، جس فطرت پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کیا تھا۔''

سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کیا ہوا عمل گمراہی ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

((لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ .)) [2]

''اگر تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دوگے تو گمراہ ہوجاؤ گے......''

رفع الیدین کا ثواب:

رفع الیدین نماز کی زینت اور باعث اجر وثواب ہے۔ چنانچہ نعمان بن ابی عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر چیز کے لیے زینت ہوتی ہے، اور نماز کی زینت رفع الیدین ہے۔'' [3]

ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نماز میں رفع الیدین کرنا نماز کی تکمیل کا باعث ہے۔ [4]

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو مقصد تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کا ہے، وہی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۱.

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة، رقم: ۶۵٤/۲۵۷.

[1] جزء رفع الیدین، ص: ۵۹.

[2] جزء رفع الیدین، ص: ۱۷.

مقصد رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کا ہے اور یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور نبی رحمت ﷺ کی اتباع ہے۔'' ❶

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان فرماتے ہیں کہ:

''نماز میں جو شخص رفع الیدین کرتا ہے تو اس کے لیے ہر ایک اشارے کے بدلے ایک انگلی پر ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔'' ❷

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل، علامہ ہیثمی اور امام بیہقی نے بھی رفع الیدین کے متعلق قرار دیا ہے، لہٰذا یہی بات صحیح ہے۔ ❸

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''آدمی اپنی نماز میں اپنے ہاتھ کے ساتھ جو اشارہ کرتا ہے اس کے عوض اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔'' ❹

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رفع الیدین نماز کی زینت ہے، ایک مرتبہ رفع الیدین کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی۔ ❺

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رفع الیدین کرنا نیکیوں کو بڑھا دیتا ہے۔'' ❻

یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر ہے:

---

❶ كتاب الأم: ١/ ٩١۔ السنن الكبرى للبيهقى: ٢/ ٨٢.

❷ الفوائد للبحيرى (ق ٢/٣٩)۔ مسند الفردوس، للديلمى: ٤/ ٣٤٤۔ معجم كبير، للطبرانى: ٧/ ٢٩٧۔ مجمع الزوائد: ٢/ ١٠٣۔ سلسلة الصحيحة: رقم: ٣٢٨٦.

❸ معرفة السنن والآثار للبيهقى: ١/ ٢٢٥.

❹ طبرانى كبير: ١٧/ ٢٩٧۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٣٢٨٦.

❺ طحاوى: ١/ ١٥٢.

❻ كتاب الصلاة، ص: ٥٦.

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦١﴾ ﴾ (البقرہ: ۲۶۱)

''جولوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اُن کی مثال اُس دانے کی ہے، جس نے سات خوشے اُگائے، ہر خوشہ میں سو دانے تھے، اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اور بڑھا دیتا ہے، اور اللہ بڑی کشائش والا اور علم والا ہے۔''

رفع الیدین کا عروج:

ایک دفعہ رفع الیدین کرنے سے دس نیکیاں ملیں تو چار رکعت والی نماز میں صرف رفع الیدین کرنے سے انسان سو (100) نیکیاں حاصل کرلیتا ہے۔ جبکہ پانچوں نمازوں کی نیکیاں (430) بنتی ہیں اور اسلامی سال کے (360) دن ہوتے ہیں۔ اس حساب سے ایک سال میں (154800) نیکیاں حاصل ہوں گی۔

اگر سنن راتبہ کو دیکھا جائے تو وہ ایک دن میں ''بارہ'' رکعت ہیں۔ جن میں رفع الیدین کی تعداد (60) ہے۔ اس لحاظ سے انسان سنن راتبہ ادا کرنے پر ایک دن میں چھ سو (600) نیکیاں حاصل کرلے گا۔ جبکہ ایک سال کی نیکیاں دولاکھ سولہ ہزار (216000) بنیں گی۔

سنن راتبہ اور فرائض میں صرف رفع الیدین پر حاصل ہونے والی نیکیاں تین لاکھ ستر ہزار آٹھ سو (370800) تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ مزید اخلاص پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کو سات سو گنا زیادہ بڑھا دیں اور یہ نیکیاں (259560000) تک پہنچ جائیں۔ اور اگر کوئی شخص نماز تہجد، اشراق، چاشت، توابین، نماز تسبیح اور دیگر نوافل کا عادی ہے تو اس کی نیکیاں تو اور ہی زیادہ ہوں گی۔ ''ان اللہ یرزق من یشاء بغیر

حساب“

پیارے بھائیو اور بہنو! ہر شخص دنیا میں نفع کا سودا چاہتا ہے۔ اگر آپ سنت رسول ﷺ پر عمل کر کے نماز میں رفع الیدین کر لیں اور آپ کے رفع الیدین پر اتنی زیادہ نیکیاں حاصل ہو جائیں۔ بتائیے، آپ کو اور کیا چاہیے؟ کیا آپ یہ منافع کا سودا ہاتھ سے جانے دیں گے، اور کیا آپ چاہیں گے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت سے محبت کا ثبوت دینے کے بجائے اپنے ائمہ کی بات کو ترجیح دیں اور نبی کریم ﷺ سے اپنے ائمہ کا مرتبہ بڑھائیں؟ نہیں، آپ قطعی طور پر ایسا کرنے کی جسارت نہیں کریں گے، ہمارا آپ کے متعلق یہی حسن ظن ہے کہ آپ پیارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس محبوب اور باعث اجر وثواب سنت مطہرہ کو اپنا کر آپ ﷺ سے اظہار محبت و مودت کریں گے، کیونکہ ایک مسلمان کا یہی شیوہ ہوتا ہے کہ:

﴿ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ ﴾ (النور: ۵۱)

”مومنوں کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بات سن لی اور اسے مان لیا، اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“

﴿ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴾

(الحدید: ۲۱)

”یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

نبی کریم ﷺ کا نماز میں رفع الیدین کرنا

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار   مت دیکھ کسی کا قول و کردار

حدیث سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

١۔ ((قَالَ الْبَیْهقِی اَخبَرْنَا اَبُوْ عبداللّٰه الحافظ ثَنَا اَبُوْ عَبْد اللّٰه الصفار املاء من اصل کتابه قَالَ:قَالَ:ابو إِسْمَاعِیْلَ مُحَمَّدُ بْن اِسماعِیْلَ السلمی: صَلَّیْتُ خَلْفَ اَبِی النُّعْمَان مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضلِ فَرفَعَ یَدَیْهِ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ ، وَحِیْنَ رَکَعَ ، وَحِیْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّکُوْعِ ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ:صَلَّیْتُ خَلْفَ اَیُوْبَ السَّخْتِیَانِیِّ فَکَانَ یرْفَعُ یَدَیْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَۃَ ، وَإِذَا رَکَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّکُوْعِ ، فَسأَلْتُهُ فَقَالَ: رَأَیْتُ عطَاءَ بْنَ أَبِی رَبَاحٍ یَرْفَعُ یَدَیْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَۃَ، وَإِذَا رَکَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَه مِنَ الرَّکُوْعِ ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَلَّیْتُ خَلْفَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ فَکَانَ یرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَۃَ ، وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّکُوْعِ فَسأَلْتُهُ فَقَالَ: صَلَّیْتُ خَلْفَ اَبِی بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ فَکَانَ یرْفَعُ یَدَیْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَۃَ ، وَإِذَا رَکَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّکُوْعِ ، وَقَالَ أَبُوْ بَکْرٍ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَکَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَۃَ وَإِذَا رَکَعَ وَإِذَا رَأْسَهُ مِنَ الرَّکُوْعِ . رواته ثقات .)) [1]

"امام بیہقی فرماتے ہیں کہ امام حافظ ابوعبداللہ الحاکم نے ہمیں حدیث سنائی، کہا کہ ہمیں ابوعبداللہ محمد بن الصفار الزاہد نے اپنی کتاب میں سے حدیث بیان کی کہ ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی کہتے ہیں، کہ میں نے ابو النعمان محمد بن فضل کے پیچھے نماز پڑھی، تو انہوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے،

---

[1] السنن الکبریٰ، للبیهقی : ٧٣/٢۔ امام بیہقی نے اس کے راویوں کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی اور ابن حجر نے ان کی موافقت فرمائی ہے۔ (دیکھیں: التلخیص الحبیر: ٢١٩/١۔ المهذب فی اختصار السنن الکبیر للذهبی : ٤٩/٢).

اور رکوع سے اُٹھتے وقت، اپنے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھائیے، پھر ان سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حماد بن زید کے پیچھے نماز پڑھی، انھوں نے نماز پڑھی تو نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھایا، میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا، میں نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ (استاد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) تابعی کو دیکھا کہ انہوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھایا۔ میں نے پوچھا، تو انہوں نے کہا میں سیّدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ بھی نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اُٹھاتے تھے۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا، میں نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ بھی نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اُٹھایا کرتے تھے، اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی برحق، رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت، اور رکوع کرتے وقت، اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اُٹھاتے تھے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے والہانہ شیفتگی میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زندگی کی آخری نماز جو مسجد میں پڑھی، وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھی، اور اس حدیث میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گواہی دے رہے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز بھی رفع الیدین کے ساتھ پڑھی، لہٰذا نسخ کا کہنا جہالت اور مذہبی تعصب سے خالی نہیں۔

حدیث مذکور پر اعتراضات اور ان کے جوابات:

اعتــراض (۱): اس حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن فضل السدوسی عارم ابوالنعمان ہے، تقریباً ۲۱۳ھ میں اس کا حافظہ متغیر ہوگیا تھا جس کی وجہ سے اختلاط کا شکار ہوگیا اور اس کی عقل زائل ہوگئی۔

جواب: یاد رہے کہ محمد بن فضل سدوسی نے حافظہ کے تغیر کے بعد کوئی حدیث بیان نہیں کی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تَغَيَّرَ قَبْلَ مَوْتِهِ فَمَا حَدَّثَ." [1]

''موت سے پہلے اس کا حافظہ متغیر ہوگیا، اس نے اس کے بعد کوئی حدیث بیان نہیں کی۔''

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَا ظَهَرَ لَهُ بَعْدَ اِخْتِلَاطِهِ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ وَهُوَ ثِقَةٌ." [2]

''اختلاط کے بعد اس سے کوئی منکر روایت ظاہر نہیں ہوئی اور یہ ثقہ راوی ہے۔''

پس معترضین یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ محمد بن فضل السدوسی نے حافظہ کے تغیر کے بعد یہ حدیث بیان کی ہو۔ جب اس کی کوئی روایت ثابت ہی نہیں تو جرح بالکل فضول اور عبث ہے۔

(۲) مذکورہ روایت کے مطابق محمد بن فضل السدوسی امام تھے اور محمد بن اسماعیل السلمی مقتدی تھے۔ بھلا جس شخص کی عقل زائل ہو جائے اسے امام کون بناتا ہے؟

ستیاناس ہو فرقہ بندی کا جس کی بنا پر حق کو چھپایا جاتا ہے۔

احادیث سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

پہلی حدیث:

۲۔ ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ

[1] الكاشف: ۲/ ۱۱۰.

[2] ميزان الإعتدال: ۴/ ۸، نیز دیکھیں: سير أعلام النبلاء: ۱۰/ ۲۶۷.

اِذَا افْـتَتَـحَ الصَّـلاۃَ ، وَاِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ ، وَاِذَا رَفَـعَ رَاْسَـهُ مِنَ الـرُّکُـوْعِ رَفَـعَهُمَا کَذٰلِکَ اَیْضًا ، وَقَالَ (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ) وَکَانَ لاَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی السُّجُوْدِ .)) ❶

''سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھاتے ،اسی طرح جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے (تو دونوں ہاتھ اُٹھاتے) جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اُٹھاتے اور (سَـمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ) کہتے ،اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔''

فائدہ ......: حافظ عراقی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"فیـه فـوائـد: الأولٰی فیه رفع الیدین فی هذه المواطن الثلاثة عـنـد تـکبیـرة الإحرام وعند الرکوع وعند الرفع منه وبه قال أکثر العلماء من السلف والخلف . "❷

''اس حدیث میں کئی فوائد ہیں: پہلا فائدہ اس میں یہ ہے کہ رفع الیدین ان تین مقامات پر ثابت ہے، نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد، اور اکثر علماء سلف وخلف کا یہی قول ہے۔''

دوسری حدیث:

((عَـنْ نَافِعٍ ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما کَـانَ إِذَا دَخَـلَ فِیْ الصَّلَاةِ کَبَّرَ وَرَفَـعَ یَـدَیْـهِ ، وَإِذَا رَکَـعَ رَفَـعَ یَـدَیْهِ وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ

❶ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح سواء، رقم: ۷۳۵۔ صحیح مسلم، رقم: ۳۹۰۔ صحیح ابن خزیمه: ۱/ ۲۳۲۔ صحیح ابن حبان: ۳/ ۱۶۸۔ مسند ابی عوانه: ۲/ ۹۰۔ سنن ترمذی: ۱/ ۵۹، رقم: ۲۰۰۔ منتقٰی ابن الجارود، رقم: ۱۷۷،۱۷۸۔ شرح السنة: ۳/ ۳۰، رقم: ۵۵۹۔ الإستذکار: ۲/ ۱۲۵.

❷ طرح التثریب: ۲/ ۲۵۲.

حَمِدَهُ، رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ .)) [1]

''نافع (استاد امام مالک) سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے، جب رکوع جاتے تو رفع الیدین کرتے، جب ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہتے تو رفع الیدین کرتے اور جب دو رکعتوں سے اُٹھتے تو بھی رفع الیدین کرتے اور اس حدیث کو ابن عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع بیان کرتے تھے۔''

تیسری حدیث:

((اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ ﷺ الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ .)) [2]

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آخر عمر میں ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تمہاری آج کی رات وہ ہے کہ اس رات سے سو برس کے آخر تک کوئی شخص جو زمین پر ہے وہ باقی نہیں رہے گا۔''

فائدہ......: سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان صحابہ میں سے ہیں جو اتباع سنت میں ممتاز تھے، اور جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی کی آخری نمازیں پڑھیں۔ مزید برآں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع الیدین بھی روایت کرتے ہیں جیسا کہ ابھی گزرا ہے پس معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری زندگی میں بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر میں رفع الیدین نہ کرتے ہوتے تو وہ کبھی بھی رفع الیدین روایت نہ کرتے، بلکہ ترک رفع الیدین روایت کرتے۔ واللہ اعلم!

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الأذان، رقم: ٧٣٩.
[2] صحيح بخارى، كتاب العلم، رقم: ١١٦.

جدول احادیث سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

مذکورہ بالا روایات سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دو تلامذہ سے مروی ہیں۔ اور وہ ان کے بیٹے سالم اور دوسرے امام نافع، اُستاد امام مالک رحمہما اللہ ہیں۔ امام نافع کے تلامذہ موسیٰ بن عقبہ، ایوب، عبید اللہ اور ارطاۃ بن المنذر ہیں، جبکہ سالم کے شاگرد ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ ہیں۔ یہ روایات تقریباً انیس (۱۹) کتب حدیث میں موجود ہیں۔ جدول کی مدد سے اس تفصیل کو خوب سمجھ لیجیے گا۔
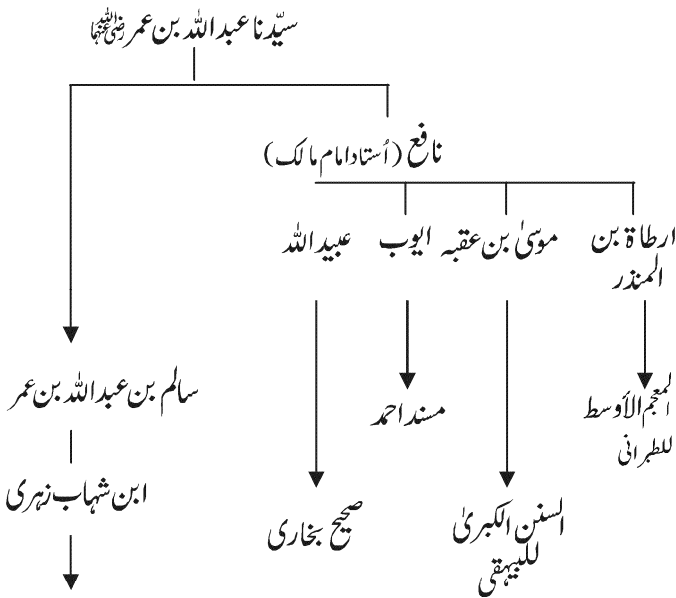
صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند أحمد، مؤطا مالک، مسند حمیدی، مسند أبوعوانۃ، جزء البخاری، الفوائد التمام للرازی، منتقی ابن الجارود، السنن الکبریٰ للبیہقی، صحیح ابن حبان، مصنف عبدالرزاق، التمہید، معرفۃ الصحابۃ للأصبہانی

حدیث سیّدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ :

۳۔ ((عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا رَكَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ .)) [1]

’’سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر تحریمہ کہتے، اور جب رکوع کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔‘‘

فائدہ :...... جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۹ ہجری میں غزوۂ تبوک کے لیے تیاریوں میں مصروف تھے تو سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ منورہ تشریف لائے اور مشرف بہ اسلام ہوئے، رخصت کرتے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تاکید فرمائی کہ تم نماز اسی طرح پڑھنا جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔ اور سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع الیدین کرتے دیکھا تھا۔

سیّدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ سنہ ۹ھ تک رفع الیدین ہوتا تھا اور خود سیّدنا مالک رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل بھی رفع الیدین کا تھا۔ جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ صحابی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی رفع الیدین پر عمل کرتے تھے، جیسا کہ ان سے جلیل القدر تابعی ابو قلابہ رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔

حدیث سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ :

٤۔ ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ، ثُمَّ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَإِذَا سَجَدَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَلَا يَفْعَلُهُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ

[1] جزء رفع الیدین للبخاری، ص: ٧٤، رقم: ٧۔ صحیح ابن خزیمہ: ١/ ٢٩٥۔ صحیح ابن حبان: ٣/ ١٧٥.

مِنَ السُّجُوْدِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ .)) ❶

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھاتے تھے، اور جب رکوع کرتے تھے تب بھی اسی طرح کرتے تھے، اور جب سجدہ کرتے تھے، (یعنی سجدے کے لیے رکوع سے سیدھے ہوتے تھے) تب بھی اسی طرح کرتے تھے، سجدے سے اُٹھتے وقت اسی طرح نہیں کرتے تھے جب دو رکعتوں سے اُٹھتے تھے تو رفع الیدین کرتے تھے۔''

حدیث سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ :

۵۔ ((عَنْ عَلِی بْنِ اَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، وَإِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ .)) ❷

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اُٹھاتے، اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے ،اور جب تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو اسی طرح ہاتھ اوپر اُٹھاتے۔''

فائدہ ......: مولوی فیض احمد ملتانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ❸

❶ صحیح ابن خزیمه، کتاب الصلاة، باب رفع الیدین عند القیام من الجلسه فی الرکعتین الاولین للتشهد، رقم: ٦٩٣۔ ابن خزیمہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ جزء رفع الیدین للبخاری، ص: ٥٦، رقم: ١۔ مسند احمد: ١/ ٩٣۔ صحیح ابن خزیمه: ١/ ٢٩٤۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ نماز مدلل، ص: ١٣٧، ١٣٨، طبع مکتبه حقانیه، ملتان.

حدیث سیّدنا انس رضی اللہ عنہ:

٦۔ ((عَنْ اَنَسٍ قَالَ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَاِذَا رَكَعَ ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ .)) ❶

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے ،اور جب رکوع جاتے اوراسی طرح جب رکوع سے سیدھے ہوتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔''

فائدہ:...... یہ حدیث حمید الطّویل عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہے۔ اور بریلوی فقیہ اعظم مولوی ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی حمید عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق کے بارہ میں ایک مقام پر امام دارقطنی اور مولوی نیموی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:" رواته كلهم ثقات "اور"اسناده جيد ." ❷

حدیث سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ:

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ حضر موت (یمن) کے شہزادے تھے۔ وہ اسلام کی محبت لے کر مدینہ آ گئے ،تو نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنے ساتھ منبر پر بٹھایا، اوران کے لیے اپنے علاقہ میں زمین کا حصہ مقرر فرمایا، اور ان کو لکھا ہوا حکم نامہ دیا۔ اور فرمایا یہ اپنے قبیلے کا سردار ہے۔ ❸

٧۔ ((عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ، كَبَّرَ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ

---

❶ مسند ابی یعلی: ٦/ ٤٢٤۔٤٢٥۔ جزء رفع الیدین، للبخاری: ٧/٨۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوٰت والسنة فیها، رقم: ٨٦٦۔ سنن دار قطنی: ١/ ٢٩٠۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ نماز حنفی مدلل،ص:٩٥،٢٣٤۔طبع فرید بک سٹال، لاہور۔

❸ الاصابة : ٣/٥٩٥.

وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى ، فَلَمَّا أَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ .)) ❶

''سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب نماز میں داخل ہوئے تو رفع الیدین کیا، اور ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہا، پھر اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹا، پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو کپڑے سے ہاتھ نکال کر رفع الیدین کیا، اور ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہہ کر رکوع کیا، اور جب ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ'' کہا تب بھی رفع الیدین کیا، اور سجدہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان کیا۔''

۸۔ ((عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرِ الحضرمی قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا رَكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوْعِ ...... قَالَ وَائِلٌ: ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فِي الشَّتَاءِ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ فِي الْبَرَانِسِ .)) ❷

''سیّدنا وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت، اور جب رکوع کیا، اور جب رکوع سے سیدھے کھڑے ہوئے تو رفع الیدین کیا......۔

سیّدنا وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں دوبارہ آپ کے پاس سردی کے موسم میں آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چادریں اوڑھی ہوئی تھیں، اور میں نے دیکھا کہ وہ ان

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۸۹۶.

❷ مسند حمیدی: ۳۴۲/۲۔ یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

کے اندر سے رفع الیدین کر رہے تھے۔‘‘

فائدہ:...... سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زندگی میں مسلمان ہوئے۔ اور سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کرتے تھے، سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۹ اور ۱۰ ہجری میں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رفع الیدین کرتے تھے۔ پس جو بھی رفع الیدین کی منسوخیت کا قائل ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ اس کے بعد کی کوئی حدیث پیش کرے۔ کیونکہ ناسخ منسوخ سے متاخر ہوتا ہے۔ اب اگر سنہ ۱۰ھ کے بعد کی کوئی ترک یا منسوخیت رفع الیدین کی حدیث ہے تو پھر بات بنتی ہے، وگرنہ خالی منسوخیت کا دعویٰ کرنے سے منسوخیت ثابت نہیں ہوتی۔

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ یمن کے شہزادے تھے اور بادشاہوں کی اولاد میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے آنے سے تین دن پہلے ہی آپ کی بشارت دے دی تھی۔ [1]

۹ ہجری میں جو وفود سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان میں سیّدنا وائل رضی اللہ عنہ کی آمد کا بھی ذکر کیا ہے۔ [2]

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۱۰ ہجری میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوبارہ آئے تھے۔ [3]

۱۰ ہجری کو بھی سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے رفع الیدین کا ہی مشاہدہ فرمایا۔ [4]

چنانچہ علامہ ابوالحسن السندھی الحنفی رقم طراز ہیں:

’’ سیّدنا مالک بن الحویرث اور سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہما رفع الیدین بیان کرنے والے وہ راوی ہیں، جنھوں نے آپ کی آخری عمر میں آپ کے

---

[1] کتاب الثقات ابن حبان: ۳/ ۴۲۴، ۴۲۵.

[2] البدایة والنهایة: ۵/۷۱.

[3] صحیح ابن حبان: ۳/ ۱۶۸.

[4] سنن ابی داؤد، رقم: ۷۲۷۔ سنن نسائی، رقم: ۱۱۵۸۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

ساتھ نماز ادا کی ہے۔ پس ان دونوں صحابہ کا ''عند الرکوع والرفع منہ'' کے وقت رفع الیدین بیان کرنا، رفع الیدین کے تاخر اور اس کے دعویٰ نسخ کے بطلان کی دلیل ہے۔ ہاں! اگر نسخ ماننا ہی ہے تو ترک رفع الیدین کو منسوخ مانا جائے۔'' [1]

حدیث فلطان بن عاصم جری رضی اللہ عنہ:

سیّدنا فلطان بن عاصم جری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَوَجَدْتُهُمْ يُصَلُّوْنَ فِيْ الْبَرَانِسِ وَالْأَكْيِفَيةِ يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ......الخ .)) [2]

''میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ سمیت رفع یدین کیا کرتے تھے۔''

تنبیہ: ہمارے مسلمان بھائی! ان احادیث نبویہ ﷺ کو پڑھنے کے بعد آئندہ صفحات میں آنے والی نماز میں محبت رسول ﷺ کے دعوے کا عملی اظہار بھی ہونا چاہیے۔ وگرنہ زبانی محبت کا دعویٰ بغیر عملی ثبوت کے اللہ عزوجل قبول نہیں فرماتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾﴾ (محمد : ٣٣)

''اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔''

---

[1] حاشیه ابن ماجه : ١/ ٢٨٢ ـ طبع دار الجيل، بيروت.

[2] فوائد تمام للرازی : ١/١٠٢ ـ طبقات محدثي أصبهان : ٢/٧٦ ـ تاريخ أصبهان : ٢/١٦٢ .

جدول

مذکورہ احادیث کا خلاصہ اس جدول کی مدد سے سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ یہ وہ بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے رفع الیدین کی روایت کرتے ہیں۔

سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ ←

← سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: السنن الکبریٰ للبیهقی: ۲/۷۳۔

← سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ: تخریج الهدایة، ص: ۲۱٦.

← سیّدنا علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ: مسند أحمد: ۱/۹۳۔

← سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: صحیح بخاری، رقم: ۱۱٦ و ۷۳۵۔

← سیّدنا أنس بن مالک رضی اللہ عنہ: سنن ابن ماجة، رقم: ۸٦٦۔

← سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ: صحیح ابن خزیمه، رقم: ٦۹۳.

← سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ: صحیح مسلم، رقم: ۸۹٦۔

← سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ: صحیح ابن خزیمه: ۱/۲۹۵۔

← سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ: سنن دارقطنی: ۱/۲۹۲۔

← سیّدنا أبوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ: في عشرة من أصحاب النبي ﷺ جزء رفع الیدین، ص: ۷۳.

← سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: سنن ابن ماجه، رقم: ۸٦۸۔

← سیّدنا فلطان بن عاصم جری رضی اللہ عنہ: تاریخ أصبهان: ۲/۱٦۲۔

حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا رفع الیدین کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، عَضُّوْا، عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.)) [1]

''میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، بلکہ اسے اپنی ڈاڑھوں سے مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں خلفاء راشدین، خلفاء اربعہ، سیّدنا ابوبکر صدیق، عمر، عثمان اور عمر رضی اللہ عنہم کی سنت پر عمل کرنا فرض ہے، اور ذیل کی احادیث مبارکہ میں دیکھیں، تو پتا چلے گا کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم رفع الیدین کرتے تھے، اب حق چار یار کا نعرہ لگانے والے رفع الیدین کے تارک کیوں ہیں؟ بات سمجھ سے باہر ہے۔ حقیقی طور پر محبان صحابہ واہل سنت والجماعت وہی لوگ ہیں جو فہم وعمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر عمل پیرا ہیں۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے نماز شروع کرتے، رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا۔'' [2]

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا،

[1] سنن ابن ماجه، المقدمه، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، رقم: ٤٢۔ سنن ترمذی، رقم: ٢٦٧١۔ سنن أبوداؤد، رقم: ٤٦٠٧۔ إرواء الغليل، رقم: ٢٤٥٥. المشكاة، رقم: ١٦٥۔ صلاة التراويح، رقم: ٨٨۔٨٩۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] السنن الکبریٰ للبیهقی: ٢/ ٧٣.

آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ ❶

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ جس وقت نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے، رفع الیدین کرتے اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی ثابت ہے اور اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ ❷

عبداللہ بن قاسم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگ مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے کہا: لوگو! ذرا اپنے چہرے میری طرف کرلو، میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر بتاتا ہوں، جو آپ خود پڑھتے تھے، اور ویسی ہی نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے، پس حضرت عمر قبلہ رو کھڑے ہوگئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا یہاں تک کہ دونوں کو اپنے کندھوں کی سیدھ میں برابر کیا۔ پھر اللہ اکبر کہا، پھر رکوع کیا اور اسی طرح رکوع سے سر اٹھاتے وقت کیا تو قوم کے لوگوں نے کہا کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے، شیخ نے کہا کہ اس کی سند کے راوی معروف ہیں۔ ❸

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

امام بیہقی اور حاکم نے کہا ہے کہ:

”فَقَدْ رُوِيَ هٰذِهِ السُّنَّةُ عَنْ أَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رضی اللہ عنہم .“ ❹

”سنت رفع الیدین ابوبکر صدیق، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔“

امام بیہقی فرماتے ہیں:

---

❶ السنن الکبریٰ للبیهقی: ۲/۲۳.

❷ السنن الکبری للبیهقی۔ الکنٰی للدولابی، ص: ۷۳.

❸ تخریج الهدایة، ص: ۲۱۶.

❹ التعلیق المغنی، ص: ۱۱۱۔ جزء رفع یدین سبکی، ص: ۹.

”لِأَنَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ قَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ ثُمَّ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ .“ ❶

”یعنی رفع الیدین نبی کریم ﷺ اور خلفاء الراشدین پھر تمام صحابہ اور تابعین سے ثابت ہے۔“

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے تو دونوں ہاتھوں کو اونچا اور کاندھوں کی سیدھ اور محاذ میں کر لیتے۔ اسی طرح جب رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعت پڑھ کر اٹھتے رفع الیدین کرتے تھے۔ ❷

نیز امام بخاری رحمہ اللہ جزء رفع الیدین کے شروع میں یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: سترہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:

”أَنَّهُمْ كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ .“

”بے شک وہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔“

دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رفع الیدین کرنا:

ہر کسی کو چاہیے کہ وہ اسی ایمان سے متصف ہو جائے، جس ایمان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متصف تھے اور جس کا ذکر قرآن کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں ہے، تو وہ بندہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا

---

❶ السنن الکبریٰ: ۲/۸۱.

❷ جزء القرأة للبخاری، ص: ۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۷۳۹۔ مسند أحمد: ۱۶۵/۳۔ سنن ابن ماجه، ص: ۶۲۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ۵۸۴.

هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾

(البقرہ : ۱۳۷)

''پس اگر یہ تمہاری طرح ایمان لے آئیں، تو راہِ راست پر آ گئے، اور اگر انہوں نے حق سے منہ پھیر لیا، تو وہ مخالفت وعداوت پر آ گئے، پس اللہ آپ کے لیے ان کے مقابلے میں کافی ہوگا، اور وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

((إِقْتَدُوْا بِـالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ أَصْحَابِيْ ، أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ ، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ ، وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ .)) ❶

''تم میرے بعد میرے صحابہ کی اقتداء کرنا، جیسے ابوبکر وعمر ہیں، اور عمار کی سیرت کو اپناؤ اور ایسے ہی ابن مسعود کی بیان کردہ باتوں کو مضبوطی سے تھام لو۔''

پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت قابل اتباع واقتداء ہے، نبی کریم ﷺ کی سنت کو صحابہ کے فہم وعمل کے مطابق سمجھ کر اس پر عمل کریں گے تو بات بنے گی وگرنہ سنت رسول کو نہ تو صحیح معنوں میں سمجھا جاسکتا ہے اور نہ ہی اُس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء اربعہ کی طرح دوسرے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ لہٰذا رفع الیدین کرنا سنت ہے جو کہ منسوخ نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی نماز پڑھی، جس کا اس وقت وجود تک نہ تھا، بلکہ تقلید آباء کی راہ کی بجائے اتباع رسول اور محبت رسول ﷺ کی راہ اختیار کی، اور یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، حسن بصری، حمید بن ہلال اور سعید بن جبیر رحمہم اللہ بغیر کسی استثنیٰ کے فرماتے ہیں: ''تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کی ابتداء میں، رکوع کو جانے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کیا کرتے تھے۔'' ❷

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۲۵۱۱ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۲۳۳.

❷ جزء رفع اليدين: ۳۴، ۴۸، ۴۹ـ السنن الكبرى، للبيهقي: ۷۵/۲، رقم: ۲۵۲۴، ۲۵۲۵.

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کیا کرتے تھے۔'' ❶

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کسی ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ رفع الیدین نہ کرتا ہو اور اس روایت کی سند رفع الیدین کرنے والی روایات سے زیادہ صحیح ہو۔'' ❷

امام بخاری رحمہ اللہ کی بات پر غور کرنے سے ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑی عیاں معلوم ہوتی ہے، اور یہی محبت رسول کا ترازو بھی ہے۔ اور ساتھ ہی حق و باطل کے درمیان تمیز بھی ہو جاتی ہے۔

١۔ ((عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ كَأَنَّمَا اَيْدِيْهِمُ الْمَرَاوِحُ يَرْفَعُوْنَهَا اِذَا رَكَعُوْا ، وَاِذَا رَفَعُوْا رُؤُوْسَهُمْ .)) ❸

''حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ہاتھ پنکھوں کی طرح ہوتے تھے کہ رکوع کرنے اور رکوع سے سیدھے ہونے کے وقت ہاتھ اوپر اُٹھاتے تھے۔''

٢۔ ((عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا صَلُّوْا كَانَ اَيْدِيْهِمْ حِيَالَ آذَانِهِمْ كَأَنَّهَا الْمَرَاوِحُ .)) ❹

''حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نماز میں رفع الیدین کرتے تھے، ان کے ہاتھ پنکھوں کی طرح اوپر نیچے ہوتے تھے۔''

٣۔ ((عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِيِّ قَالَ: هَلْ اُرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ:

---

❶ المحلیٰ، مسألة رفع اليدين عند...... : ٢/ ٥٨٠.

❷ جزء رفع اليدين: ٥٦۔ السنن الكبرى، للبيهقى : ٢/ ٧٤، رقم: ٢٥٢٣.

❸ جزء رفع اليدين، ص: ١٠٨۔ مصنف ابن ابى شيبه: ١/ ٤٣٥۔ سنن الكبرىٰ، للبيهقى: ٢/ ٧٥۔ المحلى، لابن حزم: ٤/ ٨٩.

❹ جزء رفع اليدين، ص: ١٠٨.

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ ، ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا فَاصْنَعُوْا ، وَلاَ یَرْفَعُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ .)) ❶

’’سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا: کیا تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتاؤں اور سکھاؤں؟ پھر ’’اللّٰہُ اَکْبَر‘‘ کہہ کر اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے، پھر رکوع کے لیے تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ اوپر اُٹھائے، پھر (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ) کہہ کر ہاتھ اوپر اُٹھائے، پھر کہا اسی طرح کیا کرو اور سجود میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔‘‘

٤۔ ((عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ اَنَّہٗ رَاٰی مَالِكَ بْنَ الْحُوَیْرِثِ اِذَا صَلّٰی کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ ، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَرْکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرَّکُوْعِ رَفَعَ یَدَیْہِ ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ صَنَعَ ھٰکَذَا .)) ❷

’’ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب انھوں نے نماز شروع کی تو تکبیر کہی، اور رفع الیدین کیا، اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو رفع الیدین کیا، اور جب رکوع سے سر اُٹھایا تو رفع الیدین کیا، اور انھوں نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔‘‘

٥۔ ((عَنْ عَبْدِ رَبِّہٖ بْنِ سُلَیْمَانَ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ: رَأَیْتُ اُمَّ الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہا تَرْفَعُ یَدَیْھَا فِی الصَّلاَۃِ حَذْوَ مَنْکِبَیْھَا حِیْنَ تَفْتَتِحُ الصَّلاَۃَ ، وَحِیْنَ تَرْکَعُ ، فَاِذَا قَالَتْ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَفَعَتْ یَدَیْھَا ، وَقَالَتْ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ .)) ❸

---

❶ سنن دار قطنی، کتاب الصلاۃ: ١/ ٢٩٢۔ الاوسط، لابن المنذر: ٣/ ١٣٨۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کے راوی ’’ثقہ‘‘ ہیں۔ تلخیص الحبیر: ١/ ٢١٩.

❷ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب رفع الیدین فی الاولی مع الافتتاح سواء، رقم: ٧٣٧۔ صحیح مسلم: ١/١٥٨۔ صحیح ابن خزیمہ: ١/٢٩٥۔ صحیح ابن حبان: ٣/١٧٥.

❸ جزء رفع الیدین، ص: ١٠٠، رقم: ٣٥.

''عبد ربہ سلیمان بن عمیر سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا نماز میں اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اُٹھاتی تھیں، جب نماز شروع کرتی تھیں اور جب رکوع کرتی تھیں، اور جب ''سمع الله لمن حمده'' کہتی تھیں تو ''ربنا ولك الحمد'' بھی کہتی تھیں۔''

فائدہ...... امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت کے بعد فرماتے ہیں کہ:

((وَنِسَاءُ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم هُنَّ أَعْلَمُ مِنْ هٰؤُلَاءِ حِيْنَ رَفَعْنَ اَيْدِيَهُنَّ فِي الصَّلَاةِ .))

''سیّدنا الانبیاء والرسل، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیویاں ان رفع الیدین نہ کرنے والوں سے زیادہ جاننے والی تھیں کیونکہ وہ نماز میں رفع الیدین کرتی تھیں۔''

٦۔ ((عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ اِجْتَمَعَ اَبُوْ حُمَيْدٍ وَاَبُوْ اُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوْا صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ: اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ)) [1]

''عباس بن سہل فرماتے ہیں کہ ابوحمید، ابواُسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمۃ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کرنے لگے۔ ابوحمید نے کہا: میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو جانتا ہوں، پس وہ کھڑے ہوئے، تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا۔ پھر جب رکوع کے لیے تکبیر کہی تو رفع الیدین کیا، اور اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے۔''

---

[1] جزء رفع اليدين للبخاری، ص: ٧٣، رقم: ٥.

فائدہ ......: یہ روایت سنن ابو داؤد (۷۳۰) اور سنن ترمذی (۳۰۴) میں موجود ہے، اس میں ہے کہ ابوحمید الساعدی نے دس صحابہ کی مجلس میں کہا کہ میں تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز جانتا ہوں۔ پھر انہوں نے نماز پڑھ کر دکھائی تو تمام صحابہ نے اس پر کہا کہ ((صَدَقْتَ هٰكَذَا يُصَلِّيْ .)) ''آپ نے سچ کہا؛ سیّد المرسلین ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔''

اس میں بھی رکوع سے سر اٹھاتے، اور دو رکعتوں سے اُٹھ کر رفع الیدین کرنا موجود ہے۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کی بات ہے کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کی نماز پر گفتگو کرتے ہیں ورنہ وہ کہہ دیتے چلو سامنے چل کر دیکھ لیتے ہیں۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص حدیث ابوحمید سننے کے باوجود رکوع میں جاتے اور اس سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کی نماز ناقص ہوگی۔'' [1]

۷۔ ((عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَيْثُ كَبَّرَ ، وَإِذَا رَكَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوْعِ .)) [2]

''ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ تکبیر تحریمہ کہتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔''

۸۔ ((عَنْ عَطَاءٍ رحمۃ اللہ علیہ قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، وَأَبَا سَعِيْدٍ وَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ حِيْنَ يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا رَكَعُوْا ، وَإِذَا رَفَعُوْا رُؤُوْسَهُمْ مِنَ الرَّكُوْعِ .)) [3]

---

[1] صحيح ابن خزيمه: ١/ ٢٩٨۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] جزء رفع اليدين، للبخاري، ص: ٩٤ ، رقم: ٢١ .

[3] جزء رفع اليدين للبخاري، ص: ١٥٢ .

''(امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اُستاد) عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس، سیدنا ابن زبیر، سیدنا ابوسعید اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھا کہ نماز شروع کرنے کے وقت، اور رکوع کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔''

۹۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی کو رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھتے دیکھتے تو اسے کنکریاں مارتے اور فرماتے کہ رفع الیدین نماز کی زینت ہے۔ ❶

۱۰۔ ((عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم)) ❷

''(اُستاد امام مالک رحمہ اللہ) نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں داخل ہوتے وقت تکبیر کہتے، اور رفع الیدین کرتے۔ اور جب ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہتے تھے تو رفع الیدین کرتے، اور جب دو رکعتوں سے اُٹھتے تھے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع بیان کرتے ہیں۔''

فائدہ......: امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر مسلمانوں کے لیے رفع الیدین کرنا ضروری ہے۔ ❸

۱۱۔ ((عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ أَنَّ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ

---

❶ جزء رفع الیدین، ص: ۸٦۔ مسند حمیدی: ۲/ ۲۷۷.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۳۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۹۰.

❸ التلخیص الحبیر: ۱/ ۲۱۸.

رَفَـعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا رَكَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَيَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ .)) ❶

'' ابو زبیر سے روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھاتے تھے، اور جب رکوع کرتے تھے اور رکوع سے سر اوپر اُٹھاتے تھے، تب بھی اسی طرح ہاتھ اوپر اُٹھاتے تھے، اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح ہاتھ اوپر اُٹھاتے تھے۔''

۱۲۔ عبداللہ بن القاسم فرماتے ہیں کہ:

((بَيْـنَـمَـا الـنَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ خَرَجَ عَـلَيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَـقَـالَ: أَقْبِلُوْا عَلَيَّ بِوُجُوْهِكُمْ أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِي كَانَ يُصَلِّيْ وَيَأْمُرُ بِهَا ، فَـقَـامَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَا بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ، كَبَّرَ ثُـمَّ غَـضَّ بَـصَـرَهُ ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَا بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ، ثُمَّ رَكَـعَ وَكَـذٰلِكَ حِيْنَ رَفَعَ قَالَ لِلْقَوْمِ هَكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ يُصَلِّيْ بِنَا)) ❷

'' لوگ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ان کے پاس عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: '' لوگو! اپنے چہرے میری طرف کرو، میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں، جو آپ پڑھتے تھے، اور جس کا حکم دیتے تھے۔ پس آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوات ،رقم: ٨٦٨ـ مسند السراج، ص: ٦٢ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ نصب الراية ١/٤١٦ـ مسند الفاروق، لابن كثير، ص: ١٦٥، ١٦٦ـ شرح ترمذی، لابن سيّد الناس ٢/٢١٧، واللفظ له.

ہو گئے، اور اپنے کندھوں تک رفع الیدین کیا، اور ''اَللّٰـهُ اَكْبَرُ'' کہا۔ پھر آپ نے اپنی نظر جھکا لی، پھر آپ نے رفع الیدین کیا۔ حتی کہ آپ کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہو گئے، پھر آپ نے تکبیر کہی، پھر رکوع کیا، اور اسی طرح رفع الیدین کیا، جب آپ رکوع سے کھڑے ہوئے۔ آپ نے نماز کے بعد لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اس طرح نماز پڑھاتے تھے۔''

۱۳۔ ((عَنْ عَاصِمٍ قَالَ رَأَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَيَرْفَعُ كُلَّمَا رَكَعَ ، وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوْعِ)) [1]

''عاصم سے روایت ہے کہ میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب انھوں نے نماز شروع کی تکبیر کہی، اور رفع الیدین کیا، اور جب رکوع کیا کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔''

۱٤۔ سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضور انور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شروع نماز میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ اس کی سند بالکل صحیح ہے۔'' [2]

خلاصہ: ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے: (۱) ابوبکر صدیق (۲) عمر بن خطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) مالک بن حویرث (۶) ابوموسیٰ اشعری (۷) عبد اللہ بن زبیر (۸) انس بن مالک (۹) عبد اللہ بن زبیر (۱۰) عبد اللہ بن عباس (۱۱) وائل بن حجر (۱۲) جابر بن عبد اللہ (۱۳) ابوسعید اور (۱۴) فلطان بن عاصم جری رضی اللہ عنہم اجمعین۔

---

[1] جزء رفع اليدين، رقم: ۲۰، ٥٦، ص: ۹۳.

[2] السنن الكبرىٰ، للبيهقي: ۲/۷٥.

تابعین کا رفع الیدین کرنا

تابعین عظام رحمہم اللہ کا گروہ بھی قابل اقتداء ہے۔ کیونکہ وہ خیر القرون میں شامل ہیں اور انہوں نے علم بالواسطہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سیکھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پروردہ آغوشِ رسالت تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے:

((خَيْرُكُمْ قَرْنِي ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ .)) ❶

''تم میں سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں، (یعنی صحابہ کرام) پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو اس کے بعد آئیں گے۔'' (تبع تابعین)

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے، تو تابعین عظام رحمہم اللہ نے اس سنت کو اپنایا اور ہمیشہ اس پر عمل پیرا رہے۔

۱۔ ((عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ صَبِيْحٍ قَالَ: رَأَيْتُ مُحَمَّدًا وَالْحَسَنَ وَاَبَا نَضْرَةَ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعَطَاءً وَطَاؤُسًا وَمُجَاهِدًا وَالْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ وَنَافِعًا وَابْنَ اَبِي نَجِيْحٍ إِذَا افْتَتَحُوْا الصَّلٰوةَ رَفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ وَإِذَا رَكَعُوْا ، وَإِذَا رَفَعُوْا رُؤُوْسَهُمْ مِنَ الرُّكُوْعِ)) ❷

''ربیع بن صبیح کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین، حسن بصری، ابونضرۃ، قاسم بن محمد (سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے) عطاء بن ابی رباح (ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد) طاؤس یمانی، مجاہد، حسن بن مسلم، نافع (امام مالک کے استاد) اور

❶ صحیح بخاری، کتاب الشهادات، رقم: ۲۶۵۱.

❷ جزء رفع الیدین، ص: ۶۷۔ التمهید: ۲۱۸/۹.

عبداللہ بن ابی نجیح رحمہ اللہ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے، اور جب رکوع کرتے، اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔''

٢۔ ((عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ اَبِی عَیَاشٍ یَقُوْلُ: لِکُلِّ شَیْءٍ زِیْنَةٌ وَزِیْنَةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَرْفَعَ یَدَیْكَ إِذَا کَبَّرْتَ ، وَاِذَا رَکَعْتَ ، وَاِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ الرَّکُوْعِ)) ❶

''محمد بن عجلان سے روایت ہے کہ نعمان بن ابی عیاش سے میں نے سنا، کہتے تھے کہ ہر چیز کے لیے زینت ہوتی ہے، اور نماز کے لیے زینت یہ ہے کہ جس وقت تکبیر تحریمہ کہو، جس وقت رکوع کرو اور جس وقت رکوع سے سیدھے کھڑے ہو تو دونوں ہاتھ اوپر اُٹھاؤ یعنی رفع الیدین کرو۔''

٣۔ ((عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ: رَأَیْتُ وَهْبَ بْنَ مُنَبِّهٍ اِذَا کَبَّرَ فِی الصَّلَاةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی تَکُوْنَا حَذْوَ أُذُنَیْهِ ، وَاِذَا رَکَعَ ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّکُوْعِ .)) ❷

''داؤد بن ابراہیم سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے وہب بن منبہ تابعی کو دیکھا کہ جب پہلی تکبیر کہتے اور جس وقت رکوع کرتے، اور جس وقت رکوع سے سر اُٹھاتے تو کانوں کے برابر رفع الیدین کرتے۔''

٤۔ ((عَنْ عِکْرَمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: رَأَیْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعَطَاءًا وَمَکْحُوْلًا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیْهِم فِی الصَّلَاةَ اِذَا رَکَعُوْا وَاِذَا رَفَعُوْا .))❸

''عکرمہ بن عمار سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے سالم بن عبداللہ، قاسم بن

---

❶ جزء رفع الیدین، ص: ٥٩.

❷ مصنف عبدالرزاق: ٢/٦٩۔ التمهید: ٩/٢٢٨.

❸ جزء رفع الیدین، رقم: ٦٢.

محمد، عطاء (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اُستاد) اور مکحول کو دیکھا کہ نماز میں رکوع کرتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔''

۵۔ ((عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِيْ الصَّلَاةِ فَقَالَ: هُوَ شَيْءٌ تُزَيِّنُ بِهِ صَلَاتَكَ)) [1]

''عبدالملک بن سلیمان سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نماز میں رفع الیدین کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ ایک ایسا عمل ہے، جس سے تو اپنی نماز کو مزین کرتا ہے۔''

۶۔ سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور رفع الیدین:

امام بخاری رحمہ اللہ جزء رفع الیدین میں لکھتے ہیں:

((عَمْرُوا بْنُ الْمُهَاجِرِ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ لَيَسْأَلُنِيْ أَنْ اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ، فَاسْتَأْذَنْتُ لَهُ عَلَيْهِ فَقَالَ: الَّذِيْ جَلَدَ أَخَاهُ فِيْ اَنْ يَرْفَعَ يَدَيْهِ أَنْ كُنَّا لَنُؤَدَّبُ عَلَيْهِ وَنَحْنُ غِلْمَانٌ بِالْمَدِيْنَةِ ، فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ .)) [2]

''عمرو بن مہاجر نے کہا: عبداللہ بن عامر مجھے کہتے ہیں کہ میں انہیں خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس لے جاؤں، میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے جب اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ عبداللہ بن عامر وہی ہے جس نے اپنے بھائی کو رفع الیدین کرنے پر کوڑا مارا تھا۔ ہمیں تو رفع الیدین سکھایا جاتا تھا، جب کہ ہم مدینہ میں بچے تھے۔ پس عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔''

---

[1] جزء رفع الیدین، رقم: ۱۰۸۔ السنن الکبریٰ، للبیہقی: ۷۵/۲.

[2] جزء رفع الیدین، رقم: ۱۷.

درج ذیل تابعین، فقہاء سے بسند صحیح رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کرنا ثابت ہے:

١ حسن بصری

٢ عطاء بن ابی رباح (استاد امام ابوحنیفہ)

٣ طاؤس (شاگرد ابن عباس رضی اللہ عنہ)

٤ مجاہد

٥ نافع (مولیٰ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ و اُستاد امام مالک)

٦ سالم
٧ سعید بن جبیر رحمہم اللہ ۔ ❶

٨ ابوقلابہ
٩ ابن ابی نجیح

١٠ حسن بن مسلم
١١ عبداللہ بن دینار

١٢ عمر بن عبدالعزیز
١٣ قاسم بن محمد

١٤ قیس بن سعد
١٥ محمد بن سیرین

١٦ نعمان بن ابی عیاش، (١٧) مکحول رحمہم اللہ ۔ ❷

جدول:

قارئین کرام! تابعین عظام رحمہم اللہ نے علم نبوت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حاصل کیا تھا، اور جو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں بتلایا، وہ اُس پر عمل پیرا رہے۔ رفع الیدین کرنا تابعین عظام رحمہم اللہ سے ثابت ہے۔ ذیل میں دیے گئے جدول کی مدد سے آپ کو بات اچھی طرح سمجھ آجائے گی کہ تابعین نے یہ سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اخذ کی اور انہوں نے اسے رسول

❶ سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین عند الرکوع، رقم: ٢٥٦.

❷ جزء رفع الیدین للإمام البخاری: ٥٦، ٦٣، ٦٤.

کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا۔ پس اگر کوئی شخص تابعین کی اقتداء کرنے والا ہو تو بھی رفع الیدین کا تارک نہیں ہوسکتا۔ اس جدول میں آپ دیکھیں گے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد محترم جناب عطاء ابن ابی اباح رحمہ اللہ رفع الیدین کی حدیث کے راوی ہیں اور وہ خود بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے تو ایسی عظیم ہستی کی تقلید کرتے ہوئے رفع الیدین نہ کرنا ریت کی دیوار پر عمارت قائم کرنے کے مترادف ہے۔ واللہ اعلم!

سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
- نافع استاذ امام مالک رحمہ اللہ ← صحیح بخاری، مسند احمد، السنن الکبریٰ للبیہقی
- سالم ← صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ
- طاؤس ← مصنف عبدالرزاق

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ← ابوقلابہ ← صحیح بخاری، صحیح مسلم

ابوبکر رضی اللہ عنہ ← عطاء بن ابی رباح استاذ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ← السنن الکبریٰ للبیہقی
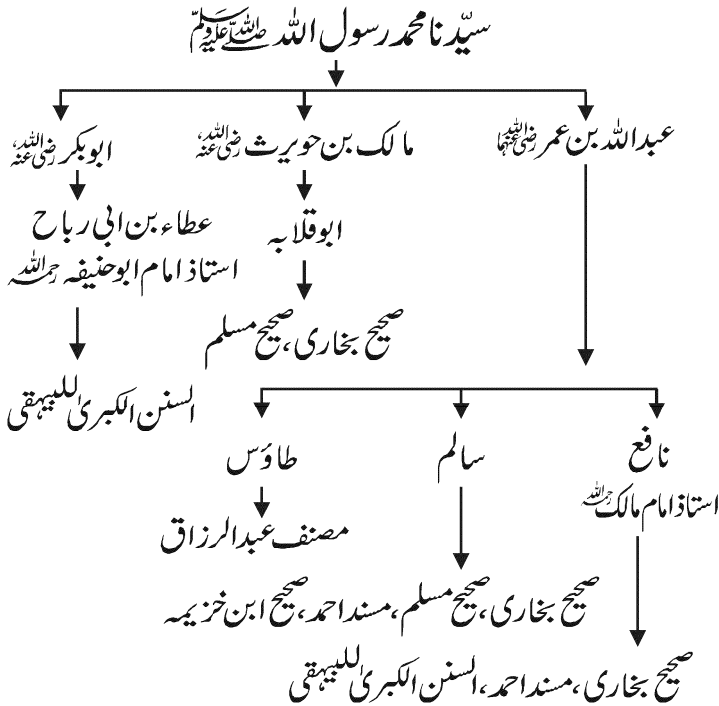
تبع تابعین اور ائمہ کرام کے عمل کی روشنی میں رفع الیدین

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ ﴾ (النساء: ٥٩)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے اقتدار والوں کی، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اسی میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔''

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِيْ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ، وَمَنْ عَصَى أَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ.)) [1]

''جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ امام احمد نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الأحكام، رقم: ٧١٣٧.

روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کی قیادت میں ایک فوجی دستہ بھیجا۔ دستہ کے امیر کسی بات پر لوگوں سے ناراض ہو گئے، تو انہوں نے ایک آگ جلوائی اور لوگوں کو اس میں کودنے کے لیے کہا، دستہ کے ایک نوجوان نے لوگوں سے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیں۔ جب انہوں نے واپس آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے کہا کہ اگر تم لوگ اُس میں کود جاتے تو اس سے کبھی نہ نکلتے، امیر کی اطاعت بھلائی کے کام میں ہوتی ہے۔ ❶

علامہ طیبی لکھتے ہیں کہ "وَأَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ" میں فعل کا اعادہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول کی اطاعت مستقل ہے۔ اور "وَأُولِی الامر" میں فعل کا عدمِ اعادہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی اطاعت مشروط ہے۔ اگر ان کا حکم قرآن وسنت کے مطابق ہوگا تو اطاعت کی جائے گی، ورنہ نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک "اولی الامر" سے مراد اہل فقہ و دین ہیں اور مجاہد، عطا اور حسن بصری وغیرہم کے نزدیک اس سے مراد علماء ہیں۔

لیکن بظاہر حق یہ ہے کہ تمام اہل حل وعقد، امراء اور علماء مراد ہیں۔ ❷

پس تبع تابعین اور ائمہ ھدیٰ کا وہ عمل جو کتاب وسنت کے مطابق ہوگا قابل اقتداء ہے۔ ذیل کی بحث سے معلوم ہوگا کہ ائمہ ھدیٰ اور تبع تابعین بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ جو کہ سنت رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ پس متبعین ائمہ کو رفع الیدین سے انکار کیوں ہے؟

❀ امام عبداللہ بن مبارک (شاگرد امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ) فرماتے ہیں کہ:

((كَأَنِّیْ أَنْظُرُ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ يَرْفَعُ فِی الصَّلَاةِ لِكَثْرَةِ الْأَحَادِيْثِ وَجَوْدَةِ الْأَسَانِيْدِ)) ❸

---

❶ صحيح بخاری، كتاب التفسير، رقم: ٤٥٨٤.

❷ تيسير الرحمن، ص: ٢٦٩. ❸ السنن الكبریٰ، للبيهقی: ٢/ ٧٩.

''یعنی رسول اللہ ﷺ سے اتنی زیادہ احادیث صحیح وعمدہ اسانید کے ساتھ مروی ہیں کہ گویا میں رسول اللہ ﷺ کو نماز میں رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔''

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ رفع الیدین کیا کرتے تھے اور وہ اپنے وقت کے مشہور علماء میں سے تھے۔ پھر اگر کسی کو سلف سے علم نہ ہو تو وہ کم از کم ابن المبارک کی اتباع ہی کر لے۔ اس میں جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام اور تابعین کی اتباع کی بہ نسبت اس شخص کے جس کو علم ہی نہ ہو۔ ❶

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ عطاء بن ابی رباح (استاد ابو حنیفہ رحمہ اللہ) کے متعلق لکھتے ہیں:

ایوب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے عطاء کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا؛

((يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ، وَإِذَا رَكَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ .)) ❷

''کہ وہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع الیدین کرتے۔''

امام مالک رحمہ اللہ:

امام مالک رحمہ اللہ بھی تکبیر تحریمہ اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اپنی نمازوں میں رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ ❸

امام مالک اپنی موطا میں یہ حدیث مبارک نقل کرتے ہیں؛ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ

---

❶ انسائیکلوپیڈیا آف اثبات رفع الیدین، ص: ۲۱۷۔۲۱۸۔

❷ السنن الكبرىٰ، للبيهقى : ۲/ ۷۳.

❸ فتح البارى شرح صحيح بخارى للحافظ ابن حجر: ۱/ ۲۲۰، باب رفع اليدين.

رَفَعَهُمَا كَـذَلِكَ اَيضًا ، وَقَالَ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ .)) ❷

''رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے، تو دونوں ہاتھ دونوں مونڈھوں کے برابر اُٹھاتے تھے، اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے، تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اُٹھاتے، اور کہتے ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ''، اور سجدوں میں ہاتھ نہ اُٹھاتے، نہ سجدے کو جاتے وقت۔''

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((رَوَى ابْـنُ وَهْـبٍ وَالْـوَلِيْـدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَسَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ وَأَشْهَـبُ وَأَبُـوا الْـمُـصْعَبِ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى حَدِيْثِ بْنِ عُمَرَ هٰذَا إِلَى أَنْ مَاتَ)) ❶

''یعنی امام ابن وہب، امام ولید بن مسلم، امام سعید بن ابی مریم، امام اشہب اور امام ابو مصعب امام مالک کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے موافق نماز میں رفع الیدین کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَبِـهِ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالْأَوْزَاعِي وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحٰقُ . "❷

''امام مالک، معمر، اوزاعی، ابن عیینہ، ابن المبارک، امام شافعی، احمد اور اسحٰق کا یہی مسلک ہے۔''

---

❷ موطا امام مالك برواية ابن القاسم، ص: ١١٣ ، رقم: ٥٩۔ والموطا بالرواية الثمانية (١٧٠) ٣٧٥/١، ٣٧٦ بتحقيق الشيخ سليم الهلالى حفظه اللّٰه۔ والموطا، ص: ٨٠، رقم: ٧٨، بتحقيق عبدالمجيد تركى، بيروت.

❶ التمهيد: ٢١٣/٢، ٢٢٢.

❷ سنن ترمذى: ٢٧/٢، طبع بيروت.

امام عبداللہ بن وہب المصری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے امام مالک بن انس کو دیکھا، آپ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، اس کے راوی ابوعبداللہ محمد بن جابر بن حماد المروزی الفقیہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے محمد بن عبداللہ بن الحکم سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ امام مالک کا قول اور فعل ہے جس پر وہ فوت ہوئے ہیں، اور یہی سنت ہے، میں اسی پر عمل کرتا ہوں اور حرملہ بھی اسی پر عمل کرتا ہے۔ [1]

امام مالک بن انس رحمہ اللہ کا رفع الیدین کے بارے ذکر مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے:

١۔ جامع ترمذی، مع عارضة الاحوذی: ٢/ ٥٧، جامع ترمذی مع تخریج احمد شاکر: ٢/ ٣٧.

٢۔ طرح التثریب، للعراقی: ٢/ ٢٥٣/ ٢٥٤.

٣۔ التمهيد، لابن عبدالبر: ٩/ ٢١٣، ٢٢٢، ٢٢٣، ورواه بأسانيد من طرق عنه.

٤۔ الاستذكار: ٢/ ١٢٤.

٥۔ شرح صحيح مسلم للنوى: ٤/ ٩٥.

٦۔ المجموح شرح المهذب: ٣/ ٣٩٩.

٧۔ المغنى لابن قدامه: ١/ ٢٩٤.

٨۔ نيل الاوطار للشوكانى: ٢/ ١٨٠۔ ٤/ ١٨٠.

٩۔ معالم السنن للخطابى: ١/ ١٩٣.

١٠۔ شرح السنة للبغوى: ٣/ ٢٣.

١١۔ المحلى لابن حزم: ٤/ ٨٧.

١٢۔ المفهم للقرطبى بحواله تحفة الاحوذى: ١/ ٢٢٠ وغيرهم. [2]

١٣۔ مؤطا امام محمد، ص:٨٩.

بعض الناس کا مالکیوں کی غیر مستند کتاب ''المدوّنہ'' کے حوالے سے امام مالک کا مسلک

---

[1] تاریخ دمشق: ١٣٤/٥٥.

[2] بحوالہ نور العینین، ص: ١٧٠، طبع مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد.

عدم رفع یدین بیان کرنا درست نہیں۔ کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ کے قریبی ومشہور تلامذہ ان سے رفع الیدین بیان کرتے ہیں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ بلکہ مؤطا میں امام مالک رحمہ اللہ سے بسند صحیح رفع الیدین کی حدیث ثابت ہے۔ اور امام مالک کے اساتذہ اور تلامذہ بھی رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ:

امام شافعی رحمہ اللہ احادیث صحیحہ کی روشنی میں کیا خوب فرماتے ہیں:

((لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ سَمِعَ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ، وَعِنْدَ الرَّكُوْعِ، وَالرَّفْعِ مِنَ الرَّكُوْعِ أَنْ يَتْرُكَ الْإِقْتِدَاءَ بِفِعْلِهِ ﷺ)) ❶

”جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شروع نماز، رکوع سے پہلے، اور بعد میں رفع الیدین والی حدیث سن لے، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اس پر عمل نہ کرے، اور اقتداء سنت کو چھوڑ دے۔“

علامہ سبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ رفع الیدین کو واجب، اور ضروری قرار دیتے ہیں۔ ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ رفع الیدین کا کیا معنی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

”تَعْظِيْمُ اللّٰهِ وَاتِّبَاعُ سُنَّةِ نَبِيِّهٖ ﷺ .“ ❷

”کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور سنت نبوی ﷺ کی اتباع ہے۔“

السنن الکبریٰ، للبیھقی (۲/ ۸۲) پر لکھا ہے کہ: امام الربیع نے ان سے عند الرکوع، رفع الیدین کے متعلق سوال کیا تھا تو انہوں نے یہ جواب دیا:

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”تَارِكُ رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ تَارِكٌ لِلسُّنَّةِ .“ ❸

---

❶ طبقات الشافعية الكبرىٰ: ١/ ٢٤٢. ❷ كتاب الأم: ٩١/١.

❸ اعلام الموقعين، ص: ٢٥٧.

''رفع الیدین کا تارک سنت کا تارک ہے۔''

مزید برآں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَبِهٰذَا نَقُوْلُ فَنَأْمُرُ كُلَّ مُصَلٍّ ، إِمَامًا وَمَامُوْمًا ، اَوْمُنْفَرِدًا ، رَجُلاً اَوْ اِمْرَأَةً اَنْ يَرْفَعَ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ .)) [1]

''ہمارا مذہب یہی ہے، اور ہم ہر نماز پڑھنے والے، خواہ وہ امام ہو، یا مقتدی یا منفرد، مرد ہو یا عورت سب کو نماز شروع کرتے، رکوع میں جاتے، اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کا حکم دیتے ہیں۔''

امام شافعی رحمہ اللہ قریشی النسل تھے، فقہ حنفی، مالکی اور حنبلی کو بھی جانتے تھے، امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے تھے، کتاب و سنت، فہم و عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین و تبع تابعین پر گہری نظر رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ رفع الیدین کا حکم دیا کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

مسائل الامام احمد، لابی داؤد السجستانی (رقم: ۲۳۴۔۲۳۵، ص: ۵۰) پر ہے کہ:

((رَأَيْتُ أَحْمَدَ يَرْفَعُ يَدِيْهِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ ، وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوْعِ كَرَفْعِهِ عِنْدَ اسْتِفْتَاحِ الصَّلوٰةِ يُحَاذِيَان أُذُنَيْهِ وَرُبَّمَا قَصَرَ عَنْ رَفْعِ الافِتِتَاحِ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ قِيْلَ لَهُ: رَجُلٌ سَمِعَ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لا يَرْفَعُ ، هُوَ تَامُ الصَّلوٰةِ ؟ قَالَ: تَمَامُ الصَّلوٰةِ لَا اَدْرِيْ وَلٰكِنْ هُوَ عِنْدِيْ فِيْ نَفْسِهِ مُتَغَرِّضٌ))

''میں نے امام احمد کو دیکھا ہے وہ رکوع سے پہلے، اور بعد میں بھی شروع نماز کی طرح رفع الیدین کانوں تک کرتے تھے، اور بعض اوقات شروع نماز

[1] کتاب الأم، للشافعی: ۱/ ۱۲۶.

والے رفع الیدین سے ذرا تقصیر کر کے رفع الیدین کرتے تھے۔''

اور میں نے امام احمد رحمہ اللہ کو کہتے سنا جب ان سے کہا گیا کہ: ایک شخص رفع الیدین کی نبی ﷺ کی یہ احادیث سنتا ہے اور پھر بھی رفع الیدین نہیں کرتا۔ کیا اس کی نماز پوری ہوتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: پوری نماز ہونے کا تو مجھے معلوم نہیں ہے، ہاں وہ فی نفسہ نقص والی نماز ہے۔ [1]

فائدہ......: جو لوگ رفع الیدین نہیں کرتے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی نمازوں کو ناقص قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے حدیث رسول ﷺ کو زیادہ جاننے والا کون ہوسکتا ہے؟ جنھوں نے امام اہل السنہ کا لقب پایا، اور حدیث کی سب سے ضخیم کتاب مسند لکھنے کا شرف بھی حاصل کیا۔

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''امام احمد بن حنبل بلاشبہ تمام ائمہ سے زیادہ حدیثوں کے جامع اور عالم تھے۔ آپ کا حال یہ تھا کہ آپ ایسی کتابوں کی تالیف کو ناپسند کرتے تھے، جن میں مسائل کی تفریع اور رائے کو جمع کیا گیا ہو۔'' [2]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے اور اپنی زندگی کی آخری نماز مرض الموت میں رفع الیدین کے ساتھ ادا کی۔

علماءاہل سنت، ائمہ کرام اور فقہائے عظام رحمہم اللہ سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے:

(۱) امام مالک، (۲) امام معمر، (۳) امام اوزاعی، (۴) امام ابن عیینہ، (۵) امام عبداللہ بن مبارک (شاگرد امام ابوحنیفہ)، (۶) امام شافعی، (۷) امام احمد بن حنبل، (۸) امام اسحاق بن راھویہ [3]، (۹) ابوالزبیر، (۱۰) اللیث بن سعد، (۱۱) یحییٰ بن سعید القطان، (۱۲) عبدالرحمٰن بن مہدی، (۱۳) یحییٰ بن یحییٰ الاندلسی (شاگرد خاص امام مالک) رحمہم اللہ۔ [4]

---

[1] المنهج لأحمد: ۱/ ۱۵۹. [2] مناقب ابن الجوزی، ص: ۱۹۲.

[3] سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، رقم: ۲۵٦.

[4] السنن الكبرى، للبيهقي، باب رفع اليدين عند الركوع وعند رفع الأس منه، رقم: ۲۳۵٦.

جدول

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ تابعین اور ائمہ کرام رحمہم اللہ رفع الیدین کرتے تھے جو کہ انہوں نے تابعین عظام سے اخذ کی اور انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس سنت مطہرہ کو بیان کیا اور اس پر عامل رہے۔ ذیل میں دیے گئے جدول سے بات سمجھنے میں آسانی ہوگی:

سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

↓

- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ← سالم بن عبداللہ بن عمر ← ابن شہاب الزہری
  - ← ابن عیینہ
    - ← یحییٰ بن یحییٰ ← صحیح مسلم
    - ← صحیح ابن خزیمہ
  - ← مالک بن انس ← صحیح بخاری۔ مؤطا۔ سنن نسائی۔ صحیح ابن حبان شرح السنۃ۔ سنن دارمی۔ السنن الکبریٰ للبیہقی
- عمیر ابن حبیب رضی اللہ عنہ ← عبید بن عمیر ← عبداللہ بن عبید بن عمیر ← اوزاعی ← سنن ابن ماجہ
- مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ
  - ← نصر بن عاصم ← قتادۃ ← شعبہ ← یحییٰ بن سعید القطان ← احمد بن حنبل ← مسند احمد
  - ← ابو قلابہ ← خالد ← خالد بن عبداللہ ← یحییٰ بن یحییٰ ← صحیح مسلم

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو شخص رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر

اٹھاتے ہوئے رفع الیدین نہ کرے وہ سنت رسول کا تارک ہے۔'' [1]

تفصیل جدول:

قارئین کرام! مذکورہ بالا بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین عظام اور تبع تابعین، اور ائمہ کرام رحمہم اللہ رفع الیدین کرتے تھے۔

ذیل میں دیے گئے تمثیلی جدول میں گیارہ صحابہ کرام، سیّدنا ابوبکر صدیق، عبداللہ بن زبیر، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمر، عمیر بن حبیب، انس بن مالک، ابوہریرہ، وائل ابن حجر، مالک بن حویرث، ابوموسیٰ اشعری اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ بارہ تابعین جیسے عطاء بن ابی رباح، عبیداللہ بن ابی رافع، سالم بن عبداللہ، نافع، عبیدللہ بن عمیر، حمید، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث، علقمہ بن وائل، نصر بن عاصم، ابوقلابہ، حطان بن عبداللہ اور ابوالزبیر رحمہم اللہ ہیں۔ اور پھر تبع تابعین جیسے ایوب سختیانی، عبدالرحمٰن بن الاعرج، ابن شہاب الزہری، اوزاعی، عبیداللہ، عبدالوہاب، عبدالجبار بن وائل، شعبہ، خالد، ازرق بن قیس اور ابراہیم بن طھمان ہیں اور ائمہ کرام کی کثیر تعداد جیسے محمد بن الفضل، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ الصفار، عبداللہ بن الفضل، موسیٰ بن عقبہ، عبدالرحمٰن بن ابی زناد، سلیمان بن داؤد، یونس، عبداللہ، محمد بن مقاتل، عبدالاعلیٰ، عیاش، محمد بن بشار، یحییٰ بن ایوب، شعیب بن یحییٰ التجیبی، ابوزہیر عبدالمجید، ابوبکر، ابوطاہر، محمد بن جحادہ، ھمام، عفان، زہیر بن حرب، یحییٰ بن سعید القطان، یحییٰ بن یحییٰ، حماد بن سلمہ، نضر بن شمیل، اسحاق بن راھویہ، عبداللہ بن شیرویہ، دعلج بن احمد، ابوحذیفہ، محمد بن یحییٰ، بیہقی، احمد بن حنبل، بخاری، ابن خزیمہ، مسلم، دارقطنی، اور ابن ماجہ سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ یہ وہ عظیم ہستیاں ہیں جو رفع الیدین کی حدیث بیان کرتی ہیں اور خود بھی رفع الیدین کرتی تھیں۔

اس جدول کو اور بھی کھولا جاسکتا ہے، لیکن بطور نمونہ اختصار و جامعیت کے ساتھ پیش خدمت قارئین ہے۔

---

[1] اعلام الموقعین (اردو): ۱/۵۲۳.

سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابوبکر صدیق
عبداللہ بن زبیر
عطاء بن ابی رباح
ایوب سختیانی
محمد بن الفضل
محمد بن اسماعیل
ابوعبداللہ الصفار
بیہقی
ابوموسیٰ اشعری
حطان بن عبداللہ
ازرق بن قیس
حماد بن سلمہ
نضر بن شمیل
اسحاق بن راھویہ
عبداللہ بن شیرویہ
دعلج بن احمد
دارقطنی
عبداللہ بن عمر
سالم
زہری
یونس
عبداللہ
محمد بن مقاتل
نافع
عبیداللہ
عبدالاعلیٰ
عیاش
بخاری
عمیر بن حبیب
عبیداللہ بن عمیر
عبداللہ بن عبید
اوزاعی
انس بن مالک
حمید
عبدالوہاب
محمد بن بشار
جابر بن عبداللہ
ابوالزبیر
ابراہیم بن طہمان
ابوحذیفہ
محمد بن یحییٰ
ابن ماجہ
ابوہریرہ
ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث
ابن شہاب الزہری
ابن جریج
یحییٰ بن ایوب
شعیب بن یحییٰ التجیبی
ابوزہیر عبدالمجید
ابوبکر
ابوطاہر
ابن خزیمہ
وائل بن حجر
علقمہ بن وائل
عبدالجبار ابن وائل
محمد بن جحادہ
ہمام
عفان
زہیر بن حرب
مالک بن حویرث
ابوقلابہ
خالد
خالد بن عبداللہ
یحییٰ بن یحییٰ
مسلم
نصر بن عاصم
قتادہ
شعبہ
یحییٰ بن سعید القطان
علی بن ابی طالب
عبیداللہ بن ابی رافع
عبدالرحمٰن الاعرج
عبداللہ بن الفضل
موسیٰ بن عقبہ
عبدالرحمٰن بن ابی الزناد
سلیمان بن داؤد
احمد بن حنبل

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد علی بن مدینی رحمہ اللہ کا قول:

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ رفع الیدین کریں۔'' 1

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن یحییٰ نے حدیث بیان کی، علی (ابن عبداللہ المدینی) نے کہا: میں نے جتنے استاذ بھی دیکھے ہیں وہ نماز میں رفع الیدین کرتے تھے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: میں نے انہیں کہا: سفیان (ابن عیینہ) رفع الیدین کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں! بخاری نے فرمایا: احمد بن حنبل نے کہا: میں نے معمر یحییٰ بن سعید (القطان) عبدالرحمٰن (بن مہدی) یحییٰ (بن معین) اور اسماعیل (بن علیّہ) کو دیکھا۔ وہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ 2

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس نے رفع الیدین چھوڑ دیا، بے شک اس نے نماز کا ایک رکن چھوڑ دیا۔'' 3

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محدث دہلوی کا فتویٰ:

پاک و ہند میں اہل سنت والجماعت میں کوئی گروہ بھی ہو، شاہ صاحب کا بڑا احترام کرتے ہیں، ادب واحترام کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے اقوال وفتاویٰ کو حرزِ جاں بنایا جائے۔ اُن فتاویٰ جات میں سے فتویٰ رفع الیدین بھی ہے، لہٰذا ان کے محترمین کو چاہیے کہ وہ اس فتویٰ پر عمل کریں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

((وَالَّذِیْ یَرْفَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّنْ لَّا یَرْفَعُ فَاِنَّ اَحَادِیْثَ الرَّفْعِ

---

1 جزء رفع الیدین، للبخاری.

2 جزء رفع الیدین، ص: ١١٢.

3 عینی: ٧/٣.

اَكْثَرُ وَاَثْبَتُ .)) ❶

''رفع الیدین کرنے والا میرے نزدیک نہ کرنے والے سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ رفع الیدین کی احادیث زیادہ اور صحیح ہیں۔''

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((رَفَعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ وَالرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ .)) ❷

''نماز میں تکبیر اولیٰ کے وقت، اور رکوع میں جاتے وقت، اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع الیدین کرنا چاہیے۔''

فائدہ: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف لوگوں نے طرح طرح کے جھوٹے واقعات اور شرکیہ عقائد منسوب کر کے کتابوں کے اوراق سیاہ کر رکھے ہیں، جن کا تعلق آپ سے قطعی نہیں ہے۔ مگر جو آپ کا عمل اور جو آپ کی دعوت ہے انہی لوگوں نے اس کو تعصب کی وجہ سے ترک کر رکھا ہے۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبداللہ کا عمل:

حضرت مجدد الف ثانی بھی نماز میں رفع الیدین کرتے تھے۔ ❸

رفع الیدین علمائے احناف کی نظر میں

حقیقت پسند علمائے احناف بھی رفع الیدین کے قائل ہیں۔ ذیل کی سطور میں چند کا ذکر موجود ہے:

❀ امام عصام بن یوسف حنفی رکوع میں جاتے وقت، اور رکوع سے سر اُٹھاتے

---

❶ حجة الله البالغه : ٢/ ١٠.　❷ غنية الطالبين.

❸ تسهيل القارى.

وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ ❶

فائدہ ......: یہی امام عصام بن یوسف بلخی رحمہ اللہ جو امام محمد (شاگرد امام ابوحنیفہ) کے تلامذہ اور امام یوسف (شاگرد امام ابوحنیفہؒ) کے رفقاء سے ہیں، وہ اکثر مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اس لیے کہ جب انہیں امام ابوحنیفہ کے قول کے موافق دلیل نہ ملتی تو وہ ان کے خلاف دلیل کی روشنی میں فتویٰ صادر فرماتے۔ ❷

❀ علامہ سندھی حنفی مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی احادیث رفع الیدین کے متعلق رقمطراز ہیں:

”مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ وَوَائِلُ بْنُ حُجْرٍ مِمَّنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِیْ آخِرِ عُمُرِهٖ فَرِوَايَتُهُمَا الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ دَلِيْلٌ عَلٰى بَقَائِهٖ وَبُطْلَانِ دَعْوٰى نَسْخِهٖ كَيْفَ وَقَدْ رَوٰى مَالِكٌ هٰذَا جَلْسَةَ الْإِسْتِرَاحَةِ فَحَمَلُوْهَا عَلٰى اَنَّهَا كَانَتْ فِیْ آخِرِ عُمُرِهٖ فِی سِنِّ الْكِبَرِ فَهِیَ لَيْسَ مِمَّا فَعَلَهَا النَّبِیُّ ﷺ قَصْدًا فَلَا يَكُوْنُ سُنَّةً وَهٰذَا يَقْتَضِیْ أَنْ يَّكُوْنَ الرَّفْعُ الَّذِيْ رَوَاهُ ثَابِتٌ لَا مَنْسُوْخًا لِكَوْنِهٖ فِیْ آخِرِ عُمُرِهٖ عِنْدَهُمْ فَالْقَوْلُ بِاَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ قَرِيْبٌ مِنَ التَّنَاقُضِ وَقَدْ قَالَ ﷺ لِمَالِكٍ هٰذَا وَأَصْحَابِهٖ ”صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ.“ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ.“ ❸

”مالک بن حویرث اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہما ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے

---

❶ الفوائد البهية، ص: ١١٦.

❷ صلوٰة النبی ﷺ للألبانی، ص: ٥٢۔ حاشیه ابن عابدین: ٧٤/١۔ الفوائد البهية، ص: ١١٦۔ البحر الرائق: ٩٣/٦.

❸ حاشیه سندھی علی النسائی: ٤٥٨/١، مطبوعه دارالمعرفة بیروت۔ شرح سنن ابن ماجه: ٢٨٢/١، مطبوعة دارالجیل، بیروت.

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی آخری عمر میں نماز پڑھی ہے ان دونوں کی رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کی روایت کردہ رفع الیدین کی حدیثیں اس کے بقاء و دوام اور رفع الیدین کی منسوخیت کے دعوی کو باطل کرنے کی دلیل ہیں۔ یہی مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے جلسہ استراحت کی حدیث بھی بیان کی ہے اور حنفی حضرات نے اس حدیث کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ یہ آپ کی آخری عمر میں بڑھاپے کی وجہ سے تھا۔ آپ نے قصداً ایسے نہیں کیا اور نہ ہی یہ سنت ہے۔ یہ توجیہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ رفع الیدین جسے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے ثابت ہے منسوخ نہیں، اس لیے کہ جلسہ استراحت ان کے ہاں آپ کی آخری عمر میں تھا رفع الیدین کی منسوخیت کا قول تناقض کے قریب ہے اور اسی مالک کو اور اس کے ساتھیوں کو رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا: نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو' واللہ تعالیٰ اعلم۔''

❀ مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں کہ:

((اَنَّ الرَّفْعَ مُتَوَاتِرً إِسْنَادًا ، أَوْ مِمَّا لا يُشَكُّ فِيهِ وَلَمْ يُنْسَخْ وَلا حَرْفٌ مِنْهُ .)) [1]

''یعنی رفع الیدین کی حدیث سند اور عمل دونوں لحاظ سے متواتر ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا، اس میں سے ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا۔''

❀ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حق یہ ہے کہ رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رسول

---

[1] نیل الفرقدین، ص: ۲۲.

اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قوی طرق اور اخبار صحیحہ کی بناء پر رفع الیدین کے ثبوت میں کوئی شک نہیں۔'' ❶

نیز فرماتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ سے رفع الیدین کرنے کا ثبوت بہت زیادہ اور نہایت عمدہ ہے، جولوگ کہتے ہیں کہ رفع الیدین منسوخ ہے، ان کا یہ دعویٰ بے بنیاد ہے، ان کے پاس کوئی تسلی بخش دلیل نہیں ہے۔'' ❷

❀ ان کے علاوہ علامہ رشید گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ (۲/۵) میں اور مولانا اشفاق الرحمٰن نے نور العینین (۸۵) میں رفع الیدین کے صحیح اور ثابت ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

❀ عبدالحمید سواتی دیوبندی نے رفع الیدین کے بارے میں لکھا ہے کہ ''اور اگر کرلے تو جائز ہے۔'' ❸

ان کے علاوہ بھی کئی ایک حنفی علماء نے رفع الیدین کے اثبات کا اعتراف کیا ہے۔ اُن میں سے چند علمائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (مالا بدمنہ)، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (ملفوظات حکیم الامت، جلد۱۲، صفحہ ۶۵)، مولانا اشرف علی تھانوی (ملفوظات، جلد۱۲، صفحہ ۶۵)، مولانا حسین احمد مدنی (تقریر ترمذی، ص: ۴۰۱)، مفتی محمد شفیع عثمانی (ماہنامہ الشریعہ، نومبر ۲۰۰۵)، مولانا فخر الدین دیوبندی (مجموعہ مقالات: ۹۳/۳) اور مولانا تقی عثمانی (درس ترمذی: ۲۶/۲)۔

---

❶ سعاية: ۲۱۳/۱، مطبوعه مصطفائی.

❷ التعليق الممجد: ۹۱.

❹ نماز مسنون كلاں، ص: ۳۶۹.

مانعین رفع الیدین کے چند دلائل کا سرسری جائزہ

(۱) حدیث سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

مانعین رفع الیدین کے بنیادی دلائل میں سے سرفہرست سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارک ہے۔ جس میں ہے کہ سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَلا أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَصَلّٰى ، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلاَّ فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ)) [1]

’’کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاؤں؟ پس آپ نے نماز پڑھی اور صرف پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے۔‘‘

الجواب: (۱) اس روایت کو کئی ایک ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ مثلاً:

(۱) امام عبداللہ بن مبارک ...... (سنن ترمذی: ۲/ ۳۸، التحقیق لابن الجوزی: ۱/ ۲۷۸)

(۲) امام شافعی ...... (الزرقانی علی الموطا: ۱/ ۱۵۸۔ فتح الباری: ۲/ ۱۷۵)

(۳) امام احمد بن حنبل ...... (التمهید: ۹/ ۲۱۹۔ العلل ومعرفة الرجال: ۱/ ۱۱۶، ۱۱۷)

(٤) امام ابو حاتم رازی ...... (علل الحدیث: ۱/ ۹٦)

(۵) امام دارقطنی ...... (العلل: ۵/ ۱۷۲)

(٦) امام ابن حبان ...... (التلخیص: ۱/ ۲۲۲)

(۷) امام ابو داؤد ...... (سنن أبی داؤد: ۱/ ۱۹۹)

---

[1] سنن ترمذی، ابواب الصلاۃ، رقم: ۲۵۷۔ مشکوٰۃ، رقم: ۸۰۹.

(۸) امام یحییٰ بن آدم ...... (التلخیص: ۱/ ۲۲۲)

(۹) امام بزار ...... (التمہید: ۹/ ۲۲۰، ۲۲۱)

(۱۰) امام محمد بن وضاح ...... (التمہید: ۹/ ۲۲۱)

(۱۱) امام بخاری ...... (التلخیص: ۱/ ۲۲۲۔ جزء رفع الیدین، ص ۱۱۳۔ المجموع: ۳/ ۴۰۳)

(۱۲) امام ابن القطان الفاسی ...... (نصب الرایہ: ۱/ ۳۹۵)

(۱۳) امام ابن ملقن ...... (البدر المنیر)

(۱۴) امام حاکم ...... (تہذیب السنن: ۲/ ۴۴۹)

(۱۵) امام نووی ...... (المجموع: ۳/ ۴۰۳)

(۱۶) امام دارمی ...... (تہذیب السنن : ۲/ ۴۴۹)

(۱۷) امام بیہقی ...... (مختصر خلافیات: ۱/ ۳۷۹)

(۱۸) امام مروزی ...... (نصب الرایہ:۱/ ۳۹۵)

(۱۹) امام ابن قدامہ ...... (المغنی: ۱/ ۲۹۵)

(۲۰) امام ابن عبدالبر ...... (التمہید:۹/ ۲۲۰، ۲۲۱۔ مرعاۃ:۲/ ۳۲۳)

(۲۱) امام ابن قیم ...... (المنار المنیف، ص ۴۹)

الغرض ائمہ محدثین کی کثیر تعداد نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اب اتنے محدثین کے ضعیف قرار دینے کے مقابلے میں امام ترمذی کی تحسین کیا کرے گی؟

مزید برآں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ تحسین میں ہیں بھی متساہل۔ چنانچہ علماء اصول کا مشہور قول ہے:

"اَلتِّرْمِذِیُّ یَتَسَاهَلُ فِیْ التَّحْسِیْنِ." [1]

''ترمذی حدیث کو حسن کہنے میں متساہل ہیں۔''

[1] فتح الباری : ۹/ ۶۲.

(۲) اس کی سند میں ''سفیان بن سعید الثوری رحمۃ اللہ علیہ'' مدلس ہیں۔ اور وہ صیغہ ''عن'' سے روایت کر رہے ہیں۔ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو کئی ایک ائمہ محدثین نے مدلس قرار دیتے ہوئے ان کی معنعن روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ کئی حنفی، دیو بندی، بریلوی علماء نے بھی امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو مدلس قرار دیا ہے۔ مثلاً:

(۱) علامہ نیموی...... (آثار السنن، ص۱۹۴[۳۸۴])

(۲) مولوی سرفراز صفدر...... (خزائن السنن: ۲/۷۷)

(۳) عبدالقیوم حقانی...... (توضیح السنن: ۱/۶۱۵)

(۴) مفتی تقی عثمانی...... (درس ترمذی: ۱/۵۲۱)

(۵) ماسٹر امین اوکاڑوی...... (مجموعہ رسائل: ۲/۳۳۱۔ تجلیات: ۵/۴۷۰)

(۶) مولوی شریف کوٹلوی بریلوی...... (فقہ الفقیہ، ص: ۱۳۴)

(۷) مولوی عباس رضا بریلوی...... (واللہ آپ زندہ ہیں، ص ۳۳۱، ۳۳۲ (۱۷) ط۔ قدیم ص ۳۰۱، طبع جدید)

(۳) خود حنفی علماء سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی باتوں کو نہیں مانتے۔ مثلاً:

(۱) سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بغیر اذان و اقامت کے نماز پڑھنے کے قائل و فاعل تھے۔ [1]

(۲) بوقت رکوع گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کے بجائے گھٹنوں کے درمیان ہاتھ رکھتے تھے۔ [2]

(۳) امامت کے وقت آگے کھڑے ہونے کے بجائے صف کے درمیان کھڑے ہوتے تھے۔

امام محمد رحمہ اللہ (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد) یہ سب باتیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''ہم سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول پر عمل نہیں کرتے۔'' [3]

تو رفع الیدین کے مسئلے میں کیوں ایک ضعیف روایت کو پکڑے بیٹھے ہیں۔ بعض ائمہ

---

[1] كتاب الآثار، از محمد بن حسين شيباني، ص ٦٠، مترجم.

[2] كتاب الآثار، ص ٦٩. [3] كتاب الآثار، ص: ٦٩.

مثلاً امام ترمذی وغیرہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اس کے باوجود وہ خود بھی رفع الیدین کرتے تھے، اور اسی کے قائل تھے۔ اور جہاں امام ترمذی رحمہ اللہ اس قول کے بعد اپنی کتاب میں طریقۂ نماز بیان کرتے ہیں تو وہاں رفع الیدین پر دس صحابہ کرام کا اجماع بیان کر کے اپنی مہر ثبت کرتے ہیں کہ یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۴) مسئلہ آمین بالجہر والی حدیث کو سفیان ثوری کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ درس ترمذی (۱/۵۲۱) میں مولا تقی عثمانی نے کہا ہے، تو یہاں سفیان ثوری کی حدیث کو حسن کیوں قرار دیا جاتا ہے اگر ایسا ہے تو پھر آمین بالجہر کا موقف اپنانا پڑے گا۔

(۲) حدیث سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصلاة، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ.)) [1]

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افتتاح نماز کے وقت رفع یدین کرتے دیکھا، پھر آپ نے ہاتھ نہیں اٹھائے، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔''

الجواب:...... (۱) امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کر کے ارشاد فرمایا:

((هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِصَحِيْحٍ.))

''یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔''

(۲) اس کی سند میں ''ابن ابی لیلیٰ''، ضعیف راوی ہے، جسے تقریباً ۳۲ ائمہ کرام نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۳) اس روایت کے بعض طرق میں ''یزید بن ابی زیاد'' ہے۔ جسے تقریباً ۳۰ ائمہ کرام نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (دیکھیں: نور العینین)

---

[1] سنن ابو داؤد، رقم: ۷۵۲. محدث البانی نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(۳) حدیث سیّدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ:

سیّدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا لِيَ أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ ، أُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں تمھیں شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ نماز میں سکون اختیار کیا کرو۔''

الجواب :......(ا) محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس حدیث کو سلام کے باب میں ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کا رفع الیدین سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں بوقت سلام ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ جیسا کہ ''صحیح مسلم'' ہی میں اس کے ساتھ جابر رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث میں صراحت ہے۔

دوسری حدیث

سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر سلام پھیرتے تو کہتے: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' اور آپ نے دونوں طرف ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" عَلَامَ تُؤْمُوْنَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدُكُمْ أَنْ يَّضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ، ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَلَى يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ . " [2]

''اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر اس طرح اشارے کیوں کرتے ہو گویا کہ وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہوں؟ تمہیں صرف یہ کافی ہے کہ اپنی رانوں پر ہاتھ رکھ کر دائیں بائیں سلام پھیر دو۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۹۶۸.

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۹۷۰.

تیسری حدیث

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے خاتمہ پر ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: ''تمہیں کیا ہوگیا ہے تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تم نماز کے خاتمہ پر صرف زبان سے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرو۔'' [1]

مولانا تقی عثمانی حنفی لکھتے ہیں: ''بعض حنفیہ نے صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا ہے:

قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَالِیْ اَرَاكُمْ رَافِعِیْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِی الصَّلَاةِ.

یہ حدیث سنداً صحیح ہے لیکن اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص الحبیر میں امام بخاری کا یہ قول نقل کیا ہے:

"مَنْ اِحْتَجَّ بِحَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَلٰى مَنْعِ الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ فَلَيْسَ لَهٗ حَظٌّ مِنَ الْعِلْمِ."

''جو شخص جابر بن سمرہ کی حدیث کو منع رفع الیدین پر دلیل بناتا ہے اس کے پاس کچھ بھی علم نہیں ہے۔''

اس لیے کہ یہ حدیث رفع الیدین عند السلام سے متعلق ہے نہ کہ عند الرکوع سے۔ چنانچہ صحیح مسلم ہی میں اس روایت کا دوسرا طریق عبداللہ بن القبطیۃ سے مروی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ یہ حدیث رفع الیدین عند السلام سے متعلق ہے۔

"عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْقِبْطِيَّةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا اِذَا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۹۷۱.

صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلَى الْجَانِبَيْنِ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَامَ تُؤْمُوْنَ بِأَيْدِيْكُمْ كَأَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَّضَعَ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى أَخِيْهِ مَنْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ. "

اس صراحت کے بعد حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث کو رفع الیدین عند الرکوع کی ممانعت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

حافظ زیلعی نے ''نصب الرایۃ'' میں امام بخاری کے اس اعتراض کا جواب دینے کی کوشش کی ہے، اور فرمایا ہے کہ ابن القبطیۃ کا طریق رفع الیدین عند السلام سے متعلق ہے اور باقی طرق ہر قسم کے رفع یدین سے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جن طرق میں رفع الیدین عند السلام کی تصریح نہیں ہے ان میں ''اسکنوا فی الصلاۃ'' کا جملہ مروی ہے جب کہ ابن القبطیۃ کے طریق میں یہ جملہ موجود نہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حکم نماز کے کسی درمیانی رفع یدین سے متعلق ہے رفع یدین عند السلام سے نہیں کیوں کہ سلام کے وقت جو عمل کیا جائے وہ خروج من الصلوٰۃ عمل ہے۔ ''اسکنوا فی الصلاۃ'' نہیں کہا جا سکتا۔

لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبہ اور کمزور ہے کیوں کہ ابن القبطیۃ کی روایت میں سلام کے وقت کی جو تصریح موجود ہے اس کی موجودگی میں ظاہر اور متبادر یہی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث رفع عند السلام ہی سے متعلق ہے اور دونوں حدیثوں کو الگ الگ قرار دینا جب کہ دونوں کا راوی بھی ایک ہے اور متن بھی قریب قریب ہے، بُعد سے خالی نہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ حدیث ایک ہی ہے اور رفع عند السلام سے متعلق ہے۔

ابن القبطیہ کا طریق مفصل ہے اور دوسرا طریق مختصر ومجمل۔ لہٰذا دوسرے طریق کو پہلے طریق پر ہی محمول کرنا چاہیے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے

اس حدیث کو حنفیہ کے دلائل میں ذکر نہیں کیا۔ ❶

(۳) دیوبندی شیخ الہند محمود حسن فرماتے ہیں:

''باقی اذناب خیل کی روایت سے جواب دینا بروئے انصاف درست نہیں کیونکہ وہ سلام کے بارہ میں ......'' ❷

۴۔ امام نووی رحمہ اللہ ''المجموع'' میں فرماتے ہیں: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لینا عجیب بات اور سنت سے جہالت کی قبیح قسم ہے۔ کیوں کہ یہ حدیث رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت کے رفع الیدین کے بارے میں نہیں، بلکہ تشہد میں سلام کے وقت دونوں جانب ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ممانعت کے بارے میں ہے۔ محدثین اور جن کو محدثین کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہے، ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں، اس کے بعد امام نووی امام بخاری رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس حدیث سے بعض جاہل لوگوں کا دلیل پکڑنا صحیح نہیں کیوں کہ یہ سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بارے میں ہے۔ اور جو عالم ہے وہ اس طرح کی دلیل نہیں پکڑتا کیوں کہ یہ معروف ومشہور بات ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ابتدائے نماز اور عید کا رفع الیدین بھی منع ہوجاتا مگر اس میں خاص رفع الیدین کو بیان نہیں کیا گیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں: پس ان لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ بات کہہ رہے ہیں جو آپ نے نہیں کہی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ ﴾ (النور: ٦٣)

---

❶ درسِ ترمذی، ص: ۳۵۔۳۷، جلد نمبر۲، طبع مکتبہ دار العلوم کراچی۔

❷ الورد الشذی، ص: ٦٣، جامع سیّد اصغر حسین صاحب تقاریر شیخ الہند، ص: ٦٥، ترتیب: عبدالحفیظ بلیاوی.

''پس ان لوگوں کو جو نبی کی مخالفت کرتے ہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ انہیں کوئی فتنہ یا دردناک عذاب پہنچے۔''

خلاصہ کلام یہ کہ یہ روایت عندالرکوع رفع یدین کے بارہ میں نہیں ہے۔ لہٰذا بروئے انصاف اس سے استدلال درست نہیں۔

(۴) نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کو شریر گھوڑوں کی دُموں کی طرح تشبیہ دینا گستاخی اور نہایت گھناؤنا عمل ہے۔ اگر رفع الیدین شریر گھوڑوں کی دموں سے مشابہ ہے تو پھر تکبیر تحریمہ، وتروں اور عیدین کے وقت رفع الیدین کرنے کو کیا کہیں گے؟ یاد رہے کہ جو شخص رفع الیدین ایسی محبوب رب العالمین ﷺ کی محبوب ترین سنت کو شریر گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دیتا ہے، وہ گستاخ رسول ﷺ نہیں تو اور کیا ہے؟

(۴) حدیث مسند الحمیدی:

مانعین رفع یدین کی طرف سے ''مسند حمیدی'' کی سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت بھی پیش کی ہے۔ جو کہ درحقیقت اثبات رفع یدین کی دلیل ہے، جیسا کہ آئندہ واضح ہوگا۔ ان شاء اللہ!

حبیب الرحمٰن الاعظمی دیوبندی کی تحقیق سے طبع ہونے والی ''مسند حمیدی'' میں روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاۃَ رَفَعَ یَدَیْهِ حَذْوَ مَنْکَبِیْهِ ، وَاِذَا اَرَادَ أَنْ یَرْکَعَ ، وَبَعْدَ مَا یَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرَّکُوْعِ فَلَا یَرْفَعُ وَلَا بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ .)) ❷

الجواب:

(۱) اس روایت میں '' فلا یرفع '' کے الفاظ ثابت نہیں۔ کیونکہ دیوبندی نسخے میں بے

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۹٦۸

❷ مسند الحمیدی: ۲، ۲۷۷ ، رقم: ٦۱٤ ، بتحقیق الاعظمی.

شمار اغلاط ہیں۔ اور اس نسخہ کی تیاری علامہ اعظمی کے پیش نظر'' مکتبہ ظاہریہ دمشق'' میں موجود'' مسند الحمیدی'' کا قلمی نسخہ بھی تھا، لیکن اس میں " فـلا یر فع "کا اضافہ نہیں ہے۔

(۲) امام سفیان بن عیینہ سے یہ حدیث امام حمیدی کے علاوہ ۳۸ راوی بیان کرتے ہیں۔ اورسب ہی اثبات رفع یدین کی روایت بیان کرتے ہیں: جیسا کہ مفتی ابوجابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ نے تحقیق بیان فرمائی ہے۔ دیکھیں: '' قرآن و حدیث میں تحریف، (ص:۱۵۱)''

اگر'' دیو بندی تحقیق'' کو مدنظر رکھتے ہوئے'' امام حمیدی'' کی روایت کونفی رفع یدین میں چند لمحوں کے لیے تسلیم کرلیا جائے تو امام حمیدی کی روایت'' امام سفیان بن عیینہ'' کے تقریباً (۳۸) تلامذہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے اصول حدیث کی رو سے'' شاذ'' قرار پائی ہے۔ جوکہ ضعیف کی ایک قسم ہے۔

(۳) '' مسند الحمیدی'' دار السقا۔ دمشق سے ''حسین سلیم اسد الدارانی'' کی تحقیق سے طبع ہوئی ہے۔اس کی '' جلد نمبر۱، ص ۵۱۵'' پر بھی " فلا یر فع "کا اضافہ نہیں ہے۔

(۴) " دار الکتب العلمیه ، بیروت " سے'' امام ابونعیم الاصفہانی رحمہ اللہ '' کی کتاب " الـمسـنـد المستخرج علی صحیح الامام مسلم " طبع ہوئی ہے۔ جس کی جلد۲، ص۱۲ پر'' حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما '' مذکورہ امام ابونعیم نے اپنی سند سے بیان کی ہے۔جس میں '' امام سفیان ابن عیینہ رحمہ اللہ '' سے چھ شاگرد روایت کرتے ہیں۔ ان میں ایک '' امام حمیدی رحمہ اللہ '' بھی ہیں۔اور حدیث اثبات رفع الیدین کی ہے۔نہ کہ عدم رفع الیدین کی۔اور پھر حدیث کے آخر میں لکھا ہے:"اللفظ للحمیدی".

ان تمام حوالہ جات کے عکس مفتی ابوجابر دامانوی حفظہ اللہ کی کتاب '' قرآن و حدیث میں تحریف (ص:۱۰۹تا۱۲۹) میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔جزاہ اللہ خیراً.

مسند حمیدی / نسخۂ دیوبندیہ کا عکس

مسند الحميدي (احاديث عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما) ٢٧٧

ابيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى تسمعوا اذان ابن ام مكتوم[1] ٥

٦١٢ — حدثنا الحميدي قال. ثنا سفيان قال: ثنا الزهري عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اذا استاذنت احدكم امرأته الى المسجد فلا يمنعها[2] قال سفيان: يرون[3] انه بالليل ٥

٦١٣ — حدثنا الحميدي قال: ثنا سفيان قال: ثنا الزهري وحدي (وليس معي)[4] ولا معه احد قال: اخبرني سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من باع عبدا وله مال فماله للذي باعه الا ان يشترط المبتاع، (ومن باع نخلا بعد ان تؤبر فثمرها للبائع الا ان يشترطه المبتاع)[5] ٥

٦١٤ — حدثنا الحميدي قال: ثنا الزهري قال: اخبرني سالم بن عبد الله عن ابيه قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه، واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه من الركوع فلا يرفع ولا بين السجدتين[6] ٥

٦١٥ — حدثنا الحميدي قال: ثنا الوليد بن مسلم قال: سمعت زيد بن

---

(١) اخرجه البخاري من طريق نافع، والترمذي من طريق سالم عن ابن عمر (ج ١ ص ١٧٩) . (٢) اخرجه البخاري في النكاح من طريق سفيان وفي الصلوة من طريق معمر وطريق آخر . (٣) في الاصل «ترونه» وفي ظ «يرون» .

(٤) سقط من الاصل زدناه من ع وظ .

(٥) ما بين القوسين سقط من الاصل زدناه من ع وظ .

والحديث اخرجه البخاري تاما من طريق الليث عن الزهري عن سالم (ج ٥ ص ٣٢) .

(٦) اخرج البخاري اصل الحديث من طريق يونس عن الزهري واما رواية سفيان عنه فاخرجها احمد في مسنده وابو داؤد عن احمد في سننه لكن رواية احمد عن

مسند حمیدی / مخطوطہ ظاہریہ کا عکس

مسند حمیدی کے دوسرے قدیم مخطوطے کا عکس

حدثنا الحميدي قال [illegible]
سالم بن عبد الله عن ابيه انه سمع [illegible]
عليه وسلم على المنبر يقول من جاء منكم الجمعة فليغتسل
حدثنا الحميدي قال ثنا سفين قال ثنا عبد الله بن
دينار عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله
حدثنا الحميدي قال ثنا سفين قال ثنا اسمعيل بن
امية وايوب السختياني عن نافع عن ابن عمر عن النبي
صلى الله عليه وسلم مثله ٥ حدثنا الحميدي قال حدثنا
سفين قال ثنا الزهري عن سالم عن ابيه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بلالا يؤذن بليل
فكلوا واشربوا حتى تسمعوا اذان ابن ام مكتوم
حدثنا الحميدي قال ثنا سفين قال ثنا الزهري
عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
اذا استاذنت احدكم امراته الى المسجد فلا يمنعها قال
سفين نرى انه بالليل ٥ حدثنا الحميدي قال حدثنا
سفين قال ثنا الزهري وحدي في نفسي منه ولم اسمعه
الحد فقال اخبرني سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال من باع عبدا وله مال فماله للذي
باعه الا ان يشترطه المبتاع ومن باع نخلا بعد ان تؤبر
فثمرها للبائع الا ان يشترطه المبتاع ومن باع نخلا [illegible]
ابن عمر حدثنا الحميدي قال ثنا سفين قال ثنا الزهري
قال اخبرني سالم بن عبد الله عن ابيه قال رايت رسول
الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلاة يرفع يديه حذو
منكبيه واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه
من الركوع ولا يرفع بين السجدتين ٥ حدثنا

بلادِ عرب میں مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخے کا عکس

٦٢٦- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا سفيان، قال: حدثنا الزهري، قال: أخبرني سالم بن عبد الله،

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلاَ يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ[1].

٦٢٧- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا (ع: ١٨٣) الوليد بن مسلم قال: سمعت زيد ابن واقد يحدث عن نافع،

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَبْصَرَ رَجُلاً يُصَلِّي لاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ حَصَبَهُ[2] حَتَّى يَرْفَعَ يَدَيْهِ[3].

٦٢٨- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا سفيان، قال: حدثنا الزهري قال: حدثني سالم

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ[4].

٦٢٩- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا سفيان، قال: حدثنا الزهري، عن سالم،

عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لاَحَسَدَ إِلاَّ فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ»[5].

---

(١)- إسناده صحيح، وأخرجه البخاري في الأذان (٧٣٥) باب: رفع اليدين في التكبيرة الأولى مع الافتتاح سواء، ومسلم في الصلاة (٣٩٠) باب: استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام.

وقد استوفينا تخريجه في «مسند الموصلي» برقم (٥٤٢٠، ٥٤٨١، ٥٥٣٤، ٥٥٦٤)، وفي «صحيح ابن حبان» برقم (١٨٦١) و (١٨٦٤، ١٨٦٨، ١٨٧٧).

(٢)- حصبه: رماه بالحصا.

(٣)- إسناده صحيح، ونسبه الحافظ في الفتح ٢ / ٢٢٠ إلى البخاري في جزء رفع اليدين.

(٤)- إسناده صحيح، وأخرجه البخاري في تقصير الصلاة (١٠٩١) باب: يصلي المغرب ثلاثاً في السفر - وأطرافه (١٠٩٢، ١١٠٦، ١١٠٩، ١٦٦٨.....) -، ومسلم في صلاة المسافرين (٧٠٣) باب: جواز الجمع بين الصلاتين في السفر.

ولتمام التخريج انظر «مسند الموصلي» (٥٤٢٢، ٥٤٣٠، ٥٤٨٥).

(٥)- إسناده صحيح، وأخرجه البخاري في فضائل القرآن (٥٠٢٥) باب: اغتباط صاحب القرآن، وفي التوحيد (٧٥٢٩)، ومسلم في صلاة المسافرين (٨١٥) باب: فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه. =

(۵) حدیث مسند ابوعوانہ:

مسند الحمیدی کی حدیث کی طرح ''مسند ابی عوانہ'' کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ بھی اثبات رفع یدین کی دلیل ہے۔ مسند ابی عوانہ کی روایت ملاحظہ ہو۔

امام ابوعوانہ نے باب ((بیان رفع الیدین فی افتتاح الصلاۃ قبل التکبیر بحذاء منکبیه وللرکوع ولرفع رأسه من الرکوع وانه لا یرفع بین السجدتین .))

((حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اَيُّوْبَ الْمَخْزُوْمِيُّ وَسَعْدُ ابْنُ نَصْرٍ وَشُعَيْبُ ابْنُ عَمْرٍ وَ فِي آخَرِيْنَ قَالُوْا: ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِي عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ ، حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، وَاِذَا اَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ ، لَا يَرْفَعُهُمَا ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ ، وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ، وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ)) [1]

اب اس حدیث میں سے ''لَا يَرْفَعُهُمَا'' سے پہلے ''واؤ'' حذف ہے۔ اس '' واؤ'' کے خلاف ہونے سے یہ معنی بنتا ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ رکوع سے قبل اور بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔'' حالانکہ یہ درست نہیں۔ جیسا کہ آئندہ تفصیل سے معلوم ہوگا۔ ان شاء اللہ!

۱۔ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ نے باب اثبات رفع الیدین کا قائم کیا ہے۔ جو کہ اس کی واضح برہان ہے۔ یہ تو بعید از عقل ہے کہ باب اثبات رفع الیدین کا اور دلیل عدم رفع الیدین کی ہو۔

۲۔ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ خط کشیدہ عبارات میں اختلاف رواۃ بیان کررہے ہیں۔ اگر '' لا یرفعهما'' کا تعلق پچھلی عبارت سے جوڑا جائے تو آگے عبارت '' ولا یرفع بین

[1] مسند ابی عوانہ: ۱/۳۳۴، رقم: ۱۲۵۱.

السجدتین والمعنی واحد“ میں ”والمعنی واحد “ یعنی ”معنی ایک ہے“ کی کوئی تک نہیں بنتی۔اگر ”لا یرفعهما“ اور ”ولا یرفع بین السجدتین “ کوایک ہی تسلیم کیا جائے۔جبکہ حقیقت بھی یہی ہے تو ”والمعنی واحد “ کی بات بنتی ہے وگرنہ نہیں۔فلیتدبر!

۳۔ آگے امام ابوعوانہ مزید رقمطراز ہیں:

((حدثنا الربيع بن سليمان ، عن الشافعی عن ابنِ عيينة بنحوه، وَلا يَفْعَلُ ذٰلِكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ، حَدَّثَنِي اَبُوْ دَاؤدَ ، قَالَ: ثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، ثَنَا الزُّهْرِي اَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ اَبِيْهِ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ)) [1]

اب ”ربیع بن سلیمان عن الشافعی “ طرق کو ”بنحوه “ کہہ کر یہ واضح کیا ہے کہ ”ربیع عن الشافعی “ طریق سے مروی حدیث بھی مذکورہ بالا حدیث کے معنی جیسی ہے۔جوکہ ”نحوه “ سے مترشح ہے۔اب ”ربیع عن الشافعی“ طریق سے مروی حدیث (کتاب الام:۱/۲۰۳،طبع بیروت) میں موجود ہے،اوراثبات رفع الیدین کی دلیل ہے۔جیسا کہ ”کتاب الام“کی مراجعت سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ اسی طرح ”مسند الشافعی (ص:۲۷،رقم:۲۰۹،۲۱۰)“ میں بھی امام شافعی،امام سفیان بن عیینہ سے اثبات رفع یدین بیان فرماتے ہیں: جس سے معلوم ہوا کہ حدیث ابوعوانہ درحقیقت رفع یدین کی دلیل ہے۔

۵۔ اس سے آگے امام عوانہ نے ”ابوداؤد از علی ابن المدینی از ابن عیینہ“ سند بیان کی ہے۔تو ”امام علی بن المدینی“ کی حدیث ”سفیان بن عیینہ“ سے اثبات رفع یدین کی ہے نہ کہ عدم رفع کی۔جیسا کہ جزء رفع الیدین للبخاری،ص:۳۵،رقم:۲میں واضح موجود ہے۔

---

[1] مسند ابی عوانہ: ۱/ ۳۳٤، رقم: ۱۲۵۱.

۶۔ امام ابوعوانہ کے استاد ''سعدان بن نصر'' (جیسا کہ اوپر عربی متن میں ہے) کے طریق سے ''امام بیہقی'' نے مذکورہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے۔ جس میں رفع یدین کا اثبات ہے، نہ کہ نفی۔ [1]

۷۔ مسند ابی عوانہ کے قلمی نسخے میں '' لا یرفعهما '' سے پہلے ''واؤ'' موجود ہے۔ جو کہ مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب کی لائبریری میں موجود ہے۔

۸۔ اسی طرح ''پیر جھنڈا سیّد محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ'' کے مکتبہ نیو سعید آباد، سندھ میں بھی مسند ابی عوانہ کا قلمی نسخہ ہے۔ اس میں بھی ''واؤ'' موجود ہے۔ اور اس نسخے کا عکس ''حدیث اور اہل الحدیث'' کتاب کے آخر میں انوار خورشید دیوبندی'' نے بھی دیا ہے۔

ان تمام حوالہ جات کا عکس (قرآن و حدیث میں تحریف) نامی کتاب میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

فائدہ:...... یہ بات یاد رہے کہ امام صاحب کی تقلید میں حق بات کو چھپانا، صحیح احادیث کو ضعیف یا ناقابل عمل منسوخ قرار دینا، احادیث کی تخریج میں تساہل، تجاہل عارفانہ برتنا، الفاظ کا ہیر پھیر، جسے تحریف کہا جاتا ہے، علماء احناف کا وطیرہ وشیوہ ہے، اس وباء میں کبار علماء احناف بھی مبتلا تھے مثلاً ''لفظ سعبہ کو سعیہ'' بنا دینا، حدیث صحیح بخاری کی ہو تو اسے دارقطنی کی طرف منسوب کرنا، ان کے قلت علمی پر دلالت کرنے والی باتیں ہیں۔ بقول کسے ان کی حالت زار تو یہ ہے ؎

شیخ سعدی نے دیوانِ غالب میں لکھا ہے:

ساری عمر تو کٹی عشق بتاں میں مومن آخر عمر کیا خاک مسلمان ہوں گے

یعنی شعر مومن کا، لکھنے والے شیخ سعدی اور لکھا دیوانِ غالب میں۔

آنے والے صفحات میں دیے گئے عکس ان کی خیانت علمی پر دلالت کرتے ہیں۔

---

[1] السنن الكبرىٰ، للبيهقي : ٢/ ٦٩.

المستخرج لابی نعیم الاصبہانی کا عکس

٦٨ - باب في رفع اليدين في الصلاة

٨٥٦ـ حدثنا ابو علي محمد بن أحمد بن الحسن ، ثنا بشر بن موسى ، ثنا الحميدي ح ، وحدثنا فاروق ، ثنا ابو مسلم ، ثنا القعنبي ح ، وحدثنا ابو بكر الطلحي ، ثنا عبيد بن غنام ، ثنا ابو بكر بن ابي شيبة ، وحدثنا جعفر بن محمد بن عمرو ، ثنا ابو حصين ، ثنا يحيى بن عبد الحميد ح ، وحدثنا محمد بن ابراهيم ، ثنا أحمد بن علي بن المثنى ، ثنا زهير بن حرب ، وإسحاق بن ابي إسرائيل ح ، وحدثنا ابو علي مخلدبن جعفر ، ثنا الفريابي ، ثنا قتيبة ح ، وحدثنا ابو محمد بن عبدان ، ثنا عثمان بن ابي شيبة ، وابو بكر بن خلاد وزيد بن الحريش ، وحدثنا ابو علي الصواف ، ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل ، حدثني ابي ،قالوا : ثنا سفيان بن عيينة ، ثنا الزهري ، اخبرني سالم ابن عبد الله ، عن ابيه قال : « رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدتين »[١] . اللفظ للحميدي .

روله مسلم عن يحيى بن يحيى ، وسعيد بن منصور ،وابي بكر بن ابي شيبة ، وعمرو الناقد، وزهير بن حرب ، وابن نمير كلهم عن سفيان .

٨٥٧ـ أخبرنا سليمان بن احمد ، ثنا إسحاق ، أنبا عبد الرزاق ، عن ابن جريج ، حدثني ابن شهاب ، عن سالم ، عن ابن عمر قال : « كان نبي الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة يرفع يديه حتى يكونا حذو منكبيه ثم يكبر فإذا أراد أن يركع فعل مثل ذلك وإذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفعله حين يرفع رأسه من السجود »[٢]

رواه مسلم عن محمد بن رافع عن عبد الرزاق.

٨٥٨ـ حدثنا ابو بكر بن خلاد ، ثنا أحمد بن ابراهيم بن ملحان ، ثنا يحيى بن بكير، ثنا الليث بن سعد ، حدثني عقيل ، عن الزهري ، عن سالم بن عبد الله أن عبد الله بن عمر قال : «كان رسول الله ﷺ إذ قام إلى الصلاة رفع يديه حتى يكونا حذو منكبيه ثم كبروا وإذا أراد أن يركع فعل مثل ذلك وإذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفعله حين

---

* [٢/ ٤١٩] الحديث [٨١٥٩] .

(١) أخرجه مسلم في كتاب الصلاة [١/ ٢٩٢] الحديث [٢١/ ٣٩٠] . والترمذي في كتاب الصلاة [٢/ ٣٥] الحديث [٢٥٥] . والنسائي في كتاب افتتاح الصلاة [٢/ ١٢٢] باب : رفع اليدين للركوع حذو المنكبين. وابن ماجة في كتاب إقامة الصلاة [١/ ٢٧٩] الحديث [٨٥٨] . والإمام أحمد في مسنده [٢/ ١٢] الحديث [٤٥٣٩] .

(٢) أخرجه مسلم في كتاب الصلاة [١/ ٢٩٢] الحديث [٢٢/ ٣٩٠] . والبيهقي في الكبرى في كتاب الصلاة [٢/ ٣٦] الحديث [٢٣٠١] .

مسند ابی عوانہ کے محرف مطبوعہ نسخے کا عکس

مسند ابی عوانة ٩٠ ج – ٢

مالك انه قال ما صليت وراء امام قط اخف صلاة ولا أتم من رسول الله صلى الله عليه وسلم وان كان ليسمع بكاء الصبي فيخفف مخافة ان تفتن امه .

صلاة ابي بكر و عمر رضي الله عنهما

حدثنا يونس بن حبيب قال ثنا ابو داود قال ثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن انس قال ما صليت خلف احد اخف صلاة من رسول الله صلى الله عليه وسلم في تمام وكانت صلاة ابي بكر متقاربة فلما كان عمر مد في الفجر .

بيان رفع اليدين

في افتتاح الصلاة قبل التكبير بحذاء منكبيه وللركوع ولرفع رأسه من الركوع وانه لا يرفع بين السجدتين .

حدثنا عبد الله بن ايوب المخرمي وسعدان بن نصر وشعيب ابن عمرو في آخرين قالوا ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن سالم عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم حذو منكبيه واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع لا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدتين والمعنى واحد، حدثنا الربيع بن سليمان عن الشافعي عن ابن عيينة بنحوه ولا يفعل ذلك بين السجدتين حدثني ابو داود قال ثنا علي قال ثنا سفيان ثنا الزهري اخبرني سالم عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله .

مسند ابي عوانة ٩١ ج – ٢

حدثنا الصائغ بمكة قال ثنا الحميدي قال ثنا سفيان عن الزهري قال اخبرني سالم عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله .

حدثنا الربيع قال ثنا الشافعي انا مالك (١) اخبره عن ابن شهاب عن سالم عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه واذا رفع رأسه من الركوع رفعهما وكان لا يفعل ذلك في السجود .

حدثنا اسحاق بن ابراهيم الصنعاني قال انبأ عبد الرزاق قال اخبرني ابن جريج قال حدثني ابن شهاب عن سالم ان ابن عمر كان يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلاة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه ، ثم كبر واذا اراد ان يركع فعل مثل ذلك واذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفعله حين يرفع رأسه من السجود .

حدثنا يوسف بن مسلم قال ثنا حجاج قال ثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب باسناده بنحوه وفيه رفع يديه ثم كبر .

حدثنا ابو محمد يحيى بن اسحاق بن سافري واحمد بن الوليد الفحام قالا ثنا زكريا بن عدي قال انبأ ابن المبارك عن يونس ومعمر وعبيد الله بن عمر ومحمد بن ابي حفصة عن الزهري عن سالم عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يرفع يديه اذا

---

(١) كذا

مسند ابی عوانہ / مدینہ منورہ والے قلمی نسخے کا عکس

ما صليت وراء إمام قط أخف صلاة ولا أتم من صلاة رسول الله صلى الله عليه
وسلم وإن كان ليسمع بكاء الصبي فيخفف مخافة أن تفتتن أمه ○
حدثنا يونس بن حبيب ثنا أبو داود ثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس
أنه قال ما صليت خلف أحد أخف صلاة من رسول الله صلى الله عليه وسلم
في تمام وكانت صلاة أبي بكر رضي الله عنه متقاربة فلما كان عمر رضي الله
عنه مد في الفجر ○

باب

بيان رفع اليدين في افتتاح الصلاة قبل التكبير
بحذاء منكبيه وللركوع ولرفع رأسه من الركوع
وأنه لا يرفع بين السجدتين ○

حدثنا عبد الله بن أيوب المخرمي وسعدان بن نصر وشعيب بن عمرو
في آخرين قالوا ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن سالم عن أبيه
قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى
يحاذي بهما وقال بعضهم حذو منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد
ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدتين
والمعنى واحد ○ حدثنا الربيع بن سليمان ثنا الشافعي عن
سفيان بنحوه ولا يرفع بين السجدتين ○ حدثنا أبو داود
الحراني ثنا سفيان قال ثنا الزهري قال أخبرني سالم عن أبيه
قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله ○ حدثنا الصائغ
بمكة ثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا الزهري أخبرني سالم عن
أبيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله ○ حدثنا الربيع

● مخطوطة مسند أبي عوانة (مصورة الجامعة الإسلامية في المدينة المنورة) ●

(٦) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

عدم رفع کے سلسلے میں ایک روایت خارجیوں کی کتاب ''مسند ربیع بن حبیب'' سے بھی پیش کی ہے کہ؛ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو نماز میں شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع الیدین کرے گی۔'' ❶

الجواب :...... یہ کتاب بالکل موضوع، من گھڑت ہے۔اس کتاب کا مصنف ''ربیع بن حبیب'' اور اس کا استاد ''ابوعبیدہ'' دونوں مجہول ہیں۔ کتب رجال میں ان دونوں کا تذکرہ نہیں ملتا۔ لہٰذا جب تک ان دونوں کی ثقاہت ثابت نہیں ہوتی۔ اس کتاب سے استدلال و حجت پکڑنا قطعاً غلط ہے۔الشیخ ناصرالدین الالبانی رحمہ اللہ نے (سلسلہ الاحادیث الضعیفہ) میں اس کتاب کی زبردست تردید کی ہے۔

(٧) **ویں دلیل**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین اس لیے کرنے کا حکم دیا تھا کہ لوگ بغلوں میں بت رکھ کر آتے تھے۔

الجواب: کسی ضعیف حدیث سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہے، یہ لوگوں کی خودساختہ بات ہے، جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہتان عظیم اور ان کی شان میں گستاخی ہے۔ رفع الیدین کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور احادیث متواترہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔

(٨) حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ از کتاب اخبار الفقہاء والمحدثین:

اخبار الفقہاء والمحدثین میں مرقوم ہے:

"حدثني عثمان بن محمد قال: قال لي عبيد الله بن يحيى: حدثني عثمان بن سوادة ابن عباد عن حفص بن ميسرة عن زيد بن اسلم عن عبد الله بن عمر قال: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ

❶ مسند الربيع بن حبيب، ص: ٥٦.

نَـرْفَـعُ اَيْـدِيْـنَـا فِی بَدْءِ الصَّلاةِ وَفِی دَاخِلِ الصَّلاةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ فَـلَمَّا هَاجَرَ النَّبِیُّ ﷺ إِلَـى الْمَدِيْنَةِ تَرَكَ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِی دَاخِلِ الـصَّـلاةِ عِنْـدَ الـرُّكُـوْعِ وَثَـبَتَ عَلَى رَفْـعِ الْـيَـدَيْنِ فِـی بَـدْءِ الصَّلاةِ ." [1]

الجواب: یہ روایت موضوع اور کئی لحاظ سے باطل ہے۔

۱: اخبار الفقہاء کے آخر میں مرقوم ہے کہ یہ کتاب شعبان ۴۸۳ھ میں مکمل ہوئی۔ جبکہ مصنف کی وفات ۳۶۱ھ میں ہوئی۔ اب اس کی وفات کے ۱۲۲ سال بعد کتاب کس نے لکھی اور مکمل کی؟ معلوم نہیں، البتہ محمد بن حارث القیروانی کی کتاب نہیں ہے۔

۲: کتاب کا مصنف عثمان بن محمد مجہول الحال ہے، اس کی پیدائش اور وفات بھی نامعلوم ہے۔

۳: مخالفین رفع یدین جس روایت سے استدلال کررہے ہیں، اس کے شروع میں لکھا ہوا ہے۔

"وَكَـانَ يُـحَـدِّثُ بِحَدِيْثٍ رَوَاهُ مُسْنَدًا فِی رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَهُوَ مِنْ غَرَائِبِ الْحَدِيْثِ وَأَرَاهُ مِنْ شَوَاذِهَا ." [2]

''اور وہ رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث سند سے بیان کرتا تھا۔ یہ غریب حدیثوں میں سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاذ روایتوں میں سے ہے۔''

اور یہ بات ابتدائی طلبہ علم کو بھی معلوم ہے کہ شاذ روایت ضعیف کی قسم ہے۔

(۴) اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد رفع یدین چھوڑ دیا۔ جبکہ صحیح اور مستند احادیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ۱۱ھ وفات کے وقت تک رفع یدین منسوخ نہیں کیا۔ پس معلوم ہوا کہ اخبار الفقہاء والی روایت من گھڑت ہے۔

(۵) یہ روایت ان صحیح احادیث کے بھی مخالف ہے جن میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] ص: ٦١٤، ت: ٣٧٨.

[2] اخبار الفقهاء، ص: ٢١٤.

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین نہ کرنے کا ثبوت اوراس کا تجزیہ:

دلیل:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی وہ شروع نماز میں یعنی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ [1]

جواب:...... (ا) اس روایت کو دارقطنی ، بیہقی اور علامہ ہیثمی نے ضعیف قرار دیا ہے۔
بیہقی: ۲/ ۸۰ اور دارقطنی: ۱/ ۲۹۵ میں لکھا ہے:

”تَفَرَّدُ مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ وَكَانَ ضَعِيفًا . “

”اس روایت کے بیان کرنے میں محمد بن جابر منفرد ہے اور یہ ضعیف راوی ہے۔“

اور مجمع الزوائد: ۲/ ۱۰۱ میں لکھا ہے:

”رَوَاهُ أَبُويَعْلَى وَفِيْهِ: مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ اَلْحَنَفِيُّ الْيَمَامِيْ وَقَدْ اِخْتَلَطَ عَلَيْهِ حَدِيْثُهُ وَكَانَ يُلَقِّنَ فَيَتَلَقَّنُ . “

”اسے ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں محمد بن جابر حنفی یمامی ہے جس پر اس کی حدیث خلط ملط ہوگئی تھی اور یہ تلقین قبول کر لیتا تھا۔“

دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس نے یہ روایت از حماد از ابراہیم از علقمہ از ابن مسعود نے بیان کی ہے اور حماد کے علاوہ راوی اسے ابراہیم سے مرسل بیان کرتے ہیں۔

انصاف و دیانت کا یہ تقاضا ہے کہ یہ روایت دلیل بناتے وقت ساتھ یہ جرح بھی دیکھ لی جائے۔ لیکن ایسا کرنے سے عدم رفع الیدین کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا عافیت جرح نہ نقل کرنے میں ہی سمجھی جاتی ہے۔

(۲) یہی محمد بن جابر حنفی یمامی کہتا ہے:

[1] مسند ابویعلی: ۸/ ٤٥٣۔ المعجم الشیوخ للإسماعیلی: ۲/ ٦٩٢۔ ٦٩٣۔ سنن دارقطنی: ۱/ ۲۹٥.

”سَرَقَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ كُتُبَ حَمَّادٍ مِنِّيْ .“ ❶

”ابوحنیفہ نے مجھ سے حماد بن ابی سلیمان کی کتابیں چوری کر لی تھیں۔“

اب ان لوگوں سے ہم از راہ انصاف پوچھتے ہیں کہ محمد بن جابر کی عدم رفع الیدین والی روایت قبول کرنی ہے، یا امام صاحب کو چور تسلیم کرنا ہے۔

(۳) اس کی سند میں حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے، شعبہ، سفیان ثوری اور ہشام دستوائی کے علاوہ کسی کا سماع اس سے قبل از اختلاط ثابت نہیں اور ان تین کے علاوہ حماد سے کسی کی روایت قابل قبول نہیں۔ ❷

لٰہذا محمد بن جابر کی حماد سے روایت کسی بھی طرح قابل قبول نہیں، جبکہ یہ خود بھی خراب حافظے والا تھا اور کثرتِ اختلاط کا شکار تھا۔ ❸

(۴) حماد مختلط ہونے کے ساتھ ساتھ مدلس بھی ہے۔ ❹

(۵) ابراہیم بھی مدلس ہے۔ ❺

(۶) ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ ❻

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رفع یدین نہ کرنے کی دلیل اور اس کا جائزہ:

دلیـــــل:...... حضرت اسود تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ رضی اللہ عنہ ابتدائے صلاۃ کے علاوہ پوری نماز میں کسی بھی مقام پر رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ ❼

جواب:...... (۱) یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں ابراہیم مدلس راوی ہے۔

---

❶ الجرح والتعديل: ۸/۴۵۰.

❷ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد: ۱/۱۱۹، ۱۲۰۔ شرح علل ترمذی، ص: ۳۲۶۔ العلل ومعرفة الرجال، ص: ۳۳۵.

❸ تقریب، ص: ۲۹۲.

❹ المدخل للحاكم، ص: ۱۶.

❺ معرفة علوم الحديث، ص: ۱۰۸.

❻ كتاب الموضوعات: ۳/۴۵.

❼ مصنف ابن ابی شيبه: ۱/۲۶۸، رقم: ۱۵.

امام حاکم فرماتے ہیں: یہ روایت شاذ ہے قابل حجت نہیں۔ ❶

(۲) یہ روایت اس صحیح روایت کے بھی مخالف ہے جس میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔

نوٹ:...... خلیفہ راشد سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے صرف نماز کے شروع میں رفع الیدین ثابت کرنے والی روایت بھی شدید ضعیف ہے۔ ❷

امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل اور اس کا تجزیہ:

دلیل:...... بے شک سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رفع الیدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے، پھر پوری نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ ❸

جواب:...... (۱) امام احمد نے اس پر جرح کی ہے۔ ❹

(۲) امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْهُمْ عِلْمٌ فِي تَرْكِ رَفْعِ الْأَيْدِيْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ.“ ❺

”ان علماء میں سے کسی ایک کے پاس بھی ترک رفع یدین کا علم نہ تو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اور نہ نبی ﷺ کے کسی صحابی سے کہ اس نے رفع یدین نہیں کیا۔“

---

❶ معرفة علوم الحديث للحاكم۔ مختصر خلافيات: ۱/۳۸۹.

❷ مصنف عبد الرزاق: ۲/۷۰.

❸ مصنف ابن ابی شيبة: ۱/۲۶۷، رقم: ۳.

❹ المسائل: رواية عبد الله بن أحمد: ۱/۲۴۳ تا ۳۲۹.

❺ جزء رفع اليدين: ۴۰.

ابن الملقن فرماتے ہیں کہ:

''علی رضی اللہ عنہ والا اثر ضعیف ہے۔ آپ سے صحیح ثابت نہیں ہے، اسے ضعیف کہنے والوں میں امام بخاری بھی ہیں۔'' ❶

امام بیہقی نے فرمایا: اس کی سند میں ابوبکر النہشلی قابل حجت نہیں ہے۔ ❷

یہ تھے مانعین رفع یدین کے بنیادی دلائل۔ الغرض خلاصہ کلام یہ ہے کہ مانعین رفع یدین کے پاس کوئی صحیح سند سے حدیث اور نہ ہی کسی صحابی کا عمل ہے بلکہ تمام روایات و آثار ضعیف اور موضوع ہیں۔

سجدوں میں رفع الیدین کرنا:

رفع الیدین جہاں نماز میں حسن کا باعث ہے وہاں اس میں انتہا درجہ کی عاجزی پائی جاتی ہے۔ انسان اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ عزوجل کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کرتا ہے۔

تکبیر تحریمہ، رکوع جاتے، رکوع سے اٹھتے اور دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے، اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہی مقامات رفع الیدین مذکور ہیں۔ جیسا کہ بے شمار کتب حدیث میں سجدوں کو جاتے، سجدوں سے سر اُٹھاتے اور سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہ کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .)) ❸

''نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے کندھوں کے برابر ہاتھ

---

❶ البدر المنير: ٣/٤٩٩.

❷ مختصر خلافيات: ١/٣٨٨.

❸ معرفة الصحابة، لأبي نعيم الأصبهاني، ص: ٢١.

اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کیا کرتے تھے اور آپ دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہ کرتے تھے۔''

یہ روایت صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مسند ابی عوانہ اور سنن دارقطنی اور دوسری کئی کتب احادیث میں موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح رکوع والی رفع الیدین کے خلاف کوئی صحیح صریح ایک بھی روایت نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے، خلیفہ راشد سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے۔ اور جب اپنی قراء ت پوری کر لیتے اور رکوع کرنا چاہتے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو اسی طرح کرتے۔ اور نماز میں بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں آپ رفع الیدین نہ کرتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے اور ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے۔ [1]

اس حدیث شریف کی روشنی میں امام احمد بن حنبل، سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی سجدوں کے رفع الیدین کی نفی ثابت ہے۔

لہٰذا سجدوں میں رفع الیدین کا کہہ کر لوگوں کو الجھانے اور دھوکہ دینے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ صرف یہی ثابت ہوگا کہ رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھنے کے ساتھ ساتھ سجدوں میں بھی رفع الیدین کیا جائے، اس سے رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے بعد والی رفع الیدین منسوخ ثابت نہیں ہوتی۔

مولانا حسین احمد مدنی حنفی لکھتے ہیں کہ: ''سجود سے اٹھتے اور سجود سے قبل بالاتفاق رفع یدین متروک ہے۔'' (تقریر ترمذی، ص: ۴۰۱)

[1] سنن أبوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ٧٤٤۔ سنن ترمذی، رقم: ٣٤٢٣۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٨٦٤۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ٥٨٤۔ مسند احمد، رقم: ٧١٧۔ امام ترمذی اور علامہ البانی نے اسے ''حسن صحیح''، اور ابن خزیمہ اور احمد شاکر نے ''صحیح'' کہا ہے۔

لہٰذا سجدوں میں رفع الیدین والی روایات یا تو ضعیف ہیں، جیسا کہ علماء نے بیان کیا ہے اور اگر صحیح بھی ہوں تو نا قابل عمل اور مرجوح ہیں۔ جیسا کہ محدثین کا اتفاقی قاعدہ ہے اور ملا علی قاری حنفی نے بھی اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ صحیح بخاری و مسلم کی روایات کو دوسری روایات صحیحہ وحسنہ پر ترجیح حاصل ہوگی۔ ❶ واللہ اعلم!

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان کی تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنّفین تک بالتواتر پہنچی ہیں جو ان کی عظمت (عزت) نہ کرے وہ بدعتی ہے، جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف ہے۔ ❷

سجدہ:

پھر '' اَللّٰهُ اَكْبَرُ '' کہتے ہوئے سجدہ میں جائے، اور سجدے میں اپنے دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے اور دونوں رانوں کو پنڈلیوں سے دور رکھے، اور سات اعضاء: پیشانی ناک سمیت، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پوروں پر سجدہ کرے۔ اور سجدے میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى.)) تین یا اس سے زیادہ مرتبہ کہے۔ اس کے علاوہ بھی جو دعائیں چاہے پڑھے۔ ❸

((اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.)) ❹

''جب تم سجدہ میں جاؤ تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھو، بلکہ پہلے ہاتھ رکھو پھر گھٹنے رکھو۔''

یاد رہے کہ اونٹ اور دیگر جو پایوں کے گھٹنے ان کے ہاتھوں یعنی اگلی ٹانگوں میں

---

❶ شرح نخبة الفكر لملّا علی القاری. ❷ حجة اللّٰه البالغة، ص: ۲٤۲.

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۷۳۰، ۷۳٤، ۸۹۵۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۳۰٤، صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۱۲، ۸۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ٤۹۰۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، رقم: ۷۷۲۔ مسند البزار۔ طبرانی کبیر۔ مجمع الزوائد: ۲/ ۳۱۵.

❹ صحیح ابن خزیمه: ۱/ ۳۱۸، ۳۱۹، رقم: ٦۲۷۔ صحیح بخاری، قبل حدیث رقم: ۸۰۳، معلقاً.

ہوتے ہیں۔لسان العرب (۴۳۳/۱) میں ہے: ''اونٹ کا گھٹنا اس کے ہاتھ یعنی اگلی ٹانگ میں ہوتا ہے اور تمام چوپایوں کے گھٹنے ان کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔'' لہٰذا اونٹ کی طرح نہیں بیٹھنا چاہیے، وہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھتا ہے، لہٰذا ہمیں پہلے ہاتھ رکھنے چاہئیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھ رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔'' ❶

گھٹنے پہلے رکھنے کی دلیل کا دراسہ:

سجدہ میں گھٹنے پہلے رکھنے والی سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔اس کی سند شریک بن عبداللہ القاضی راوی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ❷

لہٰذا راجح بات یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھے جائیں اور بعد میں گھٹنے۔

سجدہ اور قرب الٰہی:

سجدہ انسان کو رب تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ﴿١٩﴾﴾ (العلق: ۱۹)

''اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کیجیے، اور اس کا قرب حاصل کیجیے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے۔پس سجدے میں زیادہ سے زیادہ دعا کرو۔'' ❸

مزید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سجدے میں کوشش و جستجو سے دعا مانگا کرو کیونکہ وہ

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۸۴۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اس کو'' صحیح '' کہا ہے۔
❷ سلسلة الضعيفة: ۳۲۹/۲۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۸۳۸.
❸ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۸۲.

اس لائق ہے کہ تمہاری دعا قبول کرلی جائے۔ ❶

سجدہ اور گناہوں کا مٹنا:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: ''آپ مجھے ایسا حکم دیں کہ میں اسی کا ہو کر رہ جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جان لے کہ تو جب بھی اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے وہ تجھے ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس سجدے کی وجہ سے تیرا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔'' ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب آدم کا بیٹا سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو کر رونا شروع کر دیتا ہے، اور کہتا ہے، مجھے افسوس ہے کہ آدم کے بیٹے کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا، اس کے لیے جنت ہے۔ مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، میں نے انکار کیا، میرے لیے جہنم ہے۔'' ❸

سجدہ اور جنت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ابن آدم سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے۔ پھر سجدہ کرتا ہے، تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہو کر کہتا ہے، ہائے میری ہلاکت، تباہی اور بربادی! آدم کے بیٹے کو سجدے کا حکم دیا گیا۔ اس نے سجدہ کیا۔ پس اس کے لیے بہشت ہے۔ اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا میں نے نافرمانی کی، پس میرے لیے آگ ہے۔'' ❹

سجدہ اور جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ:

سیّدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٤٧٩.

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ٨١.

❸ مسند احمد: ٥/ ٢٤٨، ٢٤٩ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٤٨٨.

❹ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٢٤٤.

رات گزارتا تھا آپ کے لیے وضوء کا پانی اور آپ کی دیگر ضرورت مسواک وغیرہ لاتا تھا۔ ایک رات آپ نے مجھے فرمایا: ''کچھ دین و دنیا کی بھلائی مانگو۔ میں نے کہا: جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس کے علاوہ کوئی اور چیز؟ میں نے کہا: بس یہی! پھر آپ نے فرمایا: ''پس اپنی ذات کے لیے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔'' ❶

سجدہ کی مسنون مزید دعائیں:

سجدہ نماز کا راز اور اس کا عظیم رکن اور رکعت کا خاتمہ ہے، اس سے پہلے جو ارکانِ نماز ہیں وہ اس کے مقدمات ہیں۔ چنانچہ وہ حج میں طواف زیارہ کے زیادہ مشابہ ہیں، کیونکہ وہ حج کا مقصد اور اللہ تعالیٰ کے ہاں داخل ہونے کا محل ہے۔ اور اس سے پہلے جو کچھ ہے وہ اس کے لیے مقدمات ہیں۔ اسی لیے بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اور اس کی سب سے افضل حالت وہ ہے جس میں وہ اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہو، لہٰذا اس جگہ دعا کرنا قبولیت کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا سجدہ کی حالت میں زیادہ سے زیادہ دعا کرنے کا حکم ہے۔

(۱) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ.)) ❷

''اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

(۲) سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ ، سَجَدَ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود والحث علیه، رقم: ٤٨٩.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٧٩٤، ٨١٧۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٨٤.

وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ.)) ❶

''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا، تجھ پر ہی ایمان لایا اور میں تیرا ہی فرمانبردار بنا، میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا فرمایا اور اس کی صورت بنائی۔ اس نے اس کی سماعت اور اس کی نظر کو کھولا ہے۔ وہ اللہ نہایت بابرکت ہے کہ جو بہترین تخلیق کرنے والا ہے۔''

(۳) سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ)) ❷

''اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے ظاہر اور پوشیدہ سب کے سب گناہ معاف کردے۔''

نوٹ: ......فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: اگر کوئی شخص صدق دل سے یہ دعا پڑھے، اور اس کی نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ میرے صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف کردے تو اللہ عزوجل اس کے صغیرہ وکبیرہ گناہ معاف کردے گا۔

(۴) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی آخر الزماں، سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد کے سجدوں میں پڑھتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.)) ❸

---

❶ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ١٨١٢.

❷ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم : ١٠٨٤. ❸ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ١٠٩٠.

''اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیرے غصے سے، تیری معافی کے ذریعے تیری سزا سے، اور میں تیری ذاتِ اقدس کے ساتھ تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں کہ تو کہیں ناراض نہ ہو جائے میں پوری طرح تیری تعریف نہیں کرسکتا تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف وثناء خود فرمائی ہے۔''

(۵) ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.)) ❶

''اے اللہ! تو پاک ہے، ہمارے رب! ہر قسم کی تعریف کے لائق تو ہی ہے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

(۶) ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ.)) ❷

''اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے، جو میں چھپ چھپ کر یا سر عام کرتا ہوں۔''

(۷) ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.)) ❸

''اے اللہ! تو ہر عیب اور شراکت سے پاک ہے، اور اپنی حمد وثناء کے ساتھ بہت زیادہ بزرگی اور شان والا ہے، صرف تو ہی معبود برحق ہے۔''

(۸) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ، وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.)) ❹

---

❶ مسند أحمد، رقم: ۳۶۸۳، ۳۷۴۵۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۰۸۴.

❷ مصنف ابن ابی شیبة: ۱۱۲/۱۲۔ مستدرك حاكم: ۲۲۱/۱۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے اور ذہبی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔

❸ صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، رقم: ۴۸۵۔ مسند ابو عوانة: ۱۶۹/۲۔ مسند احمد: ۱۵۱/۶. صفة صلاة النبی صلی اللہ علیه وسلم للألبانی، ص: ۱۴۷.

❹ معجم كبير للطبرانی: ۷۲/۱۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۰۴.

اے اللہ! ''تو پاک ہے، ہر شراکت اور عیب سے، اور ہر قسم کے تعریف تیری ہے، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔''

(۹) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں یہ کہتے تھے:

((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوحِ.)) [1]

''بہت پاکیزگی والا، نہایت مقدس ہے تمام فرشتوں اور روح یعنی جبریل کا رب۔''

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع وسجود میں تین دفعہ یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ.)) [2]

''اللہ شراکت اور ہر عیب سے، پاک ہے ہم اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔''

(۱۱) ((رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِيْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِیْ كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّیْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطَایَایَ وَعَمَدِیْ وَجَهْلِیْ وَهَزْلِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.)) [3]

''میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما، اور وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے بالارادہ اور بلا ارادہ کاموں اور میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور انھیں جو کروں گا اور جنھیں میں

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۸۴۷.

[2] سنن ابوداؤد، باب مقدار الرکوع والسجود، رقم: ۸۸۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۹۸، ۶۳۹۹۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۱۹۔ زاد المعاد: ۱/۲۲۶۔۲۲۷.

نے چھپایا اور جنھیں ظاہر کیا ہے تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

(۱۲) ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ.)) ❶

''سب سے بلند رب پاک ہے، اور ان سب سے بزرگ و برتر ہے۔''

(۱۳) محسن انسانیت ﷺ سجدے میں کہتے:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِيْ نُوْرًا، وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا، وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا، وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا، وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا، وَفَوْقِيْ نُوْرًا، وَتَحْتِيْ نُوْرًا، وَأَمَامِيْ نُوْرًا، وَخَلْفِيْ نُوْرًا، وَعَظِّمْ لِيْ نُوْرًا.)) ❷

''اے اللہ! میرے دل، میری بصارت اور سماعت کو منور فرما، میرے دائیں بائیں، اوپر نیچے، سامنے اور پیچھے ہر طرف نور پھیلا دے، اور میری روشنی کو بڑھا دے۔''

رکوع وسجود میں امام سے جلدی کرنے کی ممانعت:

محمد بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ جب وہ امام سے پہلے اپنا سر اٹھائے تو اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔'' ❸

جلسہ اور اس کی مسنون دعائیں:

پھر '' اَللّٰہُ اَکْبَرُ '' کہتے ہوئے سر اٹھائے، اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے، اور بائیں پاؤں

❶ سنن ابو داؤد، ابواب الرکوع والسجود، رقم: ۸۷۰۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۸۴.

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الدعاء في صلاة اللیل وقیامه، رقم: ۷۶۳.

❸ صحیح بخاری، رقم: ۶۹۱۔ صحیح مسلم، رقم: ۹۶۲۔ سنن دارمی، رقم: ۱۳۵۵.

کو بچھا کراس پر بیٹھ جائے، اور دونوں ہاتھ، دونوں رانوں اور گھٹنوں پر رکھے۔ ❶

مزید برآں جلسہ میں اعتدال واطمینان سے کام لے۔سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا وہ نہ رکوع پوری طرح اعتدال کے ساتھ کرتا ہے اور نہ سجود، اس لیے آپ نے اس سے فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی، اور اگر تم مر گئے تو تمہاری موت اس فطرت پر نہ ہو گی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا تھا۔ ❷

اور ساتھ یہ دعا پڑھے:

(۱) ((رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ)) ❸

''اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر، اور مجھے عافیت دے، اور مجھے رزق عطا فرما اور مجھے ہدایت دے اور میرے نقصان پورے کر۔''

(۲) سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ دُعا پڑھا کرتے تھے:

((رَبِّ اغْفِرْلِيْ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ.)) ❹

''اے میرے رب! مجھے بخش دے، اے میرے رب! مجھے بخش دے۔''

❀ اس کے بعد ''اللّٰہ اکبر'' کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرے، اور اس میں بھی وہی سب کچھ کرے جو پہلے سجدہ میں کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی پہلی رکعت پوری ہوگئی۔

پھر ''اللّٰہ اکبر'' کہتے ہوئے دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے۔

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۷۳۰۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۳۰۴۔ سنن ابن ماجة، کتاب اقامة الصلاة، رقم: ۱۰۶۰۔ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، رقم: ۸۲۸.

❷ صحیح بخاری ، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۱.

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۸۵۰۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۲۸۴۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۸۹۸۔ مستدرك حاكم ۱/ ۲۶۲ ، ۱/ ۲۷۱۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔اور ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

❹ سنن ابو داؤد، ابواب الركوع والسجود، رقم: ۸۷۴۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

جلسۂ استراحت:

❀ پہلی اور تیسری رکعت کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اُٹھنے سے پہلے ایک دفعہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں، اور پھر ہاتھوں کا سہارا لے کر کھڑے ہوں۔ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے سنت طریقہ بتانے کے لیے نماز پڑھی، تو اس میں ہے:

"اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ قَامَ." ❶

''جب وہ پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے اور زمین پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔''

دوسری رکعت کے شروع میں سورۂ فاتحہ اور قرآن کی کچھ آیتیں پڑھے، پھر رکوع کرے، پھر رکوع سے سر اٹھائے اور دو سجدے ٹھیک اسی طرح کرے جیسے پہلی رکعت میں کیے تھے۔

نوٹ:......دوسری رکعت میں دعائے استفتاح نہیں پڑھی جائے گی۔

تشہد:

دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد بالکل اسی طرح بیٹھ جائے جیسے دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا، پھر تشہد پڑھے، اور انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کرے، انگلی کو اٹھائے رکھے، اور اسے ہلاتا رہے اور انگلی میں تھوڑا سا خم ہو۔ ❷ تشہد یہ ہے:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.)) ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۲۴.

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۹، ۵۸۰۔ سنن ابو داؤد، کتاب استفتاح الصلاة، رقم: ۷۲۶۔ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۳۹۔ صحیح ابن حبان، ۱۸۲/۵، ۱۸۴۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ۷۱۶.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب التشهد في الآخرة، رقم: ۸۳۱، ۸۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، رقم: ۴۰۲.

''میری تمام قولی، مالی اور عملی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

تشہد میں انگشت شہادت کو حرکت دیتے رہنا:

دورانِ تشہد انگشت شہادت کو حرکت دینی چاہیے، یعنی اشارہ کرنا چاہیے، کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

((ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ فَرَأَيْتُهٗ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْ بِهَا .)) ❶

''پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی کو اٹھایا اور میں نے دیکھا کہ آپ اسے حرکت دیتے رہے اور دعا کرتے رہے۔''

مولوی سلام اللہ حنفی شرح مؤطا میں رقم طراز ہیں:

((وَفِيْهِ تَحْرِيْكُهَا دَائِمًا اذَا الدُّعَاءُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ .))

''اس حدیث میں ہے کہ انگلی کو تشہد میں ہمیشہ حرکت دیتے رہنا ہے، کیونکہ دعا تشہد کے بعد ہوتی ہے۔''

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلَى اَنَّ السُّنَّةَ اَنْ يَّسْتَمِرَّ فِى الْإِشَارَةِ وَفِىْ تَحْرِيْكِهَا اِلَى السَّلَامِ لِأَنَّ الدُّعَاءَ قَبْلَهٗ .)) ❷

''پس اس حدیث میں دلیل ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ انگلی کا اشارہ، حرکت اور ہلانا سلام تک جاری رہے، کیونکہ دعا سلام سے متصل ہے۔''

---

❶ سنن نسائی، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱۲۶۹۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صفة صلاة النبى صلى الله عليه وسلم، ص: ۱۵۸.

تشہد میں اشارہ کرنے کا ثواب:

امام نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور مسبّحہ انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے اور اشارے کے پیچھے اپنی نظر لگائے رکھتے بعد ازاں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَهِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ، يَعْنِيْ السَّبَابَةَ .)) ❶

''انگشت شہادت کا اشارہ شیطان پر تلوار اور نیزے سے بھی زیادہ سخت ہے۔''

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی نے الغایۃ (ص: ۲۱۷، ۲۲۱) التعلیق الممجد (ص: ۱۰۶) عمدۃ الرعایۃ (ص: ۱۹۶) فتاوی اُردو مبوب (ص: ۲۲۱) اور مجموعۃ الفتاویٰ (۱۹۱/۳) میں اشارہ سبابہ کو سنت قرار دیا ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ یہ اشارہ آخر تشہد تک ہونا چاہیے۔ علامہ علی قاری نے بھی یوں ہی کہا ہے۔ ❷

تشہد میں اشارہ کرنے کے طریقے:

۱:...... دو انگلیوں کو بند کر کے درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنالینا، اور انگشت شہادت سے اشارہ کرنا اور اسے ہلانا۔ ❸

۲:...... تین انگلیوں کو بند کر کے انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھنا، اور انگشت شہادت سے اشارہ کرنا۔ ❹

۳:...... ترپن کی گرہ لگانا یعنی تین انگلیوں کو ہتھیلی کے قریب ترین حصے کے ساتھ بند کر کے انگوٹھے کو شہادت والی انگلی کی آخری گرہ کے نیچے رکھنا۔ ❺

---

❶ مسند احمد: ۱۱۹/۲۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❷ مجموعة الفتاوى: ۳۹۰/۱۔ التعليق الممجد، ص: ۱۰۶.

❸ سنن ابوداؤد، تفريع ابواب الركوع والسجود، رقم: ۹۵۷۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ۱۳۰۷.

❺ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ۱۳۰۸.

❀ اگر چار رکعت والی نماز ہو تو، تورک کی حالت میں بیٹھے، اور اگر نماز دو رکعت والی ہو جیسے فجر، جمعہ اور عیدین کی نمازیں تو پھر تورک نہ بیٹھے، (جیسے دو سجدوں کے درمیان بیٹھا جاتا ہے) [1] اور تشہد کے بعد دُرود پاک پڑھے:

دُرودشریف:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.)) [2]

''اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر جیسے رحمت نازل کی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے اور برکت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر، جیسے برکت نازل کی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

دُرود کے بعد کی دعائیں:

اور اس کے بعد ''خواہ فرض نماز ہو یا نفل'' دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے جو دعا چاہے کرے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم دو رکعت پر بیٹھو تو التحیۃ کے بعد جو دعا زیادہ پسند ہو...... وہ کرو۔'' [3]

۱: ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ، وَ

---

[1] تفصیل دیکھیں: أصل صفة صلاة النبی صلی اللہ علیه وسلم: ۳/ ۹۸۱۔۹۸۹.

[2] صحیح بخاری، کتاب الأنبیاء، رقم: ۳۳۷۰.

[3] سنن نسائی، کتاب التطبیق، رقم: ۱۱۶۳۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ فِيْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.)) [1]

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے، اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔''

۲: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ، فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.)) [2]

''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس مجھے اپنی خاص مغفرت سے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر۔ یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

۳: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.)) [3]

''اے اللہ! مجھے بخش دے جو میں نے پہلے کیا اور جو پیچھے کیا۔ جو میں نے چھپا کر کیا اور جو میں نے علانیہ کیا۔ جو میں نے زیادتی کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی مقدم کرنے والا ہے (اپنی اطاعت کے ساتھ جسے چاہے) اور تو ہی مؤخر کرنے والا ہے (جسے چاہے اس کی نافرمانی کی وجہ سے) تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۸۸۔ سنن أبو داؤد، رقم: ۵۵۱۲.

[2] صحیح البخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۳٤.

[3] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۸۱۲.

۴: ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰی أَرْذَلِ الْعُمُرِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .)) ❶

''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں بزدلی سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاؤں، میں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

۵: ((اَللّٰھُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِيْ. أَللّٰهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ، وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِی الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ. وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى ، وَأَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَاءِكَ فِي غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ ، أَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِيْنَ .)) ❷

''اے اللہ! میں تیرے غیب جاننے اور مخلوق پر قدرت رکھنے کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک زندگی عطا کیے رکھ جب تک تو زندگی کو میرے لیے بہتر جانتا ہے اور مجھے اس وقت فوت کرنا جب تو وفات کو میرے لیے بہتر جانے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تنہائی میں اور حاضر، سب کے سامنے

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٣٧٠.

❷ سنن النسائی، کتاب السھو، رقم: ١٣٠٦۔ الکلم الطیّب، لشیخ الإسلام ابن تیمیه رحمه الله، رقم: ١٠٤۔ عبدالقادر الارناؤوط نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔

ہونے کی حالت میں تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے راضی اور غصے والی ہر دو حالتوں میں کلمہ حق کہنے کا سوال کرتا ہوں کہ اس کی مجھے توفیق دیے رکھنا اور میں تجھ سے غریبی اور امیری ہر دو حالتوں میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو۔ اور میں تجھ سے آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور میں تجھ سے تیرے فیصلے پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے موت کے بعد والی ''زندگی کی ٹھنڈک'' کا سوال کرتا ہوں۔ اور اے اللہ! میں تجھ سے تیرے چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کا سوال کرتا ہوں۔ اور اسی طرح تجھ سے ملاقات کے شوق کا میں سوال کرتا ہوں جو کسی تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنے کے بغیر ہو۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں رہنمائی دینے والے اور خود ہدایت پانے والے بنا دے۔''

۶: ((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ! بِأَنَّكَ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. أَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوبِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.))

''اے اللہ! بلا شبہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ کہ تو واحد، اکیلا اور بے نیاز ذات ہے، تو کسی کا باپ نہیں اور نہ تو کسی کا جنا ہوا ہے، اور تو وہ ہستی ہے کہ اس کا برابری والا کوئی نہیں ہے۔ تو میرے سب کے سب گناہ معاف کر دے، یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد مہربان ہے۔''

فضیلت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تشہد میں یہ دعا مانگتے سنا تو تین بار فرمایا: ((قَدْ غُفِرَ

لَهٗ .)) ''اس کے گناہ بخش دیے گئے ہیں۔'' [1]

۷: ((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ يَاذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ.)) [2]

''اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ حمد وثناء تیرے ہی لیے ہے۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ بے حد احسان کرنے والا، تمام آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اے بزرگی اور عزت والے رب! اے زندہ اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے اللہ! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

نماز کا اختتام:

❀ پھر ''السلام علیکم ورحمته اللّٰه'' کہتا ہوا داہنی طرف، اور پھر اسی طرح بائیں طرف سے سلام پھیر دے۔ [3]

لیکن اگر تین تین رکعت والی نماز مغرب ہو، یا چار رکعت والی نماز ظہر یا عصر یا عشاء ہو تو تشہد کے بعد ''اللّٰــه اکبر'' کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور رفع الیدین کرے، اور صرف سورۂ فاتحہ پڑھے، پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کرے جس طرح پہلی دونوں رکعتوں میں کیے تھے، اور اسی طرح چوتھی رکعت بھی مکمل کرے، البتہ اس مرتبہ تشہد میں تورّک کرے، یعنی دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور اس کے نیچے سے بایاں پاؤں نکال کر

---

[1] سنن النسائی، کتاب السهو، رقم: ۱۳۰۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی میں درج فرمایا ہے۔ سنن أبی داؤد، رقم: ۹۸۵.

[2] سنن النسائی، کتاب السهو، رقم: ۱۳۰۱۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۹۱۰۔ سنن ابی داؤد، رقم: ۷۹۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] سنن ابو داؤد، ابواب الرکوع والسجود، رقم: ۹۶۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کو لھے پر بیٹھے، ❶ پھر مغرب کی تیسری رکعت اور ظہر اور عصر اور عشاء کی نماز میں چوتھی رکعت کے بعد تشہد اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے، اور پھر دعا مانگے، پھر دائیں اور بائیں طرف سلام پھیر دے، اور اس کے ساتھ ہی نماز مکمل ہوگئی۔

فرض نماز کے فوراً بعد اجتماعی دعا:

عباداتِ توفیقی ہیں، لہٰذا عبادات کے اصل عدد، کیفیت اور جگہ کے بارے میں کسی شرعی دلیل کی بنیاد پر ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مشروع ہے، تو اس ضابطہ کی بنیاد پر جب ہم اس اجتماعی دعاء کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ،قول یا فعل یا تقریر سے قطعاً ثابت نہیں ہے، اور ساری خیر و برکت آپ کی سنت کے اتباع میں ہے اور اس مسئلہ میں قطعی دلائل سے ثابت جو آپ کی سنت ہے اور جس کے مطابق آپ کے خلفاءِ راشدین سیّدنا ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے عمل کیا وہ اجتماعی طور پر دعا کا نہ کرنا ہے، اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اس سنت کے خلاف عمل کرتا ہے، تو وہ مردود عمل ہے۔ جیسا کہ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَیْسَ عَلَیْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ .)) ❷

"جو کوئی ایسا عمل کرے جو ہمارے امر کے مطابق نہ ہو تو وہ (عمل) مردود ہے۔"

لہٰذا جو لوگ سلام کے بعد اجتماعی دعا کرتے ہیں، ان سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اپنے اس عمل کے اثبات میں کوئی دلیل پیش کریں ورنہ یہ عمل مردود قرار پائے گا۔ نمازی کو چاہیے کہ نماز کی بے شمار دعائیں ہیں ان کو یاد کرے، اور نماز کے اندر ان کو پڑھے، بصورتِ دیگر نماز مکمل کرنے کے بعد مسنون دعائیں اور اذکار پڑھے، اور مسنون ذکر و اذکار کے بعد اگر کوئی انفرادی سطح پر دعا مانگنا چاہے تو مانگ سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

---

❶ سنن ابوداؤد، رقم: ٧٣٠۔ صحیح ابن حبان: ٨٢/٥، ١٨٤۔ ابن حبان نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الأقضیة، رقم: ٤٤٩٣.

فرض نماز کے بعد ایک آواز کے ساتھ اجتماعی دعا کے متعلق شیخ ابن باز اور بحوث العلمیہ والافتاء کی فتویٰ کمیٹی آف سعودی عرب سے سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا:

''امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک ہی آواز میں اجتماعی دعا کے بارے میں ہمیں کوئی ایسی دلیل معلوم نہیں جو اس کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہو۔ وباللہ التوفیق، و صلی اللّٰہ علی نبینا محمد و آله و صحبه وسلم.''[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا مل کر دعا کرنا بدعت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد زمانہ میں یہ طریقہ نہ تھا۔''[2]

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ:

''نماز سے سلام پھیرنے کے بعد دُعا کرنا خواہ منہ جانب قبلہ ہو یا مقتدیوں کی طرف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ میں ہرگز نہ تھا اور نہ اس کی نقل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسناد صحیح یا حسن کے ساتھ ملتی ہے۔''[3]

مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی:

جاننا چاہیے بے شک یہ دعا مروّج ہمارے زمانہ میں جو فرض نمازوں کے بعد کی جاتی ہے، امام اور مقتدی سب مل کر دعا کرتے ہیں، ہاتھ اٹھاتے ہیں، آمین کہتے ہیں، اس طرح کی دعا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی۔[4]

---

1. فتاویٰ اسلامیہ: ۴۱۶/۱.
2. مجموعة فتاویٰ ابن تیمیه: ۵۱۹/۲۲.
3. زاد المعاد: ۲۵۷/۱.
4. التحقیق الحسن، ص: ۱۷.

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی:

''یہ طریقہ جو ہمارے زمانہ میں رواج ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد امام ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اور مقتدی آمین کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں نہ تھا جیسے کہ ابن قیم نے زاد المعاد (۱/ ۲۵۷) میں اس کی صاف تصریح کی ہے۔'' [1]

رشید احمد صاحب لدھیانوی سابق مفتی دار العلوم کراچی:

آپ فرماتے ہیں: ''امام کے ساتھ بحیثیت اجتماعی دعا مانگنا حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں جس کا وجود ہی ثابت نہ ہوا، اسے وجوب کا درجہ دینا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ جو امر حضور اکرم ﷺ اور قرون مشہود لہا بالخیر سے ثابت نہ ہو، اسے تصور کرنا یہ سمجھنے کے مترادف ہے (نعوذ باللہ) حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کو سمجھا نہیں یا پوری طرح پہنچایا نہیں۔ اس لیے دین ناقص رہا جس کی تکمیل آج کر رہے ہیں۔ حالانکہ ارشاد ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدۃ: ۳)

''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت آپ پر مکمل کر دی ہے اور آپ کے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔''

آج ہم اپنے عمل سے اس آیت کریمہ (قول ربّ العالمین) کی تکذیب کر رہے ہیں۔ [2]

ذکر کی فضیلت

ذاکرین کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] مجموعۃ الفتاویٰ بحوالہ التحقیق الحسن، ص: ۲۰.

[2] احسن الفتاویٰ: ۱/۱۲۲.

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ (الرعد : ۲۸)

’’آگاہ رہیے کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔‘‘

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’اپنے ربّ کو یاد کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔‘‘ ❶

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ (الاحزاب : ٤١)

’’اے ایمان والو! اللہ کو بہت ہی کثرت سے یاد کرو۔‘‘

اور مزید فرمایا:

﴿ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب : ۳۵)

’’اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔‘‘

نماز کے بعد مسنون اذکار:

نمازی کے لیے سلام پھیرنے کے بعد اونچی آواز سے ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہنا چاہیے، پھر وہ تین مرتبہ، ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰه)) کہے۔ اور پھر یہ دعائیں پڑھنا مسنون ہیں۔ ❷

۱: ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.)) ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٤٠٧۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ٧٧٩.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاۃ، رقم: ٨٤١، ٨٤٢۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب الذکر بعد الدعاء، رقم: ٥٨٣.

❸ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، رقم: ١٣٣٤.

''اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ سے ہی سلامتی حاصل ہوتی ہے، تو بڑا ہی بابرکت ہے اے عظمت و بزرگی والے۔''

۲: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.)) ❶

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جو کچھ تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو روک لے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے فائدہ نہ دے گی۔''

۳: سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھنا نہ چھوڑنا:

((رَبِّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) ❷

''اے میرے رب! ذکر کرنے، شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد کر۔''

۴: پھر تینتیس (۳۳) مرتبہ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) اور تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) کہے، اور سو (۱۰۰) کی گنتی اس دعا سے پوری کرے:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۳۳۸۴.

❷ سنن النسائی الکبریٰ، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱۲۲۶۔ مستدرک حاکم: ۲۷۳/۱، ۲۷۳/۳، ۲۷۴۔ حاکم رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے، اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

((لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.)) ❶

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔''

۵: ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھے، فجر اور مغرب کی نماز کے بعد ان تینوں سورتوں کا تین تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ ❷

۶: اسی طرح مغرب اور فجر کی نماز کے بعد مذکورہ اذکار کے بعد درج ذیل تسبیحات کا دس مرتبہ پڑھنا مستحب ہے:

((لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.))

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔''

۷: سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر سے سلام پھیرتے تو کہتے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ عِلْماً نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا)) ❸

''اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، پاکیزہ رزق اور شرفِ قبولیت حاصل کرنے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، رقم: ۵۹۷.

❷ سنن ابو داؤد، ابواب الوتر، باب في الإستغفار، رقم: ۱۵۲۳۔ مستدرك حاکم: ۱/ ۲۵۳۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۳۴۷۔ حاکم اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوٰت والسنة فيها، رقم: ۹۲۵۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

تسبیح کے ضروری مسائل:

۱۔ واضح رہے کہ مذکورہ اذکار و تسبیحات کا پڑھنا مستحب ہے، اور ان کے علاوہ بھی مسنون اذکار ہیں۔

۲۔ نمازی مصنوعہ تسبیح کے بجائے دائیں ہاتھ پر تسبیح پڑھے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ پر تسبیحات کی گنتی کرتے تھے۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''انگلیوں کے ساتھ گنتی کرو، بلاشبہ ان سے سوال کیا جائے گا اور انہیں روزِ قیامت پوچھا جائے گا۔'' ❷

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ پر تسبیح پڑھتے تھے اور جو شخص دونوں ہاتھوں پر تسبیح پڑھ لے تو اکثر احادیث کے اطلاق کے پیشِ نظر اس میں کوئی حرج نہیں لیکن دائیں ہاتھ پر تسبیح پڑھنا افضل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہی ثابت ہے۔ واللہ ولی التوفیق.'' ❸

صبح وشام کے اذکار:

صبح کے اذکار فجر کے بعد اور شام کے اذکار مغرب سے پہلے یا بعد میں کیے جا سکتے ہیں۔

۱: آیۃ الکرسی پڑھنے والا جنات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (صبح وشام ایک ایک مرتبہ) ❹

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ

❶ صحیح سنن ابوداؤد، رقم: ۱۳۳۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۴۱۱.

❷ صحیح ابوداؤد، رقم: ۱۳۲۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۵۸۳.

❸ فتاویٰ اسلامیہ: ۱/ ۴۱۸.

❹ السنن الکبریٰ، للنسائی، رقم: ۹۹۲۸۔ کتاب الدعاء، للطبرانی، رقم: ۶۷۵۔ صحیح الترغیب والترهیب: ۱/ ۲۷۳..

اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾

(البقرة: ۲۵۵)

۲: مندرجہ ذیل سورتوں کی تلاوت ہر چیز سے کافی ہو جاتی ہے۔ [1] (صبح وشام تین تین مرتبہ)

سُوْرَةُ الْاِخْلَاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۠﴿۴﴾﴾

سُوْرَةُ الْفَلَق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۠﴿۵﴾﴾

سُوْرَةُ النَّاس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ۬ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۠﴿۶﴾﴾

۳: جو شخص دن میں سو مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات پڑھ لے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ سو نیکیاں لکھی جائیں گی سو برائیاں مٹائی جائیں گی، اور اس دن شام تک شیطان

---

[1] سنن ابوداؤد، باب في الإستغفار، رقم: ۱۵۲۳۔ صحیح سنن الترمذی: ۳/ ۱۸۲.

سے بچا ؤ رہے گا۔ (صبح وشام ایک مرتبہ اور دس مرتبہ پڑھنا بھی درست ہے۔)

((لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.)) ❶

''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اور اسی کی حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

۴: مندرجہ ذیل کلمات پڑھنے والے سے افضل کسی کا عمل نہیں ہوگا، اور اس کے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (صبح وشام سو مرتبہ)

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ.)) ❷

''اللہ پاک ہے، اور اس کی تعریف کے ساتھ میں اس کی تسبیح کرتا ہوں۔''

۵: یہ دعا پڑھنے والے کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ نیز اسے اچانک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ (صبح وشام تین تین مرتبہ)

((بِسْمِ اللّٰـهِ الَّـذِىْ لَا يَضُـرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.)) ❸

''اللہ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی، اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔''

٦: یہ دعا پڑھنے والے کو زہریلے جانور کا ڈنگ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (شام تین مرتبہ)

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.)) ❹

''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: ٦٤۔ صحیح سنن ابن ماجه: ٢/ ٣٣١۔ صحیح الترغیب والترهیب: ١/ ٢٧٢.

❷ صحیح مسلم: ٤/ ٢٠٦٧١.

❸ صحیح سنن الترمذی: ٣/ ١٤١۔ صحیح سنن ابو داؤد: ٣/ ٩٥٨.

❹ صحیح سنن الترمذی: ٣/ ١٨٧.

پیدا کی۔''

۷: ((اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ ، اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ ، اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ أَنْتَ. اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، أَللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ أَنْتَ.)) ❶

(صبح وشام تین تین مرتبہ)

''اے اللہ! میرے بدن میں مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری سماعت میں مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری نظر میں مجھے عافیت عطا فرما۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ اے اللہ! بلاشبہ میں کفر اور فقر سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ! بلاشبہ میں عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔''

۸: ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ.)) ❷ (سومرتبہ روزانہ)

''میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں، اور اس کی طرف توبہ رجوع کرتا ہوں۔''

۹: یہ کلمات کہنا صبح کی نماز سے اشراق تک مسلسل ذکر کرنے سے زیادہ وزنی ہیں۔ ❸

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، عَدَدَخَلْقِهٖ وَرِضٰی نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.)) (صبح تین مرتبہ)

''اللہ پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے۔ اپنی مخلوق کی گنتی کے برابر، اور اپنے نفس کی رضا کے برابر، اور اپنے عرش کے وزن کے برابر، اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر۔''

۱۰: ((اَصْبَحْنَا (اَمْسَیْنَا) عَلٰی فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَعَلٰی كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰی مِلَّةِ أَبِیْنَا إِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا مُسْلِمًا

❶ صحیح سنن ابو داؤد: ۳ / ۹۵۹.

❷ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۰۷.

❸ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۲۷.

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.)) ❶ (صبح وشام ایک ایک مرتبہ)

''ہم نے صبح (شام) کی فطرت اسلام اور کلمہ اخلاص پر، اور اپنے نبی محمد ﷺ کے دین اور اپنے باپ ابراہیم حنیف مسلم کی ملّت پر اور وہ مشرک نہیں تھے۔''

۱۱: ((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا (بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا) وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ.)) ❷ (صبح وشام ایک مرتبہ)

''اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی، اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی، (تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی، اور تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی) اور تیرے نام ہی کے ساتھ ہم زندہ ہیں، اور تیرے ہی نام کے ساتھ ہم مریں گے اور تیری طرف ہی اُٹھ کر جانا ہے۔''

۱۲: ((اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ (أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى) الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذَ الْيَوْمِ (هٰذِهِ اللَّيْلَةِ) وَخَيْرَ مَا بَعْدَهُ (مَا بَعْدَهَا) وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هٰذَ الْيَوْمِ (هٰذِهِ اللَّيْلَةِ) وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ (مَا بَعْدَهَا) رَبِّ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّار وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ)) ❸

(صبح وشام ایک مرتبہ)

''ہم نے صبح (شام) کی اور اللہ کے ملک نے صبح (شام) کی اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے، اور اسی کے لیے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر

---

❶ صحيح الجامع الصغير: ١/ ٢٠٩.

❷ صحيح سنن الترمذي: ٣/ ١٤٢.

❸ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، رقم: ٢٧٢٣.

قادر ہے۔ اے میرے رب! اس دن میں (رات) جو خیر ہے اور جو اس کے بعد میں خیر ہے میں تجھ سے اس کا سوال کرتا ہوں، اور اس دن (رات) کے شر سے اور اس کے بعد والے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں سستی اور بڑھاپے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

۱۳: ((يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ.)) [1] (صبح وشام ایک ایک مرتبہ)

''اے زندہ رہنے والے اے قائم رہنے والے! میں تیری ہی رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔ میرے تمام کام درست کر دے، اور ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرنا۔''

۱۴: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَا لِيْ. اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِيْ. اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَّمِيْنِي وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ.)) [2] (صبح وشام ایک ایک مرتبہ)

''اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل وعیال اور اپنے مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری پردے والی چیزوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں کو امن میں رکھ۔ اے اللہ! میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے، میری بائیں

---

[1] صحيح الترغيب والترهيب: ۱/ ۲۷۳.

[2] صحيح سنن ابوداؤد: ۳/ ۹۵۷.

طرف سے اور میرے اوپر سے میری حفاظت کر۔ اس بات سے میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں۔''

۱۵: جو شخص صبح (یا دن) کے وقت یقین سے سیّد الاستغفار پڑھے، اور شام سے پہلے فوت ہو جائے وہ جنتی ہوگا، اور اسی طرح جو شام یا رات کو پڑھے، اور صبح سے پہلے فوت ہو جائے، وہ بھی جنتی ہے:

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ، مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ، فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.)) [1] (صبح وشام ایک ایک بار)

''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جس قدر میں طاقت رکھتا ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔''

۱۶: ((اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْكَهٗ، أَشْھَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْكِهٖ.)) [2] (صبح وشام ایک ایک بار)

''اے اللہ! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے، آسمانوں اور زمین کو پیدا

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٣٠٦.

[2] صحیح سنن الترمذی: ٣/ ١٤٢.

کرنے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

۱۷: صبح وشام درود پاک کا ورد کیا جائے، کیونکہ درود پاک پڑھنے والے کو امام المتقین، شفیع المذنبین، محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ [1]

درود پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا .)) [2]

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔''

بارگاہِ رسالت میں تقرب کے لیے درودِ پاک اکسیر اعظم کا کام دیتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

((اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً .)) [3]

''یقیناً روزِ قیامت میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا، جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھے گا۔''

---

[1] صحيح الترغيب والترهيب: ١/ ٢٧٣.

[2] صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، رقم: ٩١٢.

[3] سنن ترمذی، كتاب الوتر، رقم: ٤٨٤۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٩٠٨۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

باب نمبر 5:

نماز کے متفرق مسائل

نمازوں کی رکعات کی تعداد

نماز	پہلے والی سنتیں	فرض رکعات	بعد والی سنتیں
فجر	۲	۲	--
ظہر	۴	۴	۲
عصر	۴	۴	--
مغرب	--	۳	۲
عشاء	--	۴	۲ اور ۱،۳،۵،۷اور۹ وتر
جمعۃ المبارک	تعداد متعین نہیں جتنی چاہے پڑھ لے۔	۲	۲ یا ۴

مؤکدہ سنت رکعات کے دلائل وفضائل:

ہر مسلمان مرد وعورت کے لیے حالت حضر میں بارہ رکعتوں کی ادائیگی مسنون ہے، جو اس طرح ہیں: چار رکعتیں ظہر سے پہلے، دو رکعتیں ظہر کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔

ام المؤمنین سیّدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو بھی مسلمان ہر دن بارہ رکعتیں اللہ کے فرض کے علاوہ نفل پڑھے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں محل تعمیر فرماتا ہے، یا فرمایا: اس کے لیے جنت میں

محل تعمیر کیا جاتا ہے۔'' ❶

حالت سفر میں آقائے نامدار ﷺ ظہر، مغرب اور عشاء کی سنتوں کو ترک کر دیتے تھے، لیکن فجر کی سنت اور نمازِ وتر کو پابندی سے ادا فرماتے تھے، اور ہمارے لیے رسولِ ہاشمی ﷺ کی ذاتِ گرامی اسوۂ حسنہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

''رسول اللہ کی ذاتِ گرامی تمہارے لیے اچھا نمونہ ہے۔''

نمازِ چاشت، نمازِ اشراق، صلاۃ الاوابین:

یہ تینوں ایک ہی نماز کے نام ہیں، نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود نماز چاشت کو ''صلاۃ الاوبین''یعنی بہت زیادہ رجوع کرنے والوں کی نماز قرار دیا ہے۔ ❷

وقت:

طلوعِ آفتاب سے لے کر زوالِ آفتاب سے پہلے تک، اس نماز کو مؤخر کر کے ادا کرنا افضل ہے۔

فضیلت:

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر آدمی کے ۳۶۰ جوڑوں میں سے ہر جوڑ پر ہر صبح کو ایک صدقہ ضروری ہے۔ پس ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہنا صدقہ ہے۔ ''لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہنا صدقہ ہے۔ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہنا صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور بُرائی سے منع کرنا صدقہ ہے، اور ان سب کاموں سے دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں جو انسان چاشت کے وقت پڑھے۔ ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۲۹۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاۃ، رقم: ٤١٥.

❷ صحیح ابن خزیمه، رقم: ١٢٢٤۔ مستدرك حاکم، رقم: ٣١٤١۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ١٦٧١.

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((یَا ابْنَ آدَمَ! اِرْکَعْ لِي اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ ، اَکْفِكَ آخِرَهُ .)) [1]

''اے ابن آدم! اگر تو دن کے ابتداء میں میرے لیے چار رکعت نماز پڑھے گا تو دن کے آخری وقت میں میں تجھے کفایت کروں گا۔''

رکعات کی تعداد:

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں دو رکعت پڑھنا بھی مسنون ہیں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ چاشت کی چار رکعات اور (بسا اوقات) زیادہ بھی پڑھتے تھے۔ [2]

سیّدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے سال آٹھ رکعات نمازِ چاشت پڑھی۔ [3]

نماز چاشت کے ضروری احکام ومسائل:

۱۔ اگر نمازِ چاشت کو مؤخر کر کے پڑھا جائے تو اسے ''صلاۃ الاوابین'' کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((صَلَاةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ)) [4]

''اوابین کی نماز اس وقت ہے جب (شدتِ گرمی کی وجہ سے) اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔''

۲۔ جن روایات میں نمازِ مغرب کے بعد چھ یا بیس رکعات پڑھنے کا ذکر ہے، وہ ضعیف

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الوتر، رقم: ٤٧٥۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ١٦٦٣.

[3] صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ١١٧٦۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ١٦٦٧.

[4] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ١٧٤٦.

اور غیر مستند ہیں۔

نمازِ تسبیح:

چار رکعات پر مشتمل مخصوص اذکار اور طریقہ کار کے ساتھ ادا کی جانے والی نماز کو "صلاۃ التسبیح" کہا جاتا ہے۔ ہم حدیث مبارکہ کا مفہوم پیش کرتے ہیں:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے میرے چچا جان! کیا میں آپ کے لیے ایسے عظیم عمل کی نشان دہی کروں، جس کے ذریعے آپ کے دس قسم کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ یعنی: اگلے پچھلے، قدیم و جدید، دانستہ و نادانستہ، صغیرہ و کبیرہ اور مخفی و ظاہری۔ عمل یہ ہے کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کسی دوسری سورت کی تلاوت کریں، جب آپ پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہوں تو قیام کی حالت میں پندرہ (۱۵) دفعہ یہ کلمات کہیں:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ))

پھر رکوع میں دس (۱۰) مرتبہ، رکوع سے اُٹھ کر قیام میں دس (۱۰) مرتبہ، پہلے سجدے میں دس (۱۰) مرتبہ، دو سجدوں کے درمیانے جلسے میں دس (۱۰) مرتبہ، دوسرے سجدے میں دس (۱۰) مرتبہ، اور دوسرے سجدے کے بعد جلسہ استراحت میں دس (۱۰) مرتبہ یہ کلمات پڑھیں۔ یعنی ایک رکعت میں پچھتر (۷۵) مرتبہ یہ کلمات دوہرانے ہیں اور ہر رکعت میں یہی عمل کر کے چار رکعات نماز میں تین سو (۳۰۰) کی گنتی پوری کرنی ہے۔

چچا جان! اگر آپ ہر روز یہ عمل کر سکتے ہیں تو کریں، وگرنہ ایک ہفتے میں، نہیں تو ایک ماہ میں۔ اگر ایسے بھی نہ کر سکیں تو ایک سال میں ایک دفعہ کر لیا کریں، وگرنہ پھر زندگی میں ہی ایک دفعہ کر لیں۔" [1]

---

[1] سنن ابو داؤد، باب صلاۃ التسبیح، رقم: ۱۲۹۷۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۳۸۶، ۱۳۸۷۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۳۱۸۔ صحيح ابن خزيمه، رقم: ۱۲۱۶۔ سنن الكبرىٰ للبيهقى: ۳/ ۵۱۔ ⇦⇦⇦

نمازِ استخارہ:

جب مسلمان کو تجارت، نکاح، کام (Job)، عصری تعلیم وغیرہ جیسے دنیاوی معاملات کے لیے کوئی درست راہ معلوم نہ ہو رہی ہو، یا وہ ان کے بارے میں متردد ہو تو دو رکعت نفل نماز ادا کر کے مخصوص دعا کرنا نمازِ استخارہ کہلاتا ہے۔

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآنِ مجید کی طرح استخارہ کی تعلیم دیتے اور فرماتے: ''جب تم لوگ کسی کام کا ارادہ کرو تو دو رکعت نماز جو فرائض کے علاوہ ہو، پڑھو اور پھر یہ دُعا کرو:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ.)) [1]

تنبیہ:.......آدمی اس دعا میں ''هٰذَا الْاَمْرَ'' کے الفاظ کی جگہ اپنی حاجت کا نام

⇦⇦⇦ جزء القرأة للبخاری، رقم: ۱۱۹۔ کنز العمال، رقم: ۲۵۴۶۔ صحیح الترغیب والترهیب، رقم: ۶۷۸۔ المشکوة، رقم: ۱۳۲۸، ۱۳۲۹۔ ابن خزیمہ، حاکم اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' جب کہ مولانا محمد علی جانباز مرحوم نے اسے ''حسن لغیرہ'' قرار دیا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں: اسحاق بن راہویہ نے اس کی سند کو قوی قرار دیا ہے۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: اس حدیث سے تبع تابعین کے کئی ائمہ نے استدلال کیا ہے، اور ہمارے دور تک کے لوگ اس پر مواظبت کرتے چلے آئے ہیں، اور اس کی تعلیم کو عام کرتے رہے ہیں، اُن ائمہ میں سے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بھی ہیں۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارہ، رقم: ۶۳۸۲.

لے، مثلاً ''هٰذَا التِّجَارَةَ'' یا ''هٰذَا الْعِلْمَ'' وغیرہ۔

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعے خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری طاقت کے ذریعے اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا، اور تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا اور تو تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ میرا کام میرے لیے، میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام کار میں بہتر ہے تو تو اس کو میرے مقدر میں کر دے اور میرے لیے آسان فرما دے، پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے، میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام کار میں بُرا ہے تو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور خیر و بھلائی کو میرے مقدر میں کر دے، وہ جہاں بھی ہو اور پھر مجھے اس کے ساتھ راضی بھی کر دے۔''

نوٹ :...... مسلمان کو چاہیے کہ وہ استخارہ کرنے کے بعد اپنے معاملات میں از سرنو غور و فکر کرے اور جس صورت پر انشراح صدر ہو یا جو آسان معلوم ہو رہی ہو، اسے اختیار کرے۔ ان شاء اللہ اس میں خیر و برکت ہوگی۔

نمازِ توبہ:

کسی خاص گناہ کے سرزد ہونے پر یہ عام گناہوں سے توبہ کرنے کی نیت سے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی طلب کی جائے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی سے گناہ ہو جاتا ہے اور وہ وضو کر کے نماز پڑھتا ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿ وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ

فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ص وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ قف وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٥﴾ (آل عمران : ١٣٥)

''اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔'' ❶

سجدۂ شکر:

کسی نعمت کے حاصل ہونے پر یا خوشی کے موقع پر سجدۂ شکر ادا کرنا مسنون ہے، چنانچہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَتَاهُ اَمْرٌ يَسُرُّهُ أَوْ يُسَرُّ بِهٖ خَرَّ سَاجِدًا شُكْرًا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی .)) ❷

''یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ایسی خبر آتی جس سے آپ خوش ہوتے تو اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑتے۔''

سجدۂ تلاوت:

نماز میں یا غیر نماز میں قرآن مجید کی سجدہ والی آیت تلاوت کرنے یا سننے پر سجدہ کرنا چاہیے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّوْرَةَ فِيْهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ

---

❶ سنن ابوداؤد، باب فی الاستغفار، رقم: ١٥٢١۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاۃ، رقم: ٤٠٦۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٣٩٥۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه، باب ما جاء فی الصلاة والسجدة عند الشكر، رقم: ١٣٩٤۔ ارواء الغليل، رقم: ٤٧٤۔ صحيح ابوداؤد، رقم: ٢٤٧٩.

وَنَسْجُدُ .)) ❶

''نبی اکرم ﷺ ہمارے سامنے کوئی سجدہ والی سورت پڑھتے تو سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے۔''

سجدۂ تلاوت کی دعائیں:

(۱)......آپ ﷺ سجدے کی آیت تلاوت کرتے اور سجدۂ تلاوت میں یہ پڑھتے:

((سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ .)) ❷

''میرے چہرے نے اس ہستی کو سجدہ کیا جس نے اپنی قدرت و طاقت سے اسے بنایا۔ کان بنائے۔ آنکھیں بنائیں۔ اللہ سب سے بہتر تخلیق کرنے والا ہے، بہت بابرکت ہے۔''

(۲)...... ((اَللّٰهُمَّ اُكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا ، وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاؤٗدَ .)) ❸

''اے اللہ! اس سجدہ کی وجہ سے میرے لیے اپنے پاس ثواب لکھ، اور اس کی وجہ سے مجھ سے گناہوں کا بوجھ اتار دے، اور اسے میرے لیے اپنے ہاں ذخیرہ بنا دے اور اس سجدے کو میری طرف سے قبول فرما، جس طرح تو نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے قبول فرمایا۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب سجود القرآن، رقم: ۱۰۷۵.

❷ مستدرك حاكم: ۱/۲۲۰۔ سنن ابوداؤد، ابواب السجود، رقم: ۱۴۱۴۔ حاکم، ذہبی اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذی، کتاب الجمعة، باب ما جاء ما يقول فی سجود القرآن، رقم: ۵۷۹۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۰۵۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

سجدۂ تلاوت کے اہم مسائل:

(۱)......سجدہ تلاوت کے لیے وضو ضروری نہیں۔ [1]

(۲)......سجدہ تلاوت فرض نہیں، یعنی چھوڑنے پر گناہ نہیں۔ لیکن افضلیت سجدہ کرنے میں ہے۔ [2]

(۳)......امام سجدہ کرے تو مقتدی بھی کریں گے۔ [3]

سجدۂ تلاوت کے محل:

قرآنِ مجید میں مذکور مقامات درج ذیل سجدہ تلاوت کے محل ہیں:

نمبر شمار	نام سورۃ	آیت نمبر	آیت	ترجمہ
۱	الاعراف	۲۰۶	وَلَهُ يَسْجُدُونَ	''اور وہ اس کے لیے سجدہ کرتے رہتے ہیں۔''
۲	الرعد	۱۵	بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ	''صبح وشام''
۳	النحل	۵۰	يَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ	''جو انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ کرگزرتے ہیں۔''
۴	بنی اسرائیل	۱۰۹	يَزِيدُهُمْ خُشُوعًا	''ان کا خشوع بڑھ جاتا ہے''
۵	مریم	۵۸	خَرُّوا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا	''سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے ہیں''
۶	الحج	۱۸	يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ	''اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے''

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الأطعمة، رقم: ۳۷۶۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۴۷۔ سنن نسائی، رقم: ۱۳۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب سجود القرآن، رقم: ۱۰۷۳۔ صحیح مسلم، رقم: ۵۷۷.

[3] صحیح بخاری، کتاب سجود القرآن، رقم: ۱۰۷۵.

	سورت	آیت	الفاظ	ترجمہ
❼	الحج	۷۷	لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ	''تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔''
❽	الفرقان	۶۰	وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا	''کفار اور زیادہ بدکنے لگتے ہیں''
❾	النمل	۲۶	رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ	''وہ عرشِ عظیم کا رب ہے''
❿	السجدة	۱۵	لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ	''وہ تکبر نہیں کرتے''
⓫	ص	۱۴	خَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ	''وہ توبہ کرتے ہوئے رکوع میں گر گئے''
⓬	حم السجدة	۳۸	وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ	''وہ تھکتے نہیں''
⓭	النجم	۶۲	لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا	''اللہ کے لیے عبادت کرو''
⓮	الانشقاق	۲۱	لَا يَسْجُدُوْنَ	''بے ایمان سجدہ نہیں کرتے''
⓯	العلق	۱۹	وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ	''سجدہ کرو اور اللہ کا قرب حاصل کرو''

سجدۂ سہو کا بیان:

سہو کا مطلب بھول کر کسی بات کا رہ جانا۔ چنانچہ نماز میں اگر بھول کر یا شک سے کچھ کمی یا زیادتی ہو جائے تو اس کمی بیشی کی تلافی کے لیے نماز کے آخری قعدہ میں دو سجدے کرنے کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے۔ یہ سجدہ واجب ہے، آدمی اکیلا نماز ادا کر رہا ہو یا جماعت اور نماز فرض ہو یا نفل، بھول چوک پر سجدۂ سہو کیے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث ہے:

((فَإِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ .)) [1]

''پس جب تم سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے تو اسے دو سجدے کرنے چاہئیں۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۹۲/ ۵۷۲.

سجدہ سہو کا طریقہ:

سجدۂ سہو نماز کے دوسرے سجدوں کی طرح کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہا اور عام سجدوں کی طرح سجدہ کیا، یا اس سے کچھ لمبا، پھر سر اٹھاتے ہوئے ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہا، پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے سر رکھا اور عام سجدوں کی طرح، یا ان سے کچھ لمبا سجدہ کیا، پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے سر اٹھایا۔'' [1]

۱۔ آخری تشہد میں دعائیں مکمل کرنے کے بعد دو سجدے کریں، پھر سلام پھیر دیں۔ [2]

۲۔ دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کریں اور پھر سلام پھیریں۔ [3]

مقررہ تعداد سے کم رکعات پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو:

اگر کوئی شخص رکعت چھوڑ دے، تو اس رکعت کو مکمل کرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات پڑھا کر سلام پھیر دیا، تو آپ سے ذوالیدین نے کہا: اے اللہ کے رسول! نماز مختصر ہوگئی ہے، یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا ذوالیدین نے سچ کہا ہے؟'' صحابہ نے کہا: ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور باقی والی دو رکعات پڑھائیں، پھر سلام پھیرا، پھر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہہ کر سجدہ کیا، جو عام سجود کی مانند یا ان سے لمبا تھا پھر اٹھے۔'' [4]

قعدہ اولیٰ چھوٹ جانے کی صورت میں سجدہ سہو:

عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ پس پہلی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوگئے۔ اور لوگ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

[1] صحیح بخاری، کتاب السهو، رقم: ۱۲۲۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۵۷۳.

[2] صحیح بخاری، کتاب السهو، رقم: ۱۲۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۲۶۹.

[3] صحیح بخاری، کتاب السهو، رقم: ۱۲۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۴.

[4] صحیح بخاری، کتاب السهو، رقم: ۱۲۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۹۹/ ۵۷۳.

ساتھ کھڑے ہوگئے۔ یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے اور لوگ سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے تو رسول اللہ نے ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہا جب کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔ ❶

شک کی صورت میں سجدہ سہو:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کو رکعات کی تعداد کی بابت شک پڑ جائے کہ تین پڑھی ہیں یا چار؟ تو شک کو چھوڑ دے اور یقین پر اعتماد کرے۔ پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ رکعات نماز پڑھی تھی تو یہ سجدے اس کی نماز کی رکعات کو جفت کر دیں گے اور اگر اس نے پوری چار رکعات نماز پڑھی تھی تو یہ سجدے شیطان کے لیے ذلت کا سبب ہوں گے۔'' ❷

اور جس کسی کو شک گزرے مگر غور وخوض کے بعد پتا چل جائے کہ اس کی کون سی رکعت ہے تو ایسا شخص ظن غالب پر بنیاد رکھے اور آخر میں دو سجدے کرلے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ .)) ❸

''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ ٹھیک بات کو تلاش کرے اور اسی کے مطابق اپنی نماز پوری کرے، پھر سلام پھیر کر دو سجدے کرلے۔''

مقررہ تعداد سے زیادہ رکعت پر سجدہ سہو:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۲۹، ۸۳۰، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۳۰۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۰.

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۱.

❸ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۰۱۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۲.

نماز پانچ رکعت پڑھا دی، تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کیا نماز زیادہ ہوگئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' کہنے والے نے کہا: آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔تو آپ ﷺ نے سلام کے بعد دوسجدے کیے۔ ❶

نمازِ شب براءت:

پندرہویں شعبان کی رات کو''صلاۃ البراءۃ'' یا''صلاۃ الألفیۃ'' یا سو(۱۰۰) رکعت نماز اور ہر رکعت میں دس بار سورۂ اخلاص پڑھنا یا کسی قسم کی مخصوص عبادت کرنا کسی صحیح اور مستند حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ یہ سب اُمور عہد نبوی کے بعد کی ایجاد ہیں، ۴۴۸ ھ کو سب سے پہلے بیت المقدس میں اس رات کو نماز کا اہتمام کیا گیا۔

نمازِ عیدین:

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر طلوعِ آفتاب کے بعد کھلے میدان میں پڑھی جانے والی نماز کو''صلاۃ العیدین'' کہا جاتا ہے۔ دو رکعت نماز جہری قراءت کے ساتھ باجماعت ادا کی جائے، پہلی اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے بالترتیب سات اور پانچ تکبیرات کہی جائیں، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں حدیث مروی ہے۔سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی نمازِ عیدین میں بارہ بارہ تکبیرات کہتے تھے۔ ❷

نمازِ عید کا حکم:

نمازِ عید واجب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ہمیشہ پابندی فرمائی اور ساتھ ساتھ اس کے لیے نکلنے کا حکم بھی دیا۔

اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نوجوان اور ماہواری والی عورتوں اور پردے میں بیٹھی دوشیزاؤں کو بھی ساتھ

❶ صحیح بخاری، کتاب السهو، رقم: ۱۲۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۲.

❷ مؤطا مالك، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی التکبیر والقراءة في صلاة العیدن، رقم: ۹۔ مصنف ابن ابی شیبة ۲/۷۹۔ سنن الکبریٰ للبیهقی: ۳/۲۸۸۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إسناده صحیح.

نکال لے چلیں، البتہ ماہواری والی نماز سے (اور دوسری روایت کے لفظ ہیں: عیدگاہ سے) دُور رہیں مگر اس موقع پر مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس پردے کی چادر نہ ہو تو؟ فرمایا: چاہیے اس کی بہن اسے اپنی چادر اوڑھا کر لے جائے۔'' ❶

عیدین میں قراءت:

عبید اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ نے بتایا: کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن کیا قراءت کی تھی؟ میں نے بتایا کہ: ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ﴾ اور ﴿ قٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴾

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے رویات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعے میں ﴿ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴾ اور ﴿ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴾ کی تلاوت کیا کرتے تھے اور جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تب بھی دونوں نمازوں میں انہی کی قراءت کرتے تھے۔ ❷

عیدین کے احکام و مسائل:

۱۔ نماز کے بعد امام خطبۂ عیدین دے گا۔ ❸

۲۔ نمازِ عیدین میں زائد تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرنا چاہیے، کیونکہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں اور ان تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے کہتے تھے۔ ❹

۳۔ عید کے دن ملاقات کرتے ہوئے قبولیت عمل اور برکت کی دعا دینا سلف و خلف علماء

---

❶ صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: ۹۷۴۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ العیدین، رقم: ۸۹۰.

❷ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸۷۸.

❸ صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: ۹۶۳.

❹ سنن ابوداؤد، ابواب تفریع استفتاح الصلاۃ، رقم: ۷۷۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سے ثابت ہے۔ چنانچہ امام علی بن ثابت الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے ''تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ'' کے متعلق سوال کیا، جو کلمہ لوگ عید کے دن ایک دوسرے سے کہتے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا: ''ہمارے ہاں (مدینہ میں) لوگ ہمیشہ ہی ایسا کرتے آرہے ہیں اور ہم اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔'' ❶ اور امام مکحول رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ عید والے دن جب کوئی شخص ان سے ملتا تو وہ اسے یہ دعا دیتے: ''بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ.'' ❷

۴۔ عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے اور وہاں پہنچ کر امام کے آنے تک تکبیرات کہنی چاہئیں اور پھر عید نماز سے فارغ ہو کر گھر آ کر بھی تکبیرات کہتے رہیے۔ ❸

۵۔ تکبیرات کے مختلف الفاظ ثابت ہیں۔ اور ذیل میں دیئے گئے الفاظ بھی ثابت ہیں:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .)) ❹

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔''

۶۔ عید گاہ میں عورتوں کی شرکت لازمی ہے، اگرچہ وہ حیض یا نفاس کے دن گزار رہی ہوں۔ حیض ونفاس والی عورتیں نماز سے علیحدہ رہیں لیکن دعا، تکبیرات اور خطبہ میں ضرور شرکت کریں۔ ❺

۷۔ نماز عید سے پہلے یا بعد عید گاہ میں نوافل پڑھنا جائز نہیں۔ ❻

---

❶ الثقات لابن حبان: ۹/ ۹۰، ترجمہ رقم: ۱۵۳۴۸)

❷ تاریخ ابن معین براویۃ الرواى: ۲/ ۲۳۶، ترجمہ: ۵۱۶۷.

❸ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳/ ۲۷۹، رقم: ۶۱۶۹۔ السنن للدار قطنی: ۲/ ۴۴، رقم: ۱۶۹۸.

❹ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/ ۶۷، رقم: ۵۶۴۹.

❺ صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۵۱۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲/ ۸۸۳.

❻ صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: ۹۸۹۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ العیدین، رقم: ۸۸۴.

۸۔ عید الفطر کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھانا مسنون ہے۔ [1]

۹۔ عید الاضحیٰ کے دن نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت سے کھائیں۔ [2]

۱۰۔ جب عید جمعے کے دن آ جائے تو جس شخص نے عید پڑھ لی ہو، اس پر جمعہ واجب نہیں رہتا۔ وہ جمعے کی بجائے تنہا نمازِ ظہر پڑھ سکتا ہے۔ [3]

۱۱۔ رسول اللہ ﷺ عید کے دن راستہ بدل کے آتے جاتے تھے۔ [4]

نوٹ : حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیرات زائد ہیں، تین پہلی رکعت میں، تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین دوسری رکعت میں، لیکن ان کی دلیل والا اثر مروی عن ابن مسعود سخت ضعیف ہے۔ [5]

نمازِ استسقاء:

قحط سالی کے موقع پر بارانِ رحمت طلب کرنے کے لیے نمازِ استسقاء ادا کی جاتی ہے۔

طریقۂ نماز:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قحط سالی کا شکوہ کیا، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مقررہ دن میں میدان کی طرف نکلے اور منبر پر بیٹھ کر وعظ ونصیحت کی اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی، پھر لوگوں کی جانب پشت کر کے کھڑے ہو گئے اور چادر کو اُلٹ پلٹ کیا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: ۹۵۳.

[2] سنن ترمذی، کتاب العیدین، رقم: ۵۴۲۔ سنن ابن ماجة، رقم: ۱۷۵۶۔ صحیح ابن خزیمه: ۲/ ۶۱۰، ۶۱۱، رقم: ۱۴۲۶۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۸۱۲۔ ابن خزیمہ، ابن حبان، علامہ البانی اور شعیب الارناؤط نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] سنن أبوداؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱۰۷۳۔ سنن ابن ماجه، کتاب إقامة الصلوات، رقم: ۱۳۱۱۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[4] صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: ۹۸۶.

[5] ملاحظہ ہو: معالم السنن: ۱/ ۲۵۲۔ نیل الأوطار: ۳/ ۳۵۶۔ محلّی ابن حزم: ۳/ ۲۹۶.

اُتر کر دو رکعت نماز پڑھائی۔ ❶

نمازِ استسقاء کے مسائل:

۱۔ نمازِ استسقاء میں جہری قراءت کی جائے۔ ❷

۲۔ ایسے موقع پر اُلٹے ہاتھوں دُعا کرنا بھی درست ہے۔ ❸

۳۔ چادر پلٹنے کا مطلب یہ ہے کہ امام اس کے ظاہری حصے کو باطنی حصے کی طرف پھیر دے اور لوگ بھی ایسا کریں۔ ❹

بارانِ رحمت طلب کرنے کے لیے مسنون دُعائیں:

۱۔ ((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا)) ❺

''اے اللہ! ہمیں پلا، اے اللہ ہمیں پلا، اے اللہ ہمیں سیراب کر دے۔''

۲۔ ((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَرِيْئًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ ، عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ)) ❻

''اے اللہ! ہمیں بارش عنایت فرما، از حد مفید، مددگار، بہترین انجام والی، جو شادابی لائے، نفع آور ہو، کسی ضرر کا باعث نہ بنے، جلدی آئے اور دیر نہ کرے۔''

۳۔ ((اَللّٰهُمَّ) اسْقِ عِبَادَكَ ، وَبَهَائِمَكَ ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ)) ❼

---

❶ سنن ابو داؤد، باب رفع الیدین فی الإستسقاء، رقم: ۱۱۷۳۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، رقم: ۱۰۲۴.

❸ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ الاستسقاء، رقم: ۲۰۷۵.

❹ سنن ابوداؤد، جماع أبواب صلاۃ الاستسقاء و تفریعها، رقم: ۱۱۶۴۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❺ صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، رقم: ۱۰۱۳.

❻ سنن ابوداؤد، باب رفع الیدین في الاستسقاء، رقم: ۱۱۶۹۔ صحیح ابن خزیمه، رقم: ۱۴۱۶۔ مستدرك حاكم: ۲۲۷/۱۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❼ سنن ابوداؤد، باب رفع الیدین في الإستسقاء، رقم: ۱۱۷۶۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

''اے اللہ! اپنے بندوں اور اپنے جانوروں کو پانی پلا۔ اپنی رحمت عام کر دے اور اپنی خشک زمین کو تر و تازہ کر دے۔''

نمازِ تہجد:

نماز پنجگانہ کے علاوہ اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کو نمازِ تہجد کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ نماز آپ ﷺ پر اس لیے لازم قرار دی گئی تھی، تاکہ آپ کے درجات بلند ہوں، ورنہ آپ کے تو اگلے پچھلے سبھی گناہ معاف کر دیے گئے تھے۔ جیسا کہ ارشادِ رب العالمین ہے:

﴿ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ ﴾ (الفتح: ۲)

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سبھی گناہ معاف کر دیے ہیں۔''

نمازِ تہجد کی فضیلت:

دیگر مسلمانوں کے لیے یہ نماز مستحب ہے۔ اور بڑی فضیلت والی نماز ہے۔

﴿ وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ ﴾ (بنی اسرائیل: ۷۹)

''اور رات کو تہجد ادا کیجیے یہ آپ کے لیے زائد ہے، ممکن ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے۔''

﴿ وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾ ﴾

(الشعراء: ۲۱۹، ۲۲۰)

''اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان آپ کی حرکات کو بھی، یقیناً وہ سب سننے اور جاننے والا ہے۔''

تہجد گزار کے برابر کوئی نہیں:

﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۹﴾ ﴾ (الزمر: ۹)

''کیا یہ بہتر ہے یا جو رات کے اوقات قیام وسجدہ میں عبادت کرتے گزارتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا اُمید وار؟ کہہ دیجیے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ مگر ان باتوں سے سبق وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہیں۔''

مومن کا خاص شرف:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے جو کسی مسلمان کو مل جائے، اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے، اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔ [1]

مزید برآں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میرے پاس جبرئیل آئے اور کہنے لگے: اے محمد! خواہ کتنا ہی آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے، اور جس سے چاہیں کتنی ہی محبت کریں آخر ایک دن جدا ہو جانا ہے، اور آپ جیسا بھی عمل کریں اس کا بدلہ ضرور ملنا ہے اور اس میں کوئی تردد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز میں ہے اور مومن کی عزت لوگوں (کے مال) سے استغناء (برتنے) میں ہے۔'' [2]

جنت میں جانے کا مؤثر ترین عمل:

سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوْا السَّلَامَ ، وَاَطْعِمُوْا الطَّعَامَ ، وَصِلُوْا الْاَرْحَامَ ، وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)) [3]

''اے لوگو! آپس میں کثرت سے سلام کرو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو

---

[1] صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، رقم: ۷۵۷.

[2] مستدرك حاكم: ۳۲٤/٤، ۳۲۵۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے ''صحیح'' اور منذری نے ''حسن'' کہا ہے۔

[3] سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، رقم: ۲٤۸۵۔ سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب اطعام الطعام، رقم: ۳۲۵۱ واللفظ له۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں، اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔''

اک روز مومنو تمہیں مرنا ضرور ہے
پڑھتے رہو نماز یہ قول رسول ﷺ ہے

نماز تہجد کا عظیم فائدہ:

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نماز تہجد حفظ صحت کے اسباب میں سے سب سے زیادہ نفع بخش، کئی ایک دیرپا بیماریوں کو بہت زیادہ روکنے والی، اور جسم، روح اور دل کے لیے بہت زیادہ نشاط بخشنے والی ہوتی ہے۔'' [1]

رکعات کی تعداد:

رسول اللہ ﷺ کی مختلف اوقات میں نمازِ تہجد کی کمیت یہ تھی:

۱۔ تیرہ رکعات [2]

۲۔ گیارہ رکعات [3]

۳۔ نو رکعات [4]

۴۔ سات رکعات [5]

احکام ومسائل:

۱۔ رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہے۔ [6]

۲۔ رات کی نماز میں لمبی قراءت کرنی چاہیے۔ [7]

[1] زاد المعاد: ٤/٢٤٨. [2] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ١٧٢٣.

[3] صحیح بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، رقم: ٢٠١٣۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ١٧٢٣.

[4] صحیح بخاری، کتاب التهجد، رقم: ١١٣٩.

[5] صحیح بخاری، کتاب التهجد، رقم: ١١٣٩.

[6] صحیح بخاری، کتاب التهجد، رقم: ١١٣٧۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ١٧٤٨.

[7] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ١٧٦٨.

مسنون رکعات تراویح:

لفظ تراویح علما محدثین کے ہاں ایک اصطلاحی نام ہے۔ احادیث رسول ﷺ میں اس کے لیے ''قیام رمضان، صلوۃ فی رمضان، قیام اللیل، صلاۃ التہجد اور صلوٰۃ اللیل'' وغیرہ ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس نماز تراویح کا نبی مکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ تین دن قیام کیا تھا۔ یہ بات احناف کے ہاں بھی مسلم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ذوق دیکھا کہ وہ کثرت کے ساتھ اس نماز میں شریک ہو رہے ہیں، تو آپ نے جماعت کو ترک کر دیا اور ارشاد فرمایا:

((خَشِيْتُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلاةُ اللَّيْلِ)) ❶

''مجھے تم پر ''صلاۃ اللیل'' کی فرضیت کا ڈر ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے:

((وَلٰكِنِّىْ خَشِيْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلاةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا)) ❷

''میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر صلاۃ اللیل فرض نہ ہو جائے، اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ۔''

علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((خَشِيْتُ اَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ قِيَامُ اللَّيْلِ)) ❸

''مجھے تم پر ''قیام اللیل'' کے فرض ہونے کا خدشہ ہے۔''

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب اذا کان بین الامام وبین القوم حائط او سترۃ، رقم: ۷۲۹

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح، رقم: ۷۶۱/۱۷۸۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۲۲۰۷.

❸ شرح معانی الآثار للطحاوی، کتاب الصلوۃ، باب القیام فی شھر رمضان ھل ھو فی المنازل أفضل أم مع الامام: ۱/۲۴۲.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی مسند میں یہ الفاظ روایت کرتے ہیں کہ:

((مخافة أَنْ يُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ قِيَامُ هَذَا الشَّهْرِ)) ❶

''تم پر اس ماہ، یعنی رمضان کے قیام کی فرضیت کے خوف سے چھوڑ رہا ہوں۔''

قارئین کرام! مذکورہ بالا روایات میں غور فرمائیں کہ ان میں نماز تراویح کے لیے ''صلاۃ اللیل، قیام اللیل'' وغیرہ جیسے الفاظ ہی استعمال ہوئے ہیں۔ پس قیام اللیل کی تعداد میں مروی تمام صحیح احادیث نبویہ تعدادِ تراویح پر دلالت کناں ہیں۔

نماز تراویح:

محدثین نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث پر ''قیام رمضان اور صلاۃ التراویح'' کے ابواب باندھے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں ''كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان'' کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث ذکر کر کے واضح کر دیا کہ اس کا تعلق نمازِ تراویح کے ساتھ ہے۔ ایسے ہی امام بیہقی نے اپنی سنن (۲/۴۹۵، ۴۹۶) پر ''باب ما روى فى عدد ركعات القيام فى شهر رمضان'' اور (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد) محمد حسن الشیبانی نے اپنی مؤطا میں (ص:۱۴۱) پر ''باب قيام شهر رمضان وما فيه فى الفضل'' قائم کیا ہے۔

چنانچہ مولانا انور شاہ کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

((وَلَا مَنَاصَ مِنْ تَسْلِيمِ أَنَّ التَّرَاوِيحَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ ثَمَانِيَةَ رَكَعَاتٍ وَلَمْ يُثْبُتْ فِي رِوَايَةٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى التَّرَاوِيحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلَى حِدَةٍ فِي رَمَضَانَ .)) ❷

''یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح آٹھ رکعات تھیں۔ اور

---

❶ مسند احمد: ۱۸۳/۶، رقم: ۲۴۹۶۸.

❷ العرف الشذى: ۱۶۶/۱.

کسی روایت سے ثابت نہیں کہ آپ نے تراویح اور تہجد کو رمضان میں علیحدہ علیحدہ پڑھا ہو۔''

اور فیض الباری (۴۲۰/۲) میں فرماتے ہیں: کہ میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ دونوں ایک ہی نماز ہے۔

مولانا عبدالحق دہلوی اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی رمضان میں نماز وہی گیارہ رکعات ہی تھیں کہ جو عام حالات میں ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ [1]

باقی فرقہ دیوبندی قاسم نانوتوی دیوبندی حیاتی، ماتریدی، اشعری صاحب لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جو گیارہ رکعات مع وتر ثابت ہیں، وہ بیس سے زیادہ معتبر ہیں۔ [2]

پس اگر تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ دو نمازیں ہوتیں تو رمضان میں ان کے الگ الگ پڑھنے کا آپ ﷺ سے کوئی ثبوت ملنا چاہیے تھا۔ جبکہ ایسا قطعی نہیں ہے۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ جو گیارہ رکعات عام دنوں میں تہجد کے طور پر پڑھتے تھے، وہی گیارہ رکعات رمضان میں بطور تراویح کے ادا کرتے تھے۔ فرق ان کے اوقات کا اور قیام میں طوالت کا تھا۔ ابوداؤد وغیرہ میں روایت موجود ہے کہ جس میں آپ ﷺ کے تین راتوں میں جماعت کرانے کا تذکرہ ہے، اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ آپ نے اسی نمازِ تراویح کو رات کے تین حصوں میں پڑھا اور تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے اخیر رات تک اپنے عمل سے بتادیا جس میں تہجد کا وقت آ گیا۔ یہی بات مولوی عبدالحی لکھنوی حنفی نے اپنے فتاویٰ اُردو (۴۲۹/۱) پر رقم کی ہے۔

قیام اللیل کی فضیلت:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] تراویح کا مقدمہ حنفی فقہاء کی عدالت میں، ص: ۱۶۔

[2] لطائف قاسمیہ، مکتوب سوئم، ص: ۱۸۔ تراویح کا مقدمہ حنفی فقہاء کی عدالت میں، ص: ۱۶۔

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمُ مِنْ ذَنْبِهِ .)) [1]

''جس شخص نے رمضان المبارک کا قیام ایمان اور ثواب سمجھ کر کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے۔''

سیّدنا عمرو بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَصَلَّيْتُ الْخَمْسَ، وَأَدَّيْتُ الزَّكٰوةَ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَقُمْتُهُ فَمِمَّنْ أَنَا؟ قَالَ: مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ .)) [2]

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اُس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بتائیں گے کہ اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور میں پانچ نمازیں ادا کروں، زکوٰۃ دوں، رمضان کے روزے رکھوں اور اس کا قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں سے۔''

مذکورہ بالا احادیث سے پتا چلا کہ قیامِ رمضان کی بہت زیادہ فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ سابقہ گناہ معاف کر کے اپنے نیک بندوں، صدیقین اور شہداء میں اٹھائے گا۔

نماز تراویح کا وقت:

نماز تراویح کا وقت، نمازِ عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے لے کر فجر تک ہے، کسی بھی وقت میں ادا کی جا سکتی ہے۔ بہتر ہے کہ جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔

تعدادِ رکعات تراویح:

نمازِ تراویح گیارہ رکعات تین وتر کے ساتھ مسنون ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا عام

---

[1] صحیح بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، رقم: ۲۰۰۹.

[2] مسند بزار: ۱/ ۲۲، رقم: ۲۵۔ موارد الظمآن، رقم: ۱۹۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

معمول یہی تھا۔ اجلہ علماء احناف کا بھی یہی موقف ہے۔ جیسا کہ دلائل سے واضح ہو رہا ہے۔ جو شخص عبادت کو زیادہ وقت دینا چاہے اس کے لیے ہے کہ نمازِ تراویح میں قیام کو جتنا بھی دراز کر سکتا ہو کرے۔ رکوع وسجود اور جلسے میں جتنی زیادہ تسبیحیں اور دعائیں پڑھ سکتا ہو پڑھے۔
سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اللیل سے متعلق پوچھنے والے سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی چار رکعتوں کے حسن وطول کا کچھ حال نہ پوچھ یعنی مجھ سے بیان نہیں ہوسکتا۔'' [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ''ہم عہد عمر رضی اللہ عنہ میں قیام اتنا لمبا کرتے کہ لاٹھیوں پر ٹیک لگانا پڑتی۔'' [2]

تراویح میں پڑھنے کے لیے اگر قرآن زیادہ یاد نہ ہو تو سورۃ اخلاص کی کثرت سے ہی قیام کی درازی کو پورا کرلیا کریں۔ اگر اُمت کی مغفرت کی غرض سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی آیت کو قیام اللیل میں بار بار پڑھتے ہوئے صبح کردی، تو آپ سورۃ اخلاص کو ہی اخلاص کے ساتھ حسب طاقت ہر ہر رکعت میں پڑھ کر اپنے اللہ کو راضی کریں اور قیام، رکوع وسجود کو لمبا کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں۔ نہ کہ رکعات کی تعداد بڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت مول لیں۔

دلیل نمبر ۱:......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:
((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِيْ يَدْعُوْالنَّاسُ الْعَتَمَةَ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ)) [3]
''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک گیارہ رکعات

---

[1] صحیح بخاری، رقم: ۱۱۴۷.

[2] مؤطا، کتاب الصلاۃ فی رمضان، رقم: ٤.

[3] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل، رقم: ۷۳٦/۱۱۲.

پڑھتے تھے، اور ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔ عشاء کی نماز کو لوگ ''عتمہ'' بھی کہتے ہیں۔''

فائدہ:...... اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے قیام اللیل کی تعداد گیارہ رکعات تھی۔

دلیل نمبر ۲:...... ابوسلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا، اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان المبارک کے مہینے میں نماز کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا:

((كَانَتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ)) [1]

''آپ کی نماز ۱۳ رکعات تھی، اور ان میں سے دو فجر کی رکعتیں تھیں''

فائدہ:...... یعنی تراویح آپ گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں آپ کا قیام گیارہ رکعت تھا، اور قیام رمضان کا معنی حنفی حضرات بھی تراویح ہی کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳:...... ابوسلمہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں رات کی نماز کیسے پڑھتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً)) [2]

''رمضان کا مہینہ ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔''

ملاحظہ ہو:...... اس حدیث مبارکہ کو محدثین کرام رحمہم اللہ نے ''قیام رمضان'' کے

---

[1] صحیح ابن خزیمه: ۳/۳۴۱، رقم: ۲۲۱۳۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح البخاری، کتاب صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، رقم: ۲۰۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل ......، رقم: ۱۲۵/۷۳۸۔ موطا امام محمد، ص: ۱۴۲.

باب میں بیان کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کا **تعلق** "**نمازِ تراویح**" سے ہے۔ یاد رہے کہ سائل نے رمضان المبارک کی راتوں کو ادا کی جانے والی نماز کے بارے میں سوال کیا تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رمضان المبارک کے **متعلق** بھی جواب دیا اور ساتھ افادہ زائدہ کے طور پر غیر رمضان کے **متعلق** بھی بتایا کہ غیر رمضان میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعات ادا کرتے تھے، جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نماز فجر تک ادا کرتے تھے۔ مزید تفصیل دیکھیں:

(۱) موطا امام محمد (شاگرد امام ابوحنیفه)، باب قیام شهر رمضان ومافیه من الفضل، ص:۱۴۲، طبع قدیمی کتب خانه، کراچی.

(۲) صحیح البخاری، کتاب صلاة التراویح، رقم:۲۰۳۱۔ فتح الباری:۴/ ۲۵۰.

(۳) سنن الکبری، للبیهقی، باب ماروي فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان: ۲/ ۴۹۵ـ۴۹۶ .

(۴) نصب الرایه از علامه زیلعی حنفی، فصل فی قیام شهر رمضان: ۲/ ۱۵۳.

(۵) فتح القدیر شرح هدایة از علامه ابن همام حنفی، فصل فی قیام رمضان:۱/ ۴۰۷.

(۶) البحر الرائق شرح کنز الدقائق از ابن نجیم حنفی: ۲/ ۶۶، ۶۷.

(۷) علامہ نیموی حنفی نے "آثار السنن، باب التراویح بثمان رکعات، ص:۳۹۸" پر درج کر کے تسلیم کیا ہے کہ اس حدیث کا **تعلق** تراویح کے ساتھ ہے۔

دلیل نمبر ۴ ......اس مسئلہ کی تائید سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ:

((صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ

وَالْوِتْرَ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْقَابِلَةِ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ يَخْرُجَ إِلَيْنَا فَلَمْ نَزَلْ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أَصْبَحْنَا فَدَخَلْنَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا لَهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجَوْنَا أَنْ تَخْرُجَ عَلَيْنَا فَتُصَلِّيَ بِنَا فَقَالَ: كَرِهْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمُ الْوِتْرُ)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے، اگلی رات ہم مسجد میں جمع ہوئے اور امید تھی کہ آپ ہمارے پاس آئیں گے۔ ہم صبح تک مسجد میں رہے۔ پھر ہم نے رسول اللہ کے پاس جا کر عرض کی، یا رسول اللہ! ہمیں امید تھی کہ آپ آ کر ہمیں نماز پڑھائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ناپسند کیا کہ کہیں تم پر صلوٰۃ الوتر فرض نہ ہو جائے۔''

فائدہ :......اس حدیث سے جہاں آٹھ رکعات تراویح ثابت ہوئیں، وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کی اس نماز کو ''صلوۃ الوتر'' بھی کہتے ہیں۔ اس حدیث کی سند میں ''عیسی بن جاریہ'' پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ لیکن عیسی بن جاریہ جمہور علماء و محدثین کے نزدیک ثقہ یا کم از کم صدوق یعنی حسن الحدیث ہے۔

دلیل نمبر ۵ ......سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا۔ یا رسول اللہ! میرے گھر کی عورتوں نے رمضان کی رات مجھ سے کہا: ہم قرآن نہیں جانتی، ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گی:

((فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَتَرْتُ فَكَانَ شَبْهَ الرِّضَا وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا)) ❷

''میں نے انہیں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔ آپ نے اس پر کچھ نہیں کہا،

---

❶ صحیح ابن خزیمہ: ۱۳۸/۲، رقم: ۱۰۷۰۔ صحیح ابن حبان: ۱۶۲/۵، ۱۶۳۔ قیام اللیل، ص: ۲۵۲۔ معجم الاوسط: ۱۶۸/۵۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مسند أبی یعلی: ۳۳۶/۳، رقم: ۱۸۰۱۔ مجمع الزوائد: ۷۷/۲۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند حسن ہے۔

یعنی اظہار رضامندی فرمایا۔''

فائدہ:...... یاد رہے کہ کسی کام کا سن کر یا دیکھ کر، اس پر خاموشی اختیار کرنا آپ ﷺ کی تقریری سنت کہلاتی ہے۔

علمائے احناف کی طرف سے گیارہ رکعات کا اعتراف:

جناب ابوالخلاق الحسن بن عمار شرنبلالی حنفی (متوفی ۱۰۷۹ھ) رقم طراز ہیں ''جب یہی بات ثابت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے باجماعت گیارہ رکعات مع الوتر پڑھائی پھر اس کی سنیت سے انحراف یقیناً نبوت سے دائمی عداوت کی دلیل ہے۔ [1]

امام ابوحنیفہ کے شاگرد محمد بن حسن الشیبانی اپنے مؤطا باب التراویح (ص:۹۳) میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صحیح بخاری و مسلم میں موجود گیارہ رکعات مع الوتر والی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: کہ ہمارا بھی اس گیارہ رکعات مع الوتر والی حدیث پر ہی عمل ہے۔

ملا علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: کہ مسئلہ تراویح میں حقیقت یہی ہے کہ گیارہ رکعات مع الوتر ہی مسنون ہیں۔ جن کا اہتمام رسول اللہ ﷺ نے باجماعت کیا تھا۔ [2]

ملا علی قاری دوسری جگہ لکھتے ہیں: اس سب کا حاصل یہ ہے کہ قیام رمضان گیارہ رکعات مع الوتر جماعت کے ساتھ سنت ہے۔ یہ آپ ﷺ کا عمل ہے۔ [3]

ابن الھمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ رقم طراز ہیں:

''اس سب کا حاصل یہ ہے کہ قیام رمضان گیارہ رکعات مع الوتر جماعت کے ساتھ سنت ہے۔'' [4]

عبدالحی لکھنوی حنفی ۱۳۰۴ھ رقمطراز ہیں: آپ نے تراویح دو طرح ادا کی ہے۔

---

[1] مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، ص: ٦٠٦.

[2] مرقاۃ شرح مشکوۃ: ١٨٢/١. [3] مرقاۃ: ٣٨٢/٢.

[4] فتح القدیر، باب النوافل: ٤٦٠/١.

(۱) بیس رکعت بے جماعت ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

(۲) آٹھ رکعتیں اور تین رکعات وتر با جماعت ...... ❶

عبدالشکور حنفی متوفی ۱۳۸۱ھ رقمطراز ہیں کہ اگر چہ نبی ﷺ سے آٹھ رکعات تراویح مسنون ہے، اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعات بھی ...... ❷

امام ابوحنیفہ، قاضی ابویوسف، اور امام محمد سے بسند صحیح یہ قطعی ثابت نہیں ہے کہ بیس رکعات تراویح سنت رسول ﷺ ہیں۔ اور ساتھ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات پڑھنے کا حکم مؤطا امام مالک میں بسند صحیح موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں شافعی، مالکی، اور حنبلی لوگ گیارہ رکعات ہی پڑھتے ہیں۔ اور پاکستانی حنفی علماء نے اقرار کرنا شروع کر دیا، اور کچھ عوام الناس میں سے بھی گیارہ رکعات پڑھنا شروع ہو گئے ہیں۔ الحمدللہ علی ذلک!

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات کا حکم:

دلیل نمبر ٦ ......امام مالک، محمد بن یوسف سے، وہ سائب بن یزید سے بیان کرتے ہیں کہ:

((أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْمًا الدَّارِي رضی اللہ عنہما أَنْ يَقُوْمَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً)) ❸

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں۔''

دلیل نمبر ۷ ......امام ابوبکر بن ابی شیبہ بواسطہ یحیٰی بن سعید از محمد بن یوسف، از سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

❶ مجموعہ فتاویٰ عبدالحی: ۱/۳۳۱۔۳۳۲.

❷ علم الفقه، ص: ۱۹۸، حاشیه.

❸ مؤطا امام مالك، كتاب الصلاة في رمضان: ۱/۱۱٤۔ سنن الكبرىٰ، للبيهقي: ۲/٤۹٦۔ طحاوی: ۱/۱۹۳۔ معرفة السنن والآثار: ۲/۳۷٦ ۔ علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ حنفی لکھتے ہیں: "اسناده صحيح" ''اس (حدیث) کی سند صحیح ہے۔'' آثار السنن، ص: ۳۹۲ .

((أَنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلَ أُبِيٍّ وَتَمِيمٍ فَكَانَا يُصَلِّيَانِ إِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً)) ❶

''سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اُبی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما پر جمع کیا وہ دونوں گیارہ رکعات پڑھاتے تھے۔''

فائدہ:...... اسی حدیث کو امام ابو زید عمر بن شبّہ النمیری البصری، یحییٰ بن سعید کے واسطے سے اپنی کتاب ''تاریخ المدینة المنورة'' (۱/۱۳۷) پر لائے ہیں۔اس روایت کی سند بھی انتہاء درجہ کی صحیح ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گیارہ رکعات کا ثبوت:

دلیل نمبر ۸ ......امام سعید بن منصور، از عبدالعزیز بن محمد، از محمد بن یوسف، از سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((كُنَّا نَقُوْمُ فِي زَمَانِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِإِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً)) ❷

''ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۱۱ رکعات پڑھتے تھے۔''

فائدہ:......ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل بھی گیارہ رکعات تھا، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حکم بھی یہی تھا۔اسی کے مطابق سیدنا اُبی بن کعب اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہما نے گیارہ رکعات تراویح پڑھائیں، اوران کے پیچھے پڑھنے والوں نے بھی اس پر عمل کیا۔پس معلوم ہوا کہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم بھی گیارہ رکعات پر تھا۔کسی بھی صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا بیس رکعات پڑھنے کا عمل یا

---

❶ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/ ۳۹۲.

❷ التعليق الحسن على آثار السنن، ص: ۳۹۲۔ الحاوی فی الفتاوی ۱/ ۳۴۹، ۳۵۰۔ امام سیوطی رحمہ اللہ اس سند کے بارہ میں فرماتے ہیں: ''وفی مصنف سعید بن منصور بسند في غاية الصحة'' ''یہ روایت بہت صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔''

حکم موجود نہیں ہے۔

نوٹ:...... یاد رہے کہ امیر المومنین عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے بیس (۲۰) رکعات قیام اللیل کی تمام روایات سنداً ضعیف ہیں، بلکہ بعض تو موضوع درجہ کی روایات ہیں۔ ذیل کی سطور میں ہم چند ایسی روایات اور ان کی تحقیق پیش کر دیتے ہیں کہ جن سے بیس رکعت تراویح سنت نبویہ ہونے کی دلیل پکڑی جاتی ہے۔

بیس رکعت تراویح سنت ہونے کی دلیل اور اس کے جوابات:

دلیل نمبر ۱ ......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔'' [1]

جواب:......اس حدیث میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ہے۔ جس کے بارے میں علامہ زیلعی فرماتے ہیں: "قال احمد: منکر الحدیث"...... ''امام احمد نے کہا یہ منکر الحدیث ہے۔'' [2]

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسے شعبہ نے کذاب کہا ہے، اور احمد، ابن معین، بخاری اور نسائی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے، اور ابن عدی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں اس حدیث کو اس کی منکر روایات میں ذکر کیا ہے۔'' [3]

ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر (۱/۳۳۳) اور عبدالحی لکھنوی نے اپنے فتاویٰ (۱/۳۵۴) میں اس حدیث پر جرح کی ہے۔

علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اور جو بیس رکعت ہیں، تو وہ آپ علیہ السلام سے بسند ضعیف مروی ہیں، اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔'' [4]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/ ۳۹۴.

[2] نصب الرایة: ۱/ ۵۳.

[3] عمدة القاری: ۱/ ۱۲۸.

[4] العرف الشذی: ۱/ ۱۶۶.

علامہ سیوطی نے اس حدیث کے راوی پر شدید جرح کی ہے، اور کہا کہ

((هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيفٌ جِدًّا لا تَقُوْمُ بِهٖ حُجَّةٌ .)) ❶

''یہ حدیث سخت ضعیف ہے اس سے حجت قائم نہیں ہوتی۔''

بانی تبلیغی جماعت جناب زکریا صاحب اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک (۲/۳۰۴) میں فرماتے ہیں: کہ یقیناً محدثین کے اصولوں کے مطابق بیس رکعات نماز تراویح نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً ثابت نہیں۔ بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت محدثین کے اصولوں کے مطابق مجروح ہے، ثابت نہیں۔

دلیل نمبر ۲ ...... یزید بن رومان سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، کہ ''لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔'' ❷

جواب:...... یہ روایت منقطع ہے۔ جیسا کہ علامہ عینی حنفی نے عمدۃ القاری (۱۱/ ۱۲۷۔ طبع دارالفکر) میں تصریح کی ہے۔ ''وَيَزِيْدُ لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ فَيَكُوْنُ مُنْقَطِعًا . ''

''اس روایت کے راوی یزید کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں، اس لیے یہ روایت منقطع ہے۔''

علامہ نیموی حنفی نے بھی لکھا ہے کہ ''یزید بن رومان نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔'' ❸

دلیل نمبر ۳ ...... یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا۔ ❹

جواب:...... حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید بن قیس انصاری مدنی ثقہ، ثبت اور طبقہ خامسہ سے ہے۔ ❺

فائدہ:...... یاد رہے کہ اس طبقہ کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نیموی

---

❶ الحاوی: ۱/ ۳۴۷.

❷ مؤطا امام مالك : ۱/ ۱۵.

❸ آثار السنن، حاشيه، ص: ۲۵۳.

❹ مصنف ابن ابی شیبه.

❺ تقریب، ص : ۳۹۱.

حنفی فرماتے ہیں: ''یحییٰ بن سعید کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے۔'' [1]

فائدہ :...... علامہ نیموی تعلیق آثار السنن میں فرماتے ہیں:

''آپ پر مخفی نہ رہے کہ سائب بن یزید کی بیس رکعت والی روایت کو بعض علماء نے ان الفاظ سے ذکر کیا ہے کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک میں بھی اس کی مثل، پھر بیہقی کا حوالہ دیا۔ لیکن اس کا یہ قول کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں بھی اس کی مثل مدرج قول ہے۔ امام بیہقی کی تصنیفات میں نہیں پایا جاتا۔'' [2]

دلیل نمبر ٤ ...... ابوعبدالرحمٰن السلمی سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا، پھر ان سے ایک کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے، اور آپ خود علی رضی اللہ عنہ ان کو وتر پڑھاتے تھے۔ [3]

جواب :...... یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ''حماد بن شعیب'' ہے، جسے ابن معین، نسائی اور ابوزرعہ، وغیرہم نے ضعیف کہا۔ امام بخاری نے ''منکر الحدیث...... ترکوا حدیثه'' کہا۔ [4]

اور اس میں دوسرا راوی ''عطاء بن السائب'' مختلط ہے۔ زیلعی حنفی نے کہا ہے ''لیکن اسے آخر میں اختلاط ہو گیا تھا، اور تمام جنھوں نے اس سے روایت کی ہے، اختلاط کے بعد کی ہے سوائے شعبہ اور سفیان کے۔'' [5]

دلیل نمبر ٥ ...... ابوالحسناء فرماتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو پانچ تراویح بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا، اور اس سند میں ضعف ہے۔'' [6]

---

[1] بحواله تحفة الاحوذى: ٢/ ٧٥.
[2] بحواله تحفة الأحوذى: ٢/ ٧٦.
[3] السنن الكبرى، للبيهقى: ٢/ ٤٩٦.
[4] لسان الميزان: ٢/ ٣٨٤.
[5] نصب الراية: ٣/ ٥٨.
[6] السنن الكبرى، للبيهقى: ٢/ ٤٩٧.

جواب:...... یہ سند بھی ضعیف ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بذات خود ہی اس مذکور بالا اثر نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس سند میں ضعف ہے۔

مزید برآں ابوالحسناء مجہول ہے۔ ❶

حافظ ذہبی فرماتے ہیں: وہ غیر معروف ہے۔ ❷

علامہ نیموی نے بھی کہا ہے: "وَھُوَ لَا یُعْرَفُ" ❸

دلیل نمبر ٦ ......اعمش فرماتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس تراویح پڑھاتے تھے۔ ❹

جواب:...... یہ سند بھی منقطع ہے۔ ❺ اور اس کی سند میں "حفص بن غیاث عن الاعمش" ہے۔ پس حفص بن غیاث مدلس ہے، اور صیغہ عن سے روایت کر رہا ہے۔ وفی هذا كفاية لمن له دراية!

نمازِ وتر:

رکعات کی تعداد:

۱۔ ایک وتر۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف ایک وتر پڑھا، اور آپ نے فرمایا: "أَيْ وِتْرِيْ" یعنی یہ میرا وتر ہے۔ ❻

۲۔ تین وتر۔ ❼

---

❶ تقريب التهذيب . ❷ ميزان الإعتدال: ٤/ ٥١٥.

❷ حاشيه آثار السنن، ص: ٢٥٥.

❹ مصنف عبد الرزاق، رقم: ٧٧٤١۔ مصنف ابن ابی شيبه: ٢/ ٣٩٤۔ معجم كبير، للطبرانی، رقم: ٩٥٨٨۔ قيام الليل، للمروزی، ص: ١٠.

❺ عمدة القاری: ١١/ ١٢٧ .

❻ صحيح بخاری ، ابواب الوتر، رقم: ٩٩٠۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ١٧٤٨۔ السنن الكبرىٰ للبيهقی: ٣/ ٢٥.

❼ صحيح بخاری ، كتاب صلاة التراويح، رقم: ٢٠١٣۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ١٧٢٣.

وتر پڑھنے کا طریقہ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین وتر نہ پڑھو، پانچ یا سات وتر پڑھواور تین پڑھ کر نمازِ مغرب کی مشابہت نہ کرو۔'' ❶

معلوم ہوا کہ تین وتر یا تو ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھے جائیں یا پھر دو سلام کے ساتھ۔ ان ہر دو صورتوں میں نماز وتر کی مشابہت نمازِ مغرب کے ساتھ ہرگز نہیں رہتی۔

۳۔ پانچ وتر۔ درمیان میں کوئی تشہد نہیں۔ ❷

۴۔ سات وتر۔ چھ رکعات کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ ❸

۵۔ نو وتر۔ آٹھویں رکعت کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ ❹

دعائے قنوت:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ ، وَقِنِي شَرَّمَا قَضَيْتَ ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ [وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .)) ❺

''اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی۔ اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل کر دے جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا، اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس میں برکت ڈال دے۔ اور جس شر کا تو نے فیصلہ کیا ہے مجھے اس سے محفوظ فرما۔ بے شک تو ہی فیصلہ

---

❶ سنن دار قطني : ٢٤/٢ ، رقم: ١٦٣٢ ، ١٦٣٣ ـ مستدرك حاكم ٢٠٤/١ ـ سنن الكبرىٰ بيهقي : ٣١/٣ ـ معرفة السنن والآثار ، رقم: ٥٥٠٩١ ـ صحيح ابن حبان ، رقم: ٢٤٢٩ ـ ابن حبان اور حاکم نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ ❷ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ١٧٢٠.

❸ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ٧٤٦.

❹ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ٧٤٦.

❺ سنن الكبرىٰ بيهقي : ٢٩٠/٢ ـ سنن ابوداؤد، باب القنوت في الوتر ، رقم: ١٤٢٥ ـ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

صادر کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہوسکتا اور وہ شخص عزت نہیں پا سکتا جس سے تو دشمنی کرے۔اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے۔''

ضروری مسائل:

۱۔ مروجہ دُعا: ((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ......)) کو قنوتِ وتر قرار دینا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قطعی ثابت نہیں ہے۔

۲۔ وتروں کے بعد تین دفعہ یہ ذکر کیا جائے۔((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ)) [1]
''پاک ہے وہ بادشاہ، نہایت پاک۔''

قنوتِ نازلہ:

وتروں میں دُعائے قنوت رکوع سے قبل اور بعد دونوں طرح جائز ہے۔سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكُوْعِ .)) [2]

''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں دُعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے۔''

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دُعائے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ کب مانگی جائے تو انہوں نے کہا:((قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدَ الرَّكُوْعِ)) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا قنوت رکوع سے قبل پڑھتے۔'' [3]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر صحابہ کرام جب شہید

---

[1] سنن ابوداؤد، باب في الدعاء بعد الوتر، رقم: ۱۴۳۰۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوٰت والسنة فيها، رقم: ۱۱۸۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوٰة والسنة فيها، رقم: ۱۱۸۴۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ہوگئے، تو آپ ﷺ نے ایک ماہ صبح کی نماز میں قنوت کیا تھا۔ ❶

قنوت میں ہاتھ اٹھانا:

قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یقیناً میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھتے، دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور کفار پر بددعا فرماتے۔ ❷

امام اہل سنت والجماعت احمد بن حنبل اور اسحاق بن راھویہ رحمہما اللہ دونوں قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے قائل تھے۔ ❸

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''شریعت کا حکم ہے کہ قنوت وتر میں بھی رفع الیدین کیا جائے کیونکہ یہ قنوت بھی قنوت نازلہ ہی کے جنس میں سے ہے، اور یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ:

((أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دُعَائِهِ فِيْ قُنُوْتِ النَّوَازِلِ .)) ❹

''آپ نے قنوت نازلہ میں دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تھے۔'' (امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے) ❺

امام بیہقی نے السنن الکبریٰ (۳/ ۳۹، تحت الحدیث: ۴۸۰۹) میں رقم کیا ہے:

((وَقَدْ رَوَيْنَا فِيْ قُنُوْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ الرُّكُوْعِ مَا يُوْجِبُ الاِعْتِمَادَ عَلَيْهِ وَقُنُوْتُ الْوِتْرِ قِيَاسٌ عَلَيْهِ .))

'' اور ہم نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت کے بارے قابل اعتماد روایات ذکر کی ہیں اور قنوت وتر اس پر قیاس ہے۔''

---

❶ صحيح بخاری، كتاب المغازی، رقم: ٤٠٩٠.

❷ مسند ابوعوانة، رقم: ٥٩١٣.

❸ مسائل أبوداؤد، ص: ٦٦.

❹ السنن الكبرىٰ للبيهقی، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين في القنوت، ح: ٣٢٢٩.

❺ فتاویٰ اسلامیہ: ١/ ٤٥١ـ ٤٥٢، طبع دار السلام، لاهور۔

نمازِ خوف:

دشمن سے خوف کی حالت میں یا میدانِ جہاد میں جنگ کے دوران پڑھی جانے والی نماز کو ''صلاۃ الخوف'' کہتے ہیں۔

دشمن کی صورتِ حال کو دیکھ کر یہ نماز مختلف طریقوں کے ساتھ مشروع ہے۔ تفصیل کے لیے کتب احادیث کا مطالعہ کریں۔

نمازِ کسوف یا خسوف:

ایسے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی، ہر رکعت میں دو دو رکوع کیے، اور ہر رکعت میں پہلے رکوع کے بعد پھر قراءت کی، اور دوسرے رکوع کے بعد سجدے کیے اور سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کو وعظ کیا۔ [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہر رکعت میں تین تین رکوع ثابت ہیں۔ [2]

اور سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہر رکعت میں چار چار رکوع ثابت ہیں۔ [3]

ضروری مسائل:

۱۔ نمازِ کسوف کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے ((اَلصَّلَاۃُ جَامِعَۃٌ)) کہا جائے۔ [4]

۲۔ نمازِ کسوف باجماعت اور جہری قراءت کے ساتھ ادا کی جائے۔ [5]

۳۔ ایسے موقع پر اللہ کے ذکر، اس کی تکبیر اور صدقہ وخیرات کا اہتمام بھی کرنا چاہیے۔ [6]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الکسوف، رقم: ۱۰۵۲ ـ صحیح مسلم، کتاب الکسوف، رقم: ۲۱۰۹.

[2] صحیح مسلم، کتاب الکسوف، رقم: ۲۱۰۰.

[3] صحیح مسلم، کتاب الکسوف، رقم: ۲۱۱۲.

[4] صحیح بخاری، کتاب الکسوف، رقم: ۱۰۴۵ ـ صحیح مسلم، کتاب الکسوف، رقم: ۲۱۱۳.

[5] صحیح بخاری، کتاب الکسوف، رقم: ۱۰۶۵ ـ صحیح مسلم، کتاب الکسوف، رقم: ۲۰۹۶.

[6] صحیح بخاری، کتاب الکسوف، رقم: ۱۰۴۴ ـ صحیح مسلم، کتاب الکسوف، رقم: ۲۰۹۶.

مسافر کی نماز:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾﴾

(البقرة: ١٨٥)

''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، اور تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا اور یہ (چاہتا ہے) کہ تم گنتی پوری کرو، اور یہ کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔''

دین اسلام آسان دین ہے، وہ بندے کو اتنا مکلّف کرتا ہے جتنے کی وہ طاقت رکھتا ہے، اور ایسے احکامات کی تعمیل کا وہ حکم نہیں دیتا جس کے کرنے کی اس میں طاقت نہیں۔

سفر کے دوران چونکہ مشقت ودشواری سے دو چار ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں دو چیزوں کی رُخصت دی ہے:

نماز میں قصر کرنا:

نماز میں قصر اس طرح کیا جائے گا کہ چار رکعت والی نمازوں کو دو رکعت پڑھا جائے گا، لہٰذا اگر کوئی سفر میں ہے تو ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کو بجائے چار کے دو رکعتیں پڑھے، البتہ دو یا تین رکعت والی نماز میں قصر نہیں ہے، لہٰذا فجر اور مغرب کی نمازیں پوری پڑھی جائیں گی۔

نماز میں قصر کی مشروعیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نیک بندوں کے لیے ایک آسانی اور رُخصت ہے، اور اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتا ہے کہ اس کی عطا کی ہوئی رُخصت پر عمل کیا جائے جس طرح وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے فرائض کو ادا کیا جائے۔

قصر کی یہ رُخصت کسی مخصوص سواری کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ سفر خواہ موٹر کار سے ہو

یا ہوائی جہاز سے یا پانی کے جہاز سے یا ریل گاڑی سے یا کسی جانور پر ہو یا پیدل چل کر ہو، ان تمام ذرائع کے استعمال کو سفر کہا جاتا ہے، لہٰذا ان تمام صورتوں میں نماز قصر کی جائے گی بشرطیکہ وہ سفر، سفر معصیت نہ ہو۔

قصر کے لیے مسافت کا تعین:

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ شریعت میں امت کے لیے قصر اور افطار کے لیے مسافت کی کوئی حد متعین نہیں کی گئی، بلکہ مطلق سفر ((ضَرْبٌ فِی الْاَرْضِ)) کے لیے اس حکم کو عام رکھا ہے جیسے کہ تیمّم کا حکم ہر سفر میں مطلق رکھا ہے۔ اور جن روایات میں ایک، دو یا تین دن کی تحدید وارد ہے تو ان میں سے کوئی بھی درجۂ صحت کو نہیں پہنچتی۔ [1]

جناب شعبہ، یحییٰ بن یزید ہنائی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے قصر کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر جانے کے لیے نکلتے تو دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ [2]

علامہ البانی رحمہ اللہ سلسلة الصحيحة: ١/ ٣٠٧ ، ٣٠٨ میں رقم طراز ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ مسافر جب تین فرسخ (تقریباً ۲۳، ۲۴ کلو میٹر) کی مسافت پر جا رہا ہو تو اس کے لیے قصر کرنا جائز ہے۔''

قصر کی مدت:

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور قصر کرتے رہے۔ [3]

---

[1] زاد المعاد: ١/ ٤٦٣.

[2] مسند احمد: ٣/ ١٢٩ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ٦٩١.

[3] سنن أبو داؤد، كتاب صلاة السفر، رقم: ١٢٣٥ـ مسند احمد: ٣/ ٢٩٥ـ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحيح'' کہا ہے۔

اگر انیس (۱۹) دن سے زیادہ اقامت کا عزم کر لیا جائے تو پوری نماز پڑھنی چاہیے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو آپ وہاں انیس دن ٹھہرے رہے اور دو دو رکعتیں پڑھتے رہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب ہم سفر پر جاتے ہیں اور کسی جگہ انیس دن ٹھہرتے ہیں تو قصر کرتے ہیں، اگر اس سے زیادہ قیام ہو تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔ ❶

سفر میں دو نمازیں ایک ساتھ پڑھنا:

مسافر کے لیے جائز ہے کہ دو نمازوں کو ایک وقت میں باہم جمع کر کے پڑھ لے، چنانچہ ظہر اور عصر کے درمیان اور اسی طرح مغرب اور عشاء کے درمیان جمع کر کے دو نمازیں ایک ہی وقت میں پڑھی جائیں گی۔ بایں طور کہ وقت تو ایک ہوگا مگر ہر نماز الگ الگ پڑھی جائے گی، چنانچہ پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے گی، پھر اس کے فوراً بعد عصر کی نماز پڑھی جائے گی، اور اس طرح مغرب اور عشاء کا معاملہ بھی ہے کہ پہلے مغرب کی نماز پڑھی جائے گی پھر اس کے فوراً بعد عشاء کی نماز۔

واضح رہے کہ جمع بین الصلاتین صرف ظہر اور عصر کے درمیان اور مغرب اور عشاء کے درمیان ہی کیا جا سکتا ہے، چنانچہ فجر اور ظہر یا عصر اور مغرب میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

دلائل:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ سفر ظہر اور عصر کو، اور مغرب اور عشاء کو جمع کرتے تھے۔ ❶

اور سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر اور عصر کو اس وقت جمع فرما لیتے، اور اگر سورج ڈھلنے

❶ صحیح بخاری، کتاب التقصیر، رقم: ۱۰۸۰۔ مسند احمد: ۱/ ۳۱۵.

❷ صحیح بخاری، کتاب تقصیر الصلاۃ، رقم: ۱۱۰۷۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۰۶.

سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ ادا فرماتے۔ اسی طرح اگر سورج غروب ہونے کے بعد سفر شروع کرتے تو مغرب اور عشاء اسی وقت پڑھ لیتے، اور اگر سورج غروب ہونے سے پہلے سفر شروع کرتے تو مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھتے۔ [1]

بارش کی وجہ سے دو نمازیں جمع کرنا:

بارش یا کسی اور امر مجبوری کی بناء پر دو نمازیں جمع کی جا سکتی ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بغیر کسی خوف یا سفر کے ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھیں۔ ابو زبیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید سے سوال کیا: آپ نے ایسے کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: تمہاری طرح میں نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا تھا: آپ نے ارادہ فرمایا کہ ان کی اُمت میں کسی کے لیے مشقت وحرج نہ ہو۔ [2]

دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر عصر اور مغرب کی نمازیں مدینہ منورہ میں بغیر کسی خوف یا بارش کے جمع کر کے پڑھیں۔ (ابو کریب کی روایت میں ہے کہ) میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کیوں کیا؟ جواب ملا تاکہ آپ کی اُمت مشقت میں نہ پڑے۔ [3]

دو نمازیں جمع کرنے کا طریقہ:

کوئی آدمی بامر مجبوری دو نمازیں جمع کرنا چاہتا ہے تو وہ ظہر کو لیٹ کرے گا اور عصر کو مقدم، اس طرح مغرب کو لیٹ کرے گا اور عشاء کو مقدم۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے

---

[1] سنن ابو داؤد، ابواب صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۲۲۰۔ صحیح ابن حبان: ۴/ ۴۱۳، ۴۱۴۔ ابن حبان نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۰۵.

[3] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۰۶.

ابوالشعثاء جابر بن زید سے کہا: ''اے ابوالشعثاء! میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کو لیٹ کیا اور عصر کو جلدی کیا اور مغرب کو لیٹ کیا اور عشاء کو جلدی کیا۔'' تو انہوں نے کہا: میرا بھی یہی خیال ہے۔ [1]

نمازِ جمعہ کی اہمیت وفضیلت:

دین اسلام اجتماعیت کو پسند کرتا اور اس کی دعوت دیتا ہے، اور اختلاف و افتراق کو ناپسند کرتے ہوئے اس سے دُور رہنے کا حکم دیتا ہے، باہمی اُلفت ومحبت اور تعارف و اجتماعیت کی کوئی ایسی راہ نہیں ہے جس کی طرف اسلام نے بلایا یا اس کا حکم نہ دیا ہو۔

مسلمانوں کے لیے جمعہ عید کا دن ہے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں اور دنیاوی مشغولیات کو چھوڑ کر اللہ کے گھروں مسجدوں میں اکٹھے ہوتے ہیں تاکہ اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ نماز جمعہ ادا کریں۔ خطبہ جمعہ میں علماء اور خطباء کے ارشادات سنیں، جو کہ ایک طرح کا ہفتہ واری سبق اور درس ہے جس کے ذریعہ خطیب سامعین کو اکٹھا کر کے ان کے دلوں میں تازگی پیدا کرتا ہے، اور ان کے نفوس میں اللہ اور اس کے رسول، حضور اقدس ﷺ کی محبت واطاعت کی روح پھونکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠﴾ ﴾

(الجمعة: ٩، ١٠)

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، اور جب نماز پوری کر لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ،

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ٥٥/٧٠٥.

اور اللہ کے فضل کی جستجو کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔''

نمازِ جمعہ سے سستی کرنے پر وعید:

نمازِ جمعہ ہر مسلمان مرد پر جو مقیم، عاقل، بالغ اور آزاد ہو، واجب ہے، خود رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس پابندی کے ساتھ اسے ادا فرمایا ہے اور اس کے چھوڑنے والے پر سخت ناراضگی ظاہر کی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

''خبردار! لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر یہ لوگ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔'' [1]

ایک اور حدیث میں پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص سستی و کاہلی میں تین جمعہ چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔'' [2]

نمازِ جمعہ کے احکام و مسائل:

۱۔ نمازِ جمعہ دو رکعت ہے جسے مسلمان تمام مسلمانوں کے ساتھ باجماعت اپنے امام کی اقتداء میں ادا کرتا ہے۔

۲۔ نمازِ جمعہ کے درست اور صحیح ہونے کے لیے اس نماز کا باجماعت پڑھنا ضروری ہے، جہاں مسلمان جمع ہوں اور امام خطبہ دے اور انہیں وعظ و نصیحت کرے۔

۳۔ خطبہ کے دوران گفتگو کرنا حرام ہے، ایک روایت میں ہے:

''اگر تم نے اپنے ساتھی سے خطبہ کے دوران یہ کہہ دیا کہ چپ رہ تو تم نے بھی لغو کام کیا۔'' [3]

۴۔ نمازِ جمعہ کے بعد دو یا چار سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ [4]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب التعلیظ فی ترك الجمعة، رقم: ۸٦٥.

[2] سنن ابو داؤد، ابواب الجمعة، رقم: ۱۰۵۲۔ سنن ترمذی، رقم: ٤۹۹، ۱/ ۲۸۰۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۹۳٤۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸۵۱.

[4] صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸۸۱، ۸۸۲۔ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۹۳۷.

۵۔ جمعے کے لیے آنے والا امام کے آنے سے پہلے پہلے جس قدر چاہے نفل پڑھ سکتا ہے۔ ❶

جمعے کے دن مستحب اذکار اور دُعائیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ پر کثرت سے دُرود وسلام پڑھنا۔ ❷

۲۔ سورۃ کہف کی تلاوت۔ ❸

۳۔ جمعے کے دن قبولیت کی گھڑی کی موافقت کی اُمید پر بہت زیادہ دُعائیں کرنا۔ ❹

جنازے کے احکام ومسائل

قریب المرگ شخص کو کلمہ طیبہ کی تلقین:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ." ❺

"قریب المرگ آدمی کو "لا الٰہ الا اللہ" کی تلقین کرو۔"

کیوں کہ جس کی زندگی کا آخری کلمہ "لا اِلٰہ الا اللہ" ہوا وہ جنت میں جائے گا۔ ❻

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، رقم: ٨٥٧.

❷ سنن أبو داؤد، كتاب الوتر، رقم: ١٥٣١۔ مسند احمد: ٨/٤۔ مسند حاكم: ٢٧٨/١۔ سنن ابن ماجه، رقم: ١٠٨٥۔ صحيح ابن خزيمه، رقم: ١٧٢٣۔ ابن خزیمہ، حاکم اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❸ مستدرك حاكم: ٣٦٨/٢۔ السنن الكبرىٰ للبيهقى: ٢٤٩/٣۔ حاکم اور محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❹ صحيح بخارى، كتاب الجمعة، رقم: ٩٣٥۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، رقم: ٨٥٢۔ مسند احمد: ٢٣٠/٢.

❺ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، رقم: ٦٩١٦، ٩١٧.

❻ سنن ابوداؤد، كتاب الجنائز، رقم: ٣١١٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھنا:

مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھنا سنت سے ثابت نہیں۔ اور جس روایت میں سورۂ یٰسین پڑھنے کا ذکر آیا ہے وہ ضعیف ہے۔ ❶

میت کو بوسہ دینا:

میت کو بوسہ دیا جاسکتا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آپ کو بوسہ دیا اور رونے لگے۔ ❷

میت کا غسل:

۱۔ انگوٹھی، گھڑی، تعویذ، یا کپڑا وغیرہ ہو تو اتار دیا جائے۔

۲۔ میت کے جسم پر ناف سے گھٹنوں تک کوئی کپڑا ڈال دیں، پھر اس کے کپڑے اتار دیں۔ دورانِ غسل میں سوائے مجبوری کے میت کی شرمگاہ پر نہ نظر ڈالیں اور نہ کپڑے کے بغیر ہاتھ لگائیں۔

۳۔ سب سے پہلے میت کا پیٹ دو تین دفعہ آہستہ آہستہ دبایا جائے۔ پھر ہاتھ پر کپڑے کا دستانہ وغیرہ چڑھا کر پانی سے استنجا کروائیں۔

۴۔ ناک، دانت، منہ اور کانوں کو گیلی روئی سے اچھی طرح صاف کریں تاکہ وضو کے دوران میں تین دفعہ سے زیادہ نہ دھونا پڑے۔

۵۔ میت کو غسل دیتے وقت دائیں جانب سے اور وضو کے اعضاء سے ابتدا کریں۔ ❸

میّت کے متعلقہ ضروری مسائل:

۱۔ غسل دیتے ہوئے پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ابالا جائے اور اس سے غسل دیا

❶ التلخيص الحبير: ۲/ ۱۰۴۔ إرواء الغليل: ۳/ ۱۵۰، رقم: ٦٨٨.

❷ صحيح بخاری، كتاب الجنائز، رقم: ۱۲٤۱، ۱۲٤۲.

❸ صحيح بخاری، كتاب الجنائز، رقم: ۱۲۵۵۔ صحيح مسلم، كتاب الحيض، رقم: ۳۳۸ و كتاب الجنائز، رقم: ٤۲/ ۹۳۹.

جائے (صابن یا شیمپو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔)

۲۔ آخر میں کچھ خوشبو ملا لی جائے، کافور ہو تو اچھی ہے۔

۳۔ عورت کی مینڈھیاں کھول کر اچھی طرح دھونی چاہئیں۔

۴۔ غسل کے بعد عورت کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے کی طرف ڈال دینی چاہئیں۔

۵۔ غسل تین، پانچ، سات یا ضرورت کے تحت اس سے زیادہ بار بھی دیا جا سکتا ہے، لیکن طاق عدد کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ [1]

۶۔ مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں غسل دیں۔ [2]

میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا:

میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں، بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ((لَوْ مُتِّ قَبْلِي لَغَسَّلْتُكِ))

''اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو گئی تو میں تجھے غسل دوں گا۔'' [3]

قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ عورت جب مر جائے تو اسے اس کا خاوند غسل دے سکتا ہے اور اس دلیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت بھی خاوند کو غسل دے سکتی ہے۔'' [4]

امیر محمد بن اسماعیل الصنعانی فرماتے ہیں:

''شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے، اور جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے۔'' [5]

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۵۳، ۱۲۶۳۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۳۹.

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۵۳۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۳۹.

[3] سنن ابن ماجه، ابواب الجنائز، رقم: ۱٤٦٥۔ مسند احمد: ۲۲۸/٦۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٦٥٥۲۔ ابن حبان اور علامہ بوصیری نے اسے ''صحیح'' اور علامہ البانی نے ''حسن'' کہا ہے۔

[4] نیل الاوطار: ۳۱/٤. [5] سبل السلام: ۷٤۱/۲۔۷٤۲.

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو خود اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔ ❶

امام ابن المنذر نے علقمہ، جابر بن زید، عبدالرحمٰن بن اسود، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن، قتادہ، حماد بن ابی سلیمان، مالک، اوزاعی، شافعی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ جیسے کبار ائمہ سے یہی نقل کیا ہے کہ مرد اور عورت آپس میں ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔ ❷

ایک شبہ:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ مرد و زن میں سے کسی ایک کے فوت ہو جانے سے نکاح ختم ہو جاتا ہے، اور وہ آپس میں غیر ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نظریہ کے حامل لوگ اپنی بیوی کی چارپائی کو ہاتھ تک نہیں لگاتے۔

ازالہ:

یہ بات بالکل درست نہیں، اس کے کئی ایک دلائل ہیں۔

۱: وراثت میت کی ہوتی ہے، اور قرآنِ پاک نے حصے بیان کرتے ہوئے زوج کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ضابطہ یہی ہے، موت سے پہلے جو خاوند بیوی کا آپس میں دیکھنا جائز تھا، اب بھی جائز ہے۔

۲: عورت خاوند کی فوتگی کے بعد عدت گزارتی ہے، اُس کا عدت گزارنا اور سوگ میں رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان دونوں کا آپس میں میاں بیوی کا رشتہ ہے، ختم نہیں ہوا۔

کفن کا بیان:

۱۔ کفن اچھا اور جسم کو صحیح طرح چھپانے والا ہو۔ ❸

۲۔ کفن کا کپڑا سفید ہونا چاہیے۔ ❹

---

❶ مسند الشافعی: ۱/۲۱۱۔ سنن دار قطنی، رقم: ۱۸۳۳۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳/۳۹۶۔ اس کی سند ''حسن'' ہے۔ ❷ الاوسط لابن منذر: ۵/۳۳۵۔ ۳۳۶.

❸ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۴۳.

❹ سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۶۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۰۱۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

۳۔ کفن میں تین کپڑے ہونے چاہئیں، ایک شلوار کی جگہ، دوسرا قمیص کی جگہ اور ایک بڑی چادر دونوں کے اوپر لپیٹنے کے لیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں قمیص تھی نہ پگڑی۔'' ❶

نمازِ جنازہ:

مسلمان میت کی بخشش، مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے مخصوص انداز میں پڑھی جانے والی نماز کو ''نمازِ جنازہ'' کہا جاتا ہے۔

فضیلت:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی نمازِ جنازہ پڑھنے تک میت کے ساتھ رہتا ہے، اسے ایک قیراط کا ثواب ملے گا، اور جو دفن کرنے تک رہتا ہے، اسے دو قیراط ثواب ملے گا۔ (اور) دو قیراط، دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہوتے ہیں۔'' ❷

مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے کا جواز:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔ ❸

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔ ❹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ متوفی ۵۵ھ کا جنازہ مسجد میں پڑھا تھا۔ ❺

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲٦٤، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۸۷۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹٤۱.

❷ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۲۱۸۹. ❸ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۷۳.

❹ مؤطا امام مالك، رقم: ٥٤۲.

❺ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۷۳/ ۲۲٥۳.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بے شمار مرتبہ دیکھا کہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ ❶

امام شافعی رحمہ اللہ بھی مسجد میں نماز جنازہ کے قائل تھے۔ ❷

نمازِ جنازہ کا طریقہ:

(۱) پہلی تکبیر کے بعد تعوذ، سورۂ فاتحہ اور مزید قرآنِ مجید کا کچھ حصہ۔

(۲) دوسری تکبیر کے بعد دُرودِ ابراہیمی۔

(۳) تیسری تکبیر کے بعد میت کے حق میں دُعائیں۔

(۴) چوتھی تکبیر کے بعد سلام۔

دوسری فرضی اور نفلی نمازوں کی طرح نمازِ جنازہ میں بھی سورۂ فاتحہ فرض ہے، سورۂ فاتحہ کی فرضیت کے جو دلائل پہلے گزر چکے ہیں، وہ نمازِ جنازہ کو بھی شامل ہیں، مزید برآں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کی، جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا: میں نے سورۂ فاتحہ کی قراءت اس لیے کی ہے تاکہ تمہیں پتہ چل جائے کہ یہ سنت ہے۔ ❸

اور سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ مزید ایک سورت کی جہراً تلاوت کی اور کہا: ''یہ سنت ہے اور حق ہے۔'' ❹

---

❶ مسائل، ابی داؤد، ص: ۱۵۷.

❷ کتاب الام: ۲۱۱/۷.

❸ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قراءۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ، رقم: ۱۳۳۵.

❹ سنن نسائی، کتاب الجنائز، رقم: ۱۹۸۸، ۱۹۸۹۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

مسنون دُعائیں

پہلی دُعا:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جنازہ میں یہ دُعا پڑھتے:

((أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا ، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا ، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا ، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا. أَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ. أَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ.)) [1]

''اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردہ کو، حاضر اور غائب کو، چھوٹے اور بڑے کو، مرد اور عورت کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھنا چاہے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے مارنا چاہے اسے ایمان پر موت دے۔ اے اللہ! ہمیں مرنے والے پر صبر کرنے کے ثواب سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا نہ کر۔''

دُوسری دُعا:

((أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ ، وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ)) [2]

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ٣٢٠١۔ سنن ترمذی، ابواب الجنائز، رقم: ١٠٢٤۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ١٤٩٧۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ٢٢٣٢، ٢٢٣٤.

''اے اللہ! اسے معاف فرما، اس پر رحم فرما، اسے عافیت بخش، اس سے درگزر فرما، اس کی بہترین مہمانی کر، اس کی قبر کشادہ فرما، اس کے گناہ پانی، اولوں اور برف سے دھوڈال، اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے، اسے اس کے دنیاوالے گھر سے بہتر گھر، دنیا کے لوگوں سے بہتر لوگ اور اس کی بیوی سے بہتر جوڑا عطا فرما۔ اسے بہشت میں داخل فرما اور فتنہ قبر، عذابِ قبر اور عذابِ جہنم سے محفوظ رکھ۔''

تیسری دُعا:

((أَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَان فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ . اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .)) ❶

''اے اللہ! یہ فلاں بن فلاں (میت اور اس کے باپ کا نام لیں) تیرے ذمے اور تیری رحمت کے سائے میں ہے، اسے فتنہ قبر، عذابِ قبر اور آگ کے عذاب سے بچا، تو وفا والا اور حق والا ہے، پس اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما، بلاشبہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔''

بچے کی نمازِ جنازہ:

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نامکمل پیدا ہونے والے بچے پر بھی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی، اور اس کے ماں باپ کے لیے رحمت اور بخشش کی دُعا کی جائے گی۔ ❷

---

❶ سنن ابوداؤد ، کتاب الجنائز، رقم: ۳۲۰۲ ۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ۳۱۸۰ ۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

بچے کی نمازِ جنازہ میں دُعا:

حسن بصری رحمہ اللہ بچے کی نمازِ جنازہ میں یہ دُعا پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا ، وَّ فَرَطًا ، وَّ ذُخْراً وَّ اَجْرًا .)) ❶

''اے اللہ! اس بچے کو ہمارے لیے پیش رو، میر کارواں، ذخیرہ اور باعث اجر بنا۔''

نماز جنازہ کے اہم مسائل:

۱۔ زائد تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرنا چاہیے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نمازِ جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ ❷

۲۔ نمازِ جنازہ سراً اور جہراً دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ ❸

۳۔ نمازِ جنازہ میں ایک طرف ایک سلام پھیرنا بھی درست ہے۔ ❹

۴۔ نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے امام کو مرد کے سر، اور عورت کے وسط میں کھڑا ہونا چاہیے۔ ❺

تدفین کا بیان:

مردے کو زمین کے سپرد کرنے کو دفن کرنا کہا جاتا ہے۔ اسلام کا یہ طریقہ دوسرے مذاہب سے منفرد اور عمدہ ہے۔ شرعاً جس طرح کہ میت کے لیے غسل، کفن، اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ایسے ہی دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے اور اس فرض کے متعلقہ مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

---

❶ صحیح بخاری ، کتاب الجنائز ، باب قراءۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ معلّقاً .

❷ مصنف ابن ابی شیبه: ۲۹٦/۳ ـ العلل للدار قطنی : ۱۳/ ٤۲ .

❸ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۲۲۳۲، ۲۲۳٤ ـ سنن نسائی ، کتاب الجنائز، رقم: ۱۹۸۹ ـ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ مزید دیکھیں: أحکام الجنائز للألبانی، ۱۱۱، ۱۲۱ـ۱۲۲ .

❹ سنن دار قطنی ، رقم: ۱۹۱ ـ سنن الکبریٰ بیهقی : ٤۳/٤ ـ سنن الصغریٰ بیهقی : ۳۵۹/۱ ـ اسنادهٗ صحیحٌ .

❺ صحیح سنن ابن ماجه ، رقم: ۱۲۱٤ .

قبر بنانا:

۱: قبر، گہری، کشادہ، وسیع اور صاف ستھری بنائیں۔ ❶

۲: لحد بنانا افضل ہے، ہاں اگر زمین زیادہ نرم ہو اور قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے بلکہ صندوقی قبر کھودی جائے۔ بغلی قبر میں میت رکھنے کی جگہ قبلہ کی دیوار کے ساتھ بنائی جاتی ہے، اس کو لحد کہا جاتا ہے۔ اور صندوقی قبر میں میت رکھنے کی جگہ درمیان میں بنائی جاتی ہے۔ دونوں طرح ہی قبر کھودنا درست ہے۔ ❷

آدابِ تدفین:

۱: ضرورت ہو تو میت کے سر کے نیچے نرم پتھر یا مٹی وغیرہ بطور تکیہ رکھی جاسکتی ہے۔ ❸

۲: قبر میں کوئی چادر وغیرہ بھی بچھائی جاسکتی ہے۔ ❹

۳: میت کو قبر کے پاؤں والی جانب سے قبر میں داخل کریں۔ ❺

۴: میت کو اس طرح قبر میں لٹائیں کہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو اور اس کا سر قبلہ کی دائیں اور پاؤں قبلہ کی بائیں طرف ہوں، عہد نبوی سے آج تک اہل اسلام کا اسی پر عمل ہے۔ ❻

۵: میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .)) ❼

---

❶ سنن نسائی، کتاب الجنائز، رقم: ۲۰۱۲، ۲۰۱۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ المنتقى لإبن الجارود: ۱/ ۱۴۳، رقم: ۵۴۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۶۳۳۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱۵۵۷، ۱۵۵۸.

❸ الطبقات لإبن سعد: ۸/ ۱۱۰، ۱۱۱.

❹ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، رقم: ۹۶۷.

❺ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ۳۲۱۱۔ مسند احمد: ۱/ ۴۲۹، رقم: ۴۰۸.

❻ مختصر أحكام الجنائز: ۱۸۳.

❼ سنن ترمذی، کتاب الجنائز، رقم: ۱۰۴۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۲۱۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

۶: قبر پر تمام حاضرین تین تین لپ مٹی ڈالنا سنت ہے۔ [1]

۷: قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کریں۔ [2]

۸: قبر پر پہچان کے لیے پتھر وغیرہ رکھنا جائز ہے۔ [3]

تدفین کے بعد دعا کرنا:

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تدفین سے فارغ ہو کر قبر پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے بخشش اور ثابت قدمی کی دعا کرو، بلاشبہ اب اس سے سوالات کیے جا رہے ہیں۔'' [4]

تعزیت کے الفاظ:

تعزیت کا مطلب ہے میت کے وارثوں کو صبر کی تلقین کرنا، آخرت میں اجر وثواب کی امید دلانا اور ان کے دکھ درد میں شریک ہو کر ان کے غم کو ہلکا کرنا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعزیت کرتے ہوئے فرمایا:

" اِنَّ لِلّٰهِ مَا آخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰی وَكُلٌّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِأَجَلٍ مُسَمًّى ، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ ." [5]

''یقیناً اللہ کا (مال) ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے۔ اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔ بس صبر کر کے اس کا اجر وثواب حاصل کرنا چاہیے۔''

---

1. سنن ابن ماجة، کتاب الجنائز، رقم: ١٥٦٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
2. سلسلة الصحيحة، رقم: ٣٠٤٥.
3. سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، رقم: ٣٢٠٦۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔
4. سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، رقم: ١٢٨٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
5. صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ١٢٢٤۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ٩٢٣.

قل، دسواں اور چالیسواں :

تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن ایصالِ ثواب کے لیے کھانا کھلانا بدعت اور ہندوانہ رسم ورواج ہے۔

زیارت قبور کی دعائیں

(۱) " اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ عَلٰی اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ، أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ . " ❶

''ان گھر والے مومنو! اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا طلب گار ہوں۔''

(۲) " اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ ، وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ . " ❷

''ان گھروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے پہنچنے والوں اور بعد میں آنے والوں پر رحمت فرمائے اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔''

نماز پڑھو قبل اس کے
کہ تمہاری نماز پڑھی جائے

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ ، وَّ آلِهٖ ، وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۷۵.

❷ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۱۰۳ / ۹۷٤.